وقف املاک بل پاکستان 2020: اسلامی قوانینِ وقف کی روشنی میں جائزہ

مقالہ نگار

عمار عابد

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

دسمبر، 2022ء

وقف املاک بل پاکستان 2020: اسلامی قوانینِ وقف کی روشنی میں جائزہ

مقالہ نگار

عمار عابد

یہ مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ کی تکمیل لے لیے پیش کیا گیا ہے۔

ایم۔فل علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

سیشن 2020-2023

©عمار عابد، 2022ء

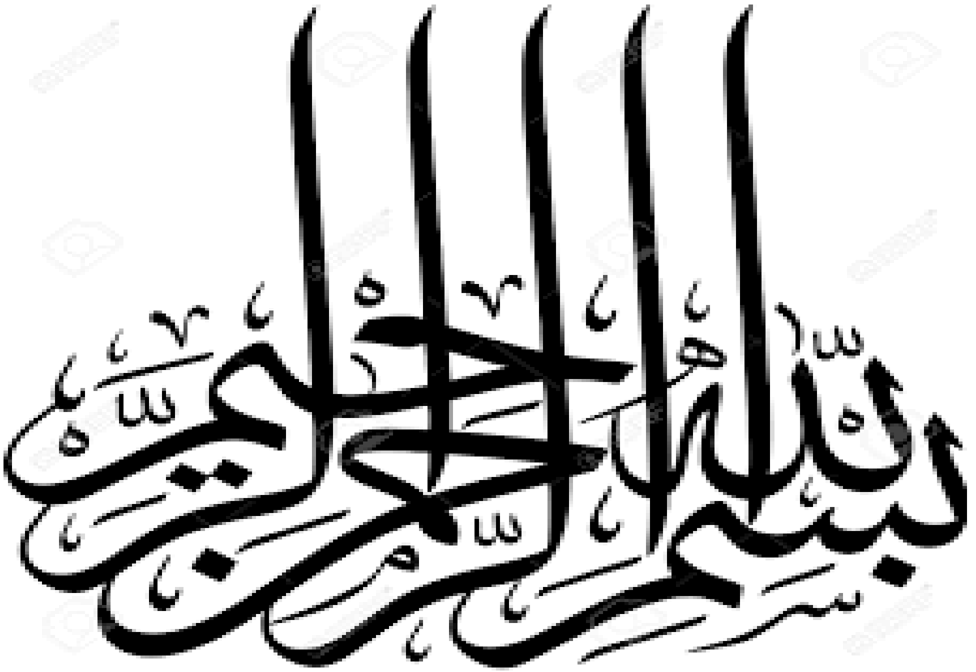
بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval Form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **وقف املاک بل پاکستان 2020: اسلامی قوانینِ وقف کی روشنی میں جائزہ**

Translation of Title in English and Roman:

Pakistan Waqf Properties Bill 2020: An Anlaysis in the light of Islamic Waqf Laws

Waqf Imlāk Bill Pakistān 2020: Islāmī Qawānīn-i-waqf kī Roshanī main Jāi'zah

نام ڈگری: ماسٹر آف فلاسفی علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: عمار عابد

رجسٹریشن نمبر: 9MPhil/IS/S20

ڈاکٹر ریاض احمد سعید ____________________

(نگران مقالہ) دستخط نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر مستفیض احمد علوی ____________________

(صدر، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب) دستخط صدر، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب

پروفیسر ڈاکٹر خالد سلطان ____________________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

بریگیڈیئر سید نادر علی ____________________

(ڈی جی نمل) دستخط ڈی جی نمل

تاریخ: ____________________

حلف نامہ فارم

(Candidate Declaration Form)

میں **عمار عابد** ولد **عابد مجید**،

رجسٹریشن نمبر: **9MPhil/IS/S20** رول نمبر: **NUML-S20-28516**

طالب علم، ایم فل، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد، حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ

مقالہ بعنوان:

وقف املاک بل پاکستان 2020: اسلامی قوانینِ وقف کی روشنی میں جائزہ

Pakistan Waqf Properties Bill 2020: An Anlaysis in the light of Islamic Waqf Laws

Waqf Imlāk Bill Pakistān 2020: Islāmī Qawānīn-i-waqf kī Roshanī main Jāi'zah

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا ہے، اور **ڈاکٹر ریاض احمد سعید** کی نگرانی میں تحریر کیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کرایا گیا ہے، اور نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

مقالہ نگار: **عمار عابد**

دستخط مقالہ نگار: ____________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

(THESIS ABSTRACT)ملخص مقالہ

Pakistan Waqf properties Bill 2020: An Anlaysis in the light of Islamic Waqf Laws.

A waqf property is an intangible charity asset under Islamic law with no further sale or purchase option. It often consists of gifting a structure, piece of land, or other valuable property for charitable or purely religious purposes with no intent of retrieving the property later.

The first Waqf in Islam was done by the Prophet Muhammad (PBUH), and later it was encouraged by companions. The present research aims to provide a comparative review of the Waqf Property Act 2020, in which the bill will be compared with the Islamic Waqf Property Laws. The study examines different perspectives, including its legitimacy, historical viewpoint, and importance in the light of the Qur'an, Aḥādīth, and the maxims of the jurists. It further focuses on the evolution of Waqf laws in Pakistan while comparing the Islamic Waqf laws and the Waqf Property Bill Pakistan 2020. The study also investigates the effects of the Waqf Property Bill 2020 from religious, political, economic, and social perspectives. The research results show how the Waqf Property Act 2020 is against the law of Pakistan and how unproductive it is to adopt such laws, which are against the teachings of Qu'rān and Sunnah.

Lastly, the study concludes that such laws must be eliminated because they are anti-Islamic. Instead, some laws could be implemented that are consistent with Islamic teachings and are for the betterment of society.

Keywords: Waqf Property Act 2020, Islamic Waqf Laws, Comparative Analysis, Political, Social, Religious, and Economic effects**.**

فہرست عنوانات:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	مقالہ کی منظوری کا فارم (Thesis and Defense Approval Form)	II
2	حلف نامہ(Declaration)	III
3	ملخص مقالہ(ABSTRACT)	IV
4	فہرست عنوانات(Table of Contents)	VI
5	اظہار تشکر(Acknowledgementss)	VII
6	انتساب(Dedication)	VIII
7	مقدمہ	1
8	باب اول: وقف املاک تعارف وتاریخ اور مشروعیت	11
9	فصل اول: وقف املاک کا تعارف	23
10	فصل دوم: وقف املاک کی مشروعیت واہمیت	52
11	فصل سوم: وقف املاک تاریخ وارتقاء	57
12	باب دوم: پاکستان میں وقف املاک قوانین کا تعارف وارتقاء	69
13	فصل اول: قیام پاکستان سے پہلے وقف املاک	70
14	فصل دوم: قیام پاکستان کے بعد وقف املاک قوانین	80
15	فصل سوم: وقف املاک ایکٹ پاکستان (اسلام آباد)2020ء	89
16	باب سوم: وقف املاک ایکٹ 2020 کا تجزیہ و تحلیل	105
17	فصل اول: وقف املاک بل 2020ء کا اسلامی قوانین وقف سے تقابل	106

120	فصل دوم: وقف املاک ایکٹ 2020ء پر ہونے والی تنقیدات اور اشکالات	18
144	فصل سوم: وقف املاک بل 2020ء کے لئے سفارشات و تجاویز	19
142	خلاصہ بحث	20
144	نتائج	21
145	سفارشات	22
146	فہارس	23
147	فہرست آیات	23
148	فہرست احادیث	24
150	Anexture	25
152	فہرست مصادر و مراجع	25

اظہارِ تشکر (Acknowledgments)

الحمدللہ ! اللہ کے فضل و کرم سے یہ مقالہ مکمل ہوا۔ لہذا سب سے پہلے شکر اس ذات کا جو شکر کرنے والے کو اور بھی زیادہ دیتا ہے اور جس کی ناشکری کفر ہے۔ شکر ہے اللہ تعالی کا جس نے مجھے صحت و عافیت والی زندگی کے ساتھ تعلیم کی روشنی بھی عطا فرمائی اور مجھے ایسے والدین اور اساتذہ کرام عطاء فرمائے جنہوں نے میری صلاحیتوں کے عین مطابق مجھے زندگی کے اسرار و رموز سکھائے اور سمجھائے۔

آج سے چند سال قبل میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اللہ تعالی مجھے اس موضوع پر کچھ لکھنے کا موقع عطا فرمائیں گے۔ لیکن نمل یونیورسٹی کے اساتذہ کرام اور انتظامیہ کا ممنون و مشکور ہوں کہ اُنہوں نے میرا ساتھ دیا اور یونیورسٹی انتظامیہ نے مجھے داخلہ دیا اور میں نے کورس ورک مکمل کرنے کے بعد یہ مقالہ لکھا اور خصوصاً مشکور و ممنون ہوں پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد سعید صاحب کا کہ جن کی محنت اور رہنمائی کی بدولت اس اہم موضوع کو قلمبند کیا۔ اس کاوش میں اللہ تعالی کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو میں ایک سطر بھی نہ لکھ پاتا۔

جس وقت یہ موضوع مجھے سونپا گیا اس وقت ایک انجانا سا خوف دل میں آیا کہ اس پر بحث و تحقیق اور پھر مقالہ نگاری کے ساتھ ساتھ وقف املاک کے بدلتے قوانین کے ساتھ اس موضوع کو ہم آہنگ کرنا ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے لیکن اللہ تعالی کے بعد میں ضرور اپنے استاد مکرم اور مربی و محسن پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد سعید کا شکر ادا کروں گا جنہوں نے قدم قدم پر میری مشکلات آسان کیں۔ یہاں پر میرا فرض یہ بھی ہے کہ میں اپنے سیشن کے تمام اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کروں بالخصوص واجب الاحترام صدر شعبہ علوم اسلامیہ جناب پروفیسر ڈاکٹر مستفیض علوی اور قابل احترام ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز جناب پروفیسر ڈاکٹر خالد سلطان کا مشکور ہوں جو میرے علم کی پیاس کو بجھاتے رہے اللہ پاک ان کو صحت ایمان والی زندگی عطا فرمائے۔

شکریہ میرے والدین کا کہ جن کی وجہ سے آج اپنا ایم فل مکمل کر رہا ہوں۔ شکریہ میری شریک حیات اور میرے بہن بھائیوں کا جو مجھے ہر قسم کا تعاون مہیا کرتے رہے۔ یونیورسٹی کے تمام اسٹاف اور انتظامیہ کا شکریہ جنہوں نے مجھے تعلیم کا سازگار ماحول فراہم کیا۔ اللہ پاک اِس کاوش میں جُڑے ہر شخص کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

انتساب(Dedication)

میں اپنی اس کاوش کو خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے نام منسوب کرتا ہوں۔ جن کی ذات گرامی کی وجہ سے کائنات میں رنگ ہیں اور ان کی محبت پورے دین اسلام کا محور و مرکز ہے۔

اس کے ساتھ اس کوشش کو اپنے شفیق والدین و اساتذہ سے منسوب کرتا ہوں جن کے سبب میری اچھی پرورش و تربیت انجام پائی۔

مقدمہ

”إن الحمد لله، نستعينه ونستغفره، ونعوذ به من شرور أنفسنا، من يهد الله، فلا مضل له، ومن يضلل، فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله“

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور (اپنے گناہوں کی) معافی چاہتے ہیں اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

موضوع تحقیق کا تعارف: (Introduction of the Topic)

وقف کے معنٰی روکنا، باندھنا اور ٹھہرانے کے ہیں۔ جو مال وقف کر دیا جائے تو اُسے مالکانہ تصرفات سے روک دیا جاتا ہے۔ وقف کی تعریف یہ ہے کہ:

”ملکیت باقی رکھتے ہوئے جائیداد کا نفع سب کے لیے یا کسی خاص طبقے کیلئے خاص کر دیا جائے۔ نا ہی اس کو بیچا جا سکتا ہے اور نہ منتقل کیا جا سکتا ہے“۔

اسلام میں سب سے پہلا وقف پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے زمانہ ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کئی وقف کیے۔ جب پیغمبر اسلام ﷺ کے سامنے کوئی سوشل مسئلہ آتا تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو ترغیب دیتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم فوراً وہ چیز وقف کر دیتے۔

اسلام کے مالیاتی نظام میں وقف کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں غریبوں اور مسکینوں کی ضروریات کو پورا کرنے، انہیں معاشی طور پر خود کفیل بنانے، مسلمانوں کو علوم و فنون سے آراستہ کرنے، مریضوں، پریشان حالوں کی پریشانی دور کرنے اور اصحاب علم و فضل کی معاشی کفالت میں اسلامی وقف کا بہت اہم رول رہا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی بنیادوں پر قائم وقف املاک،رفاہی ادارے،دینی مدارس اور مساجد کا آزاد سلسلہ برصغیر میں صدیوں سے جاری ہے، برصغیر پاک وہند میں بھی اوقاف کا قیام ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی نے متھرا کی فتح کے بعد 410ھ میں واپس غزنی جا کر ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا۔

برصغیر پاک وہند میں موجود مسلم اوقاف کا سہرا مغلیہ حکومت کے سر ہے۔اسی طرح قیام پاکستان کے بعد سے مسلم اوقاف کے انتظام وانصرام کیلئے مرکزی وصوبائی سطح پر وزارت اوقاف قائم ہے جو مسلم اور غیر مسلم اوقاف کی نگرانی کرتی ہے۔

موجودہ وقف املاک بل 2020 پاکستان (اسلام آباد) کی تاریخ میں ایک اہم قانون کے طور پر سامنے آیا ہے، جس میں مدارس،مساجد، فلاحی اداروں کے نام وقف املاک کو ایک قانونی حیثیت کے ساتھ حکومت اپنے دائرہ کار میں رکھے گی۔ عہدِ حاضر میں بہت سے نام نہاد لوگوں نے مدارس اور رفاہی ادارے قائم تو کر لیے مگر اُس میں لوٹ مار اور دیگر غیر شرعی اُمور سرانجام ہونا شروع ہو گئے حتیٰ کہ پاکستان کے بعض مساجد اور مدارس میں تو دہشت گردی کی تعلیم دی جانا شروع ہو گئی تو اِس تناظر میں وقف املاک بل 2020ء پاکستان پیش کیا گیا۔

اِس مقالہ میں وقف املاک بل 2020ء پاکستان کا تجزیہ اور اسلامی قوانین وقف کی روشنی میں تقابل پیش کیا گیا ہے۔ نیز اس پر ہونے والی تنقیدات اور اشکالات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اِس بل کے کچھ مثبت اثرات بھی ہیں اور کچھ منفی بھی جن کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2۔موضوع تحقیق کی ضرورت واہمیت:(Importance of the Topic)

28 ستمبر 2020ء کو ملک کے قانون ساز فورم پر ایوان زیریں اور ایوان بالا کا مشترکہ پارلیمانی اجلاس ہوا جس میں حکومت اور اپوزیشن کے ارکان نے قومی نمائندگی کرتے ہوئے قانون سازی کے عمل میں اپنا کردار ادا کیا اور ایک قانون سازی عمل میں آئی اس بل کے تین بنیادی اجزاء ہیں۔

اینٹی منی لانڈرنگ:(Anti-Money Laundering)

اینٹی منی لانڈرنگ سے مراد رقوم کی منتقلی میں دستاویزی عمل اور عالمی قوانین کی شفافیت کے ساتھ عمل درآمد کرنا اور ان قوانین کے برخلاف رقوم کی منتقلی کو روکنا۔

اینٹی ٹیررازم:(Anti-Terrorism)

عالمی دنیا کی تعریفات کے مطابق دہشت گردی کی روک تھام اور دہشت گردانہ مقاصد کے لئے رقوم کی جمع بندی اور منتقلی سے متعلق عالمی اصول وضوابط کے مطابق سدباب کرنا۔

اوقاف کنٹرول پالیسی:(Endowment Control Policy)

اوقاف کنٹرول پالیسی جو کہ حالیہ وقف قوانین بل سے متعلق ہے۔

بل میں اس پالیسی کا دائرہ کار (اسلام آباد وقف املاک بل 2020) کے عنوان سے اسلام آباد میں واقع مذہبی عبادت گاہوں اور تعلیم گاہوں تک ظاہر کیا گیا ہے۔اس مقالہ میں اس بل کا تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس حد تک یہ بل اسلامی قوانین کے موافق یا مخالف ہے۔پاکستان میں یہ پیش ہونے والا بل اپنے اندر بہت سے مثبت فوائد اور منفی پہلوؤں کو گھیرے ہوئے تھا جن کو بیان کرنا ضروری تھا اور وقف املاک بل2020 اور پاکستان کی معاشرت، سماج اور مذہب سے ہم آہنگ نہ ہونے کی بناء پر اِس مقالہ میں موجوداوقاف کنٹرول پالیسی کے کچھ اہم نُکات کو بیان کر دیا گیا ہے۔تاکہ وقف املاک بل کی تمام جہات کو دیکھا جاسکے۔

وقف ایک خاص اسلامی اصطلاح ہے اور اِس کے احکام بھی قرآن وسنت سے ماخوذ شدہ ہیں جبکہ پاکستان میں پیش ہونے والا وقف املاک بل 2020ء اپنے اندر کچھ ایسے مضمرات لئے ہوئے تھا جو کہ ابہام کا شکار تھے اور جس پر کچھ طبقات کو تحفظات تھے جس بناء پر یہ مقالہ تحریر کیا گیا اور اِس مقالہ میں وقف کی تاریخ و مشروعیت، تعارف وارتقاء، کے علاوہ وقف املاک بل 2020ء پاکستان کا تجزیہ اور اسلامی قوانین وقف کی روشنی میں تقابل پیش کیا گیا ہے۔نیز اس پر ہونے والی تنقیدات اور اشکالات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اِس بل کے کچھ مثبت اثرات بھی ہیں اور کچھ منفی بھی جن کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

عہدِ حاضر میں وقف املاک سے بہت سے طبقات سیاسی مقاصد حل کر رہے تھے اور اپنی مرضی کے مطابق دینی اداروں اور رفاہی کاموں کو استعمال میں لانا چاہتے تھے جس بناء پر ملکِ پاکستان انتشار کی طرف بڑھ رہا تھا جس کی روک تھام بہت ہی ضروری تھی تو اِس مقالہ میں چند ایسی تجاویز اور سفارشات بھی پیش کی گئیں ہیں کہ اگر اُن پر عمل نہ کیا گیا تو پاکستان میں مذہبی اور سیاسی طبقہ میں دوری پیدا ہو سکتی ہے اور ملکِ پاکستان کسی نئے بحران میں داخل ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایادیا تھا کہ علماء ہی میرے وارث ہیں لہٰذاوہ عمل کہ جو صدیوں سے علماء اور مشائخ سرانجام دیتے چلے آرہے تھے اگر وہ عمل دوسرے طبقہ کے افراد کے پاس چلا جائے تو وہ اُس عمل کو احسن انداز میں پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتے۔یعنی دینی مدارس اور مساجد جو کہ بڑے جید اور ممتاز علماء اور مذہبی اسکالرز کی نگرانی میں چل رہے تھے مگر حکومتِ وقت نے وہ مدارس اور مساجد موجودہ کمشنرز کے حوالہ کر دیئے جس سے مذہبی اور روحانی طبقہ کے ہاں انتشار پیدا ہونا شروع ہو گیا جس بناء پر یہ مقالہ تحریر کیا گیا۔

3۔جوازِ تحقیق:(Rationale of the Study)

پاکستانی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں وقف املاک بل 2020پاکستان کے نام سے ایک بل پیش کیا گیاجو بعدمیں پاکستان وقف املاک ایکٹ2020 ملک میں لاگوہوگیا جس کی وجہ سےملک کےاندر حکومتی اورمذہبی طبقہ کےدرمیان ایک نئی بحث شروع ہوگئی تھی اور مذہبی طبقہ کی جانب سے سخت رد عمل بھی جاری تھا۔اس سے مساجد، مدارس ، فلاحی اداروں کی خود مختاری اور آزادی متاثر ہونے کا خدشہ تھا۔لہذامناسب معلوم ہوا کہ موجودہ حالات کوسامنےرکھتےہوئے اس پر کام کیا جائے۔اس لیے وقف املاک قانون کی شرعی حیثیت کوواضح کیا گیا ہے اور وقف املاک بل کا جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے،اسی طرح ملک کی موجودہ صورتحال میں مساجدو مدارس اور فلاحی اداروں کی املاک کےحوالہ سے بدلتی ہوئی حکومتی پالیسی کاجائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

4۔موضوع تحقیق پر سابقہ کام کا جائزہ:(Literature Review)

پوری محنت سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ اس موضوع پر اس طرح کا کوئی عملی کام نہیں ہوا جس میں وقف املاک بل2020 پاکستان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیاہو لیکن وقف املاک سے متعلق کچھ عنوانات پر مختلف نوعیت کا کام ہواہے جو مندرجہ ذیل ہے:

مقالہ جات

عمران الحق کلیانوی، کتاب الکفالہ والنفقات اسلام کا نظام کفالت ایک تحقیقی جائزہ،(مقالہ برائے پی ایچ ڈی، یونیورسٹی آف کراچی، ۲۰۰۲)۔

اس تحقیقی مقالہ میں مصنف نے محققانہ انداز میں اسلام کے نظام کفالت و نفقات کا دیگر نظاموں اور مذاہب کے نظام کفالت اور نفقات سے تقابل اور تنقیدی جائزہ پیش کر کے یہ ثابت کر نے کی کوشش کی ہے کہاسلام نے جو انسانی ہمدردی کی تعلیم دی ہے خصوصاً معاش جو کہ جینے کے لیے ہر ایک کا بنیادی حق ہے تو اس کے لیے اسلام نے جو نظام کفالت قائم کیا ہے آج بھی کوئی نظام کوئی مذہب کوئی قوم اسلامی نظام کفالت کے مقابلے میں ایک عشر عشیر بھی پیش نہیں کرسکتا۔اور معاشرت ، معیشت اور سیاست سے متعلق اسلام کی جو عملی تعلیمات موجود ہیں مذاہب باطل ہےاس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

مطلوب احمد،وقف اسلام اورمروجہ قوانین کےتناظرمیں ایک تحقیقی جائزہ،(مقالہ برائےایم فل، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،اسلام آباد،2009ء)۔

اِس مقالہ میں مقالہ نگارنے عمومی طورپراسلام میں وقف کا تصور پیش کیاہےاوراِسلام میں موجودوقف کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں اور پھراُن صورتوں کا2009ءتک کے قوانینِ وقف کے ساتھ تقابل کیاہے۔مگرچونکہ یہ مقالہ پُراناہےاوراِس میں موجودہ وقف املاک بل2020ءکاذکرنہیں کیاگیا۔

خلیل احمداعظمی،"مسئلہ وقف کاتحقیقی مطالعہ عصرحاضرکےحوالہ سے،(مقالہ برائے پی ایچ ڈی،یونیورسٹی آف کراچی،2009ء)۔

یہ مقالہ پی ایچ ڈی کی سطح پرتحریرکیاگیاہےاِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مقالہ نگارنےاپنی مکمل محنت اور پُوری کوشش کے ساتھ اِس مقالہ کوتحریرکیاہےاوراس مقالہ میں مسائل وقف کاعصرحاضرکےتناظرمیں ایک علمی اورتحقیقی جائزہ پیش کیاگیاہے۔مگراِس مقالہ میں بھی2020ءکےوقف املاک بل کاتذکرہ نہیں ہے۔

Mohammed Tahir Sabit, *The Concept and Objective of Waqf* (PhD diss., Engineering and Technology University, Malaysia)

یہ مقالہ محمد طاہرثابت نے انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی ملائشیاسے مکمل کیااورپی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی۔مقالہ مکمل انگلش میں ہے۔اِس مقالہ میں اُنہوں نےوقف کامعنٰی ومفہوم اوراسکی قانونی حثیت کوبیان کیا ہےاوراِسکےعلاوہ وقف کی مدت کابھی ذکرکیاہےلیکن موجودہ قانون کاذکرنہیں کیاگیا۔

Waheed ur Rehman, "*Pakistan Fight against the menaces of terrorism financing and money laundering",* (PhD diss., Quaid Azam University Islamabad, 2022)

یہ مقالہ وحید الرحمان نے2020 میں قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں مکمل کیا اس میں انہوں نے دہشت گردی کے معنی و مفہوم کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا کہ یہ پوری دنیا کا مسلہ بن چکا ہے۔اس کے علاوہ ان عناصر کا ذکر کیا جو دہشت گردی کو پھیلانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں ان میں سب سے اہم عنصر منی لانڈرنگ ہے۔اس مقالے میں دہشت گردی اور منی لانڈرنگ کا آپس میں تعلق بیان کیا ہے۔

تحقیقی مقالات

Mujtaba Khalid, Waqf as a socially responsible investment instrument: A case for western countries, *European Journal of Islamic Finance*, Vol. 1, Dec (2014),

یہ مقالہ مجتبیٰ خالد نے مکمل کیا ہے یہ مقالہ مخصوص اسلامی معاہدہ وقف کا جائزہ لیتا ہے۔اور اس کے ممکنہ استعمال پر روشنی ڈالتا ہے جو کہ نہ صرف غیر مسلم انویسٹرز کو مائل کرتا ہے بلکہ اسلام کی اصل روح کی تعلیمات دیتا ہے۔

Masoud Ahmad, Role of waqf in sustainable economic development and poverty alleviation: Bangladesh perspective, *Journal of Law, Policy and Globalization*, Vol. 42, 2015.

یہ مقالہ مسعود احمد نے مکمل کیا اس میں انہوں نے وقف کو اسلام کے معاشی نظام میں بہتری کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ وقف کا نظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھا۔اسلام سے پہلے بھی وقف کو مذہبی حیثیت حاصل تھی جہاں مخیر حضرات اپنی پراپرٹی مذہبی معاملات میں وقف کرتے۔لیکن موجودہ دور میں وقف کے تحت چلنے والے ادارے زیادہ ترقی نہیں کر پا رہے۔یہ مقالہ بنگلہ دیش میں وقف سیکٹر کی موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالتا ہے۔

Md. Mahmudul Alam, Waqf as a tool for rendering social welfare services in the social entrepreneurship context, *Global Journal Al-Thaqafah*, Jan (2018).

یہ مقالہ محمد العالم نے مکمل کیا انہوں نے کہا ہے کہ اسلامی معاشی نظام میں وقف کا بہت اہم کردار ہے خاص طور پر فلاح و بہبود کے کاموں جیسا کہ صحت، تعلیم اور معاشرتی فلاح وغیرہ۔تاہم موجودہ دور میں چند ایک کامیاب وقف ادارے دیکھے گئے ہیں۔یہ مقالہ وقف کے اداروں کی کامیابی کی وجوہات کا جائزہ لیتا ہے۔

Shadiya Mohamed S. Baqutayan, Waqf between the past and present, *Mediterranean Journal of Social Sciences*, Vol. 9, (2018)

یہ مقالہ Shadiya Mohamed S. Baqutayan نے مکمل کیا ہے۔اس میں ماضی اور حال میں وقف کے طریقوں کا موازنہ کیا گیا ہے۔ روایتی طور پر وقف کا تصور مسلم ثقافت سے منسوب ہے ۔اگر مسلم ممالک میں بہتر گورنمنٹ ہو جو شفاف طریقے سے فنڈز کا انتظام سنبھالیں تو وقف ،امت کے لئے بہترین آمدنی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

وقف املاک ایکٹ 2020، شرعی جائزہ،(جہات الاسلام، جون 2020)

اِس آرٹیکل میں موجودہ وقف املاک بل کے چند دینی اثرات کا ذکر کیا گیا ہے اور اِس بل کا شریعتِ محمدیہ کے ساتھ ایک تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے مگر سیاسی، سماجی اور معاشرتی مسائل کو ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی، **نیا اوقاف ایکٹ خلافِ شریعت و خلافِ آئین ہے!**،(ماہنامہ البرہان، لاہور 2021)۔

یہ ایک چھوٹا سا مضمون ہے جو کہ آرٹیکل کی شکل میں ماہنامہ البرہان سے شائع ہوا ہے مگر مفتی تقی عثمانی صاحب نے اِس مضمون میں بہت ہی عمدہ طرح سے موجودہ وقف املاک بل کی چند دینی اور علمی جہات کا ذکر کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ یہ بل قرآن و سنت کے بھی خلاف ہے اور پاکستان کے آئین کے بھی خلاف ہے۔

Dodik Siswantoro, *The effectiveness of Waqf fund raising through mutual in Indonesia.*

یہ مقالہ Dodik siswantoro نے مکمل کیا اس میں انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسلم ممالک میں جہاں غربت ابھی بھی اہم مسئلہ ہے وہیں وقف اس میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے انڈونیشیا میں وقف کے اداروں کی ناکامی کی دو وجوہات ہیں پہلی یہ کہ گورنمنٹ وقف کو ملک کے معاشی ترقی میں معاون نہیں سمجھتی دوسرا یہ کہ انڈونیشیا کے لوگ ابھی بھی وقف کو مخصوص اثاثوں سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ وقف کا تعلق نقد رقم سے بھی ہے۔

Critical review on Waqf experience: Lessons from Muslims and non Muslim countries.

اس مقالے میں کچھ مسلم اور غیر مسلم ممالک میں وقف کے تجربات کا خلاصہ ہے۔ مسلم ممالک میں وقف کا اپنا طریقہ ہے ۔اس مقالے میں واضح کیا گیا ہے کہ وقف کے ادارے کا استحکام ملک اور معاشرے کی ترقی میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

شیخ نعمان، اسلامی معاشی نظام میں وقف کا کردار،(ہفت روزہ شریعہ اینڈ بزنس)۔

یہ ایک مختصر مگر جامع آرٹیکل ہے جس میں نعمان صاحب نے وقف کا مفہوم اور جدید مسائل کو بیان کیا ہے اِسکے علاوہ اُنہوں نے اِن مسائل کو حل وقف کے ذریعہ سے نکالنے کی پوری کوشش کی ہے۔

کتب

محمود الحسن عارف، **اِسلام کا قانونِ وقف مع تاریخ مسلم اوقاف**، (مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، 1994ء)۔

اِس کتاب میں بھی وقف کی تعریف، وقف کی اقسام، واقف کی شرائط، ارکانِ وقفِ اسلامی، موقوفہ اشیاء کی اقسام، متولیِ وقف، مصارفِ وقف، دعویٰ وقف اور اِسکے علاوہ مسلمانون کی طرف سے وقف کی گئی جائیداد کا ذکر کیا ہے جیسا کہ مسجدِ نبوی، باغِ فدک وغیرہ لیکن اِس کتاب میں بھی موجودہ وقف املاک بل کے سیاسی، سماجی اور دیگر مثبت اور منفی پہلوؤں کا ذکر نہیں ہے۔

مصطفیٰ احمد الزرقا، **احکام الوقف**، (دار عمار، عمان، 1997ء)۔

یہ کتاب عربی میں ہے۔ اِس کتاب میں بھی مصنف نے وقف اور وصایا کے بارے میں مکمل معلومات جمع کی ہیں جس میں اُنہوں نے وصیت اور وقف کا لغوی معنیٰ و مفہوم، اِسکی شرائط، ارکان، اور اِس سے متعلقہ شرعی و فقہی مسائل کو بھی بیان کیا ہے۔

غلام عبد الحق محمد، **احکامِ وقف**، (ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، 1999ء)۔

اِس کتاب میں مصنف نے وقف کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم چاروں فقہاءِ اسلام کے نزدیک بیان کیا ہے اِسکے علاوہ قبل از اسلام وقف کا مفہوم اور اُسکی صورتوں کا ذکر کیا ہے، وقف کا جواز، وقف کے ارکان، اور اِسکے علاوہ مسلم اور غیر مسلم کے وقف کردہ مال کا ذکر کیا ہے اِسکے علاوہ مصنف نے اِس کتاب میں چاروں فقہاء کے نزدیک وقف کے مسائل اور احکام کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اِس کتاب میں بھی موجودہ وقف املاک بل کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔

محمد مصطفیٰ شلبری، **احکام الوصایا والاوقاف**، (دار الجامعہ، بیروت، 2008)۔

یہ کتاب عربی میں ہےاِس کتاب میں مصنف نے وقف اور وصایا کے بارے میں مکمل معلومات جمع کی ہیں جس میں اُنہوں نے وصیت اور وقف کا لغوی معنٰی ومفہوم، اِسکی شرائط،ارکان،اوراِس سے متعلقہ شرعی وفقہی مسائل کو بھی بیان کیاہے۔

نور محمد غفاری، سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اوراسلام کانظام کفالت عامہ،(دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری،لاہور)۔

سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کے نظام کفالت عامہ کا جائزہ لیا گیا ہے۔یہ کتاب نہایت مفید اور جامع انداز میں لکھی گئی ہے۔اس میں آٹھ ابواب ہیں۔پہلے میں انشورنس کا مفہوم، اس کا طریقۂ کار، اس کی شرائط،اس کی اہمیت، اس کی اقسام اور اس کی جائز صورتوں کی وضاحت کی گئی ہے۔دوسرے میں موجودہ نظام انشورنس کے مفاسد، تیسرے میں اسلام کے نظام کفالت عامہ کو، چوتھے میں کفالت عامہ کے تنظیمی ڈھانچے کو، پانچویں میں کفالت عامہ کے ذرائع آمدن کو،اور اس کے بعد والے تمام ابواب میں مختلف طرز سے کفالت عامہ کے طریق کار کو بیان کیا گیاہے۔کتاب کااسلوب نہایت عمدہ، سادہ اور عام فہم ہے۔یہ کتاب" سرمایہ درانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ" ڈاکٹر نور محمد غفاری کی مرتب کردہ ہے۔

احمد ممتاز صاحب، **مروجہ تکافل اور شرعی وقف**،(تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین، کراچی،1434ھ)۔

اِس کتاب اور مقالہ میں مصنف نے تفصیل کے ساتھ مروجہ تکافل اور وقف کا ذکر کیا ہے جس ضمن میں اُنہوں نے وقف کے احکام اور مسائل اور وقفِ مطلق کی اقسام کو بھی تفصیلاً ذکر کیا ہے مگر موجودہ قانون کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ الحنفی، **الاسعاف فی احکام الوقف**،(دار الفاروق، عمان،2015ء)۔

یہ کتاب عربی میں ہےاِس کتاب میں بھی مصنف نے وقف اور وصایا کے بارے میں مکمل معلومات جمع کی ہیں جس میں اُنہوں نے وصیت اور وقف کا لغوی معنٰی ومفہوم،اِسکی شرائط،ارکان،اوراِس سے متعلقہ شرعی وفقہی مسائل کو بھی بیان کیاہے۔

تحقیق میں موجود خلا:(Research Gap)

سابقہ سطور میں کئی کتابیں،آرٹیکلز،اور مقالوں کی فہرست جاری کی گئی ہے جن میں وقف کے حوالہ سے تو کام کیا گیا ہے مگر موجودہ وقف املاک بل پاکستان 2020 کے حوالہ سے کام نہیں کیا گیا اور جن مضامین میں وہ بیان ہے تو

اِس قانون کی تمام جہات کو ذکر نہیں کیا گیا جب کہ مقالہ ہذا میں وقف کو موجودہ وقف املاک بل 2020 کے تناظر میں دیکھا گیا ہے اور ایک تحقیقی اور تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور تنقیدات کا جائزہ لیا گیا۔

مقاصد تحقیق:(Objective of Studies)

وقف میں اسلامی قوانین کا مطالعہ کرنا

وقف املاک کی قانون سازی کا جائزہ لینا۔

وقف املاک بل پاکستان کی بہتری کے لیے تجاویز وسفارشات پیش کرنا۔

سوالاتِ تحقیق:(Research Questions)

پاکستان میں وقف املاک بل 2020 سے متعلق قانون سازی کی نوعیت کیا ہے؟

وقف املاک بل پاکستان 2020 پر ہونے والی تنقیدات کی نوعیت اور حیثیت کیا ہے؟

وقف املاک بل پاکستان 2020 میں اسلامی وقف املاک تعلیمات کی روشنی میں بہتری کیسے ممکن ہے؟

تحدیدِ موضوع:(Limitations)

زیر نظر تحقیق میں وقف املاک بل پاکستان 2020 کا جائزہ لیا جائے گا اور اس پر ہونے والی تنقیدات کا تجزیہ کیا جائے گا

۔

منہج تحقیق:(Research Methodology)

1. مقالہ ہذا میں تحقیق کے معیاری پیراڈم (Qualitatve Paradigm) کو بنیاد بناتے ہوئے تحقیق کا تجزیاتی منہج اختیار کیا گیا ہے اور اس کے لئے درج ذیل ذرائع تحقیق کو استعمال میں لایا گیا ہے۔
2. تحقیقی موضوع میں مکمل کوشش کے ساتھ اصل مصادر یعنی (قرآن مجید، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی) اور فقہِ اسلامی کی بنیادی کتب (الفقہ الاسلامی وادلہ، مطالعہ الفقہ الاسلامی، کنزالعمال) دستورِ پاکستان 1973 وقف املاک بل پاکستان 2020 سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
3. بوقتِ ضرورت ثانوی مصادر سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ (از پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری)، اِسلام کا قانونِ وقف مع تاریخ مسلم اوقاف (از ڈاکٹر محمود الحسن عارف)، اسلام آباد وقف ایکٹ (از مفتی منیب الرحمان) وغیرہ سے بھی مدد لی گئی ہے۔

4. کتب کے ساتھ ساتھ بوقت ضرورت جدید ذرائع انٹرنیٹ، مثلاً ویب سائٹس (مکتبہ شاملہ، اردو پوائنٹ، بیسٹ اردو بکس، ڈیلی پاکستان، کتاب وسنۃ، محدث لائبریری)، ای کتب تحقیقی مجلات اور آرٹیکلز سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
5. موضوع تحقیق کا ایک حصہ ماہرین کی آراء پر مشتمل ہے لہذا ماہرین کی آراء کو بھی اس تحقیق کا حصہ بنایا گیا ہے۔
6. ترجمہ قرآن مجید کے لیے مفتی محمد تقی عثمانی کا آسان ترجمۂ قرآن بطور مصدر اور بائبل کے اردو ترجمہ کے لیے پاکستان بائبل سوسائٹی کو استعمال کیا گیا ہے۔

عمار عابد

ایم فل۔ سکالر

شعبہ اسلامی فکر و تہذیب،

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد

27-01-2023

باب اول

وقف املاک تعارف وتاریخ اور مشروعیت

فصل اول: وقف املاک کا تعارف

فصل دوم :وقف املاک کی مشروعیت و اہمیت

فصل سوم : وقف املاک تاریخ وارتقاء

باب اول:

وقف املاک تعارف وتاریخ اور مشروعیت

اسلام نے ایک فلاحی معاشرہ تشکیل دینے کے لیے ایسی واضح ہدایات اور آفاقی اصول ہمیں عطا کئے جنہیں بروئے کار لاکر صحیح معنوں میں ایسا اسلامی معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے جہاں قرآن وسنت کی بالادستی کے ساتھ ساتھ انسانیت کی فلاح وبہبود کے اداروں کو بھی اولیت حاصل ہو اور جہاں حقوق اللہ کی مکمل پاسداری کے ساتھ ساتھ حقوق العباد سے وابستہ اداروں کی بھی منظم شکل موجود ہو۔

ان اصولوں میں سے ایک اصول وقف ہے جو اسلامی فلاحی معاشرے کے بنیادی ستونوں میں سے ایک اہم ستون ہے، اور اپنی اس منظم شکل کے اعتبار سے اسلام ہی کا خاصہ ہے اسلام کے علاوہ غیر مسلم اقوام میں ہمیں اس قدر منظم شکل میں وقف کا نظام نظر نہیں آتا۔

اسلامی اوقاف کا سلسلہ جناب نبی کریم ﷺ کے دور سے چل رہا ہے آپ ﷺ نے خود بھی اپنی بعض زمینیں وقف کیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو بھی اس کی ترغیب دی ۔اس باب میں وقف کے مفہوم مشروعیت ،اہمیت اور تاریخ کے متعلق بحث کی گئی ہے۔یعنی قرآن وحدیث میں وقف کا معنٰی ومفہوم ومشروعیت اور عہدِ صحابہ وتابعین میں وقف کی اہمیت اور اُسکی مثالیں ذکر کی جائیں گی۔

قبل از بعثت اور عہدِ نبوی میں کس انداز میں جائیداد وقف کی جاتی تھی اور اُن وقف املاک کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے وغیرہ اِس باب میں بیان کیا جائے گا۔

اِس کے علاوہ وقف کی مشروعیت،تاریخ اور ارتقاء کو بھی بیان کیا جائے گا۔

فصل اول: وقف املاک کا تعارف

اس فصل میں وقف کا معنی و مفہوم اور ائمہ اربعہ، دیگر فرق کے اقوال اور اہل مغرب کے نزدیک مفہوم وقف کا تعارف پیش کیا جائے گا۔ وقف املاک کے قوانین واحکام کو سمجھنے کے لیے اس فصل کو درج ذیل ابحاث میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مبحث اول:

وقف املاک کا لغوی تعارف:

وقف عربی زبان کا لفظ ہے اس لفظ کا مادہ و،ق،ف ہے اس لفظ کی جمع وقوف اور اوقاف ہے لغت میں اس مادہ کے اندر "روکنے" کے معنی پائے جاتے ہیں مثلا میدان محشر کو موقف کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو حساب کے لئے روکا جائے گا۔ اسی طرح مقام عرفات میں لوگوں کے ٹھہرنے کو بھی "وقوف عرفہ" کہتے ہیں چنانچہ علامہ ابن فارس رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں:

"**الواو والقاف والفاء واحد يدل على تمكث في شيء ثم يقاس عليه**"[1]

ترجمہ: واؤ، قاف اور فاء ایک ایسا مادہ ہے جو کسی شے میں ٹھہراؤ پر دلالت کرتا ہے۔

فیروز آبادی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں:

"**وقف الدار حبسهكاوقفه وهذه ردیئة**"[2]

ترجمہ: وقف الدار کے معنی ہیں اسے (دیگر تصرفات سے) روک دیا اور اوقفه کا لفظ بھی اسی مقصد کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ لغت ردیئہ ہے۔

"**الوقف ويراد به المنع، أي أن الواقف يمنع التصرف في الموقوف**[3]"

ترجمہ: وقف کا مطلب ہے روکنا، یعنی واقف روکتا ہے شئ موقوف میں تصرف سے۔

ماضی قریب کے نامور فقیہ وہبہ زحیلی رحمۃ اللہ نے اس لفظ کے معنی لغوی کی ساری بحث کا خلاصہ ان الفاظ میں تحریر کیا ہے:

---

[1] ابن فارس، أبویوسف أحمد بن فارس بن زکریا، **مقاییس اللغة**، (بیروت: دار الفکر للطباعة والنشر، 1421ھ) ص 135/6۔

[2] فیروز آبادي، یعقوب، **القاموس المحیط**، (دمشق: مؤسسة الرسالة، 1992ء) ص 860۔

[3] الزبیدي، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، **تاج العروس من جواهر القاموس**، (بیروت: دار الهدایة، 1424ھ)، ص 369/6۔

"الوقف،التجيس،التسييل بمعنى واحد وهو اللغة الحبس عن التصرف يقال وقفته كذا حبسه ومنه الموقف لحبس الناس فيه لحساب ثم اشتهر كلمة الوقف علي اسم المفعول وهو الموقوف ويعبر عن الوقف بالحبس ويقال في المغرب وزير الاحباس.[1]"

ترجمہ: وقف تحبیس اور تسییل ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں لغت میں اس کے معنی ہیں کسی کو تصرف سے روکنا چنانچہ کہا جاتا ہے وقفت کذا یعنی میں نے اس کو روک دیا پھر کلمہ وقف کا اطلاق شیء موقوف پر عام طور پر کیا جاتا ہے کیونکہ مصدر اسم مفعول کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے وقف کو حبس سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے مراکش میں وقف کے وزیر کو وزیر احباس کہا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا کتب لغت کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ وقف کے لفظ میں روکنے کا مفہوم پایا جاتا ہے اور معروف وقف کو وقف کہنے کی وجہ یہی ہے کہ شیء موقوفہ میں بھی مالک کو مالکانہ تصرف کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔

وقف املاک کا اصطلاحی تعارف:

وقف کی اصطلاحی تعریفات کے بارے میں فقہائے اسلام کی تعبیرات مختلف ہیں اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ فقہائے اسلام کے نزدیک وقف کی حقیقت کے بارے میں اصولی اختلاف ہے چنانچہ ہم کوشش کریں گے کہ ہر ایک تعریف کے ضمن میں اس کے بنیادی اصولوں کی طرف بھی اشارہ کرتے جائیں مذاہب اربعہ کے ائمہ کرامؒ کے ہاں معروف چند تعریفات کا ہم ذکر کرتے ہیں:

احناف کے نزدیک وقف کی تعریف:

فقہ حنفی میں وقف کے بارے میں دو آراء موجود ہیں ایک رائے امام ابو حنیفہؒ کی جبکہ دوسری رائے صاحبینؒ کی ہے۔ ہم ہر ایک کو علیحدہ نقل کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وقف کی تعریف:

فقہ حنفی کے معروف متن کنز الدقائق کے مصنف علامہ نسفی رحمہ اللہ نے امام صاحب کے حوالہ سے وقف کی تعریف یہ نقل کی ہے:

[1] زحیلی، دکتور وھبہ، **الفقہ الاسلامی وادلہ** (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، 2010ء) ص 8/ 151۔

"حبس العين على ملك الواقف والتصدق بالمنفعة[1]"

ترجمہ: کسی چیز کی ذات کو اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے اس کے منافع صدقہ کردے۔

یہ تعریف امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق اس بات پر مبنی ہے کہ حقیقت میں وقف منفعت کا تبرع کرنا ہے نہ کہ عین شئ کا۔ یہ عاریت کی طرح کا عمل ہے۔ لہٰذا وقف کرنے سے شئ موقوفہ واقف کی ملکیت سے نہیں نکلتی لیکن اسکی منفعت کا تصدق ضروری ہوتا ہے۔

صاحبینؒ کے نزدیک وقف کی تعریف:

علامہ مرغینانیؒ نے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے وقف کی یہ تعریف نقل کی ہے:

"حبس العين على حكم ملك الله تعالي على وجه تعود منفعته الى العباد[2]"

ترجمہ: کسی چیز کو اللہ کی ملکیت میں اس طرح روکنا کہ اس چیز کا فائدہ بندوں کو پہنچے۔

یہ تعریف اس اصول پر مبنی ہے کہ حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک شئ موقوفہ واقف کی ملکیت سے نکل کر حکمی طور پر اللہ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے۔ اسی طرح اس تعریف میں یہ اصول بھی کارفرما ہے کہ وقف لازم ہوتا ہے۔

احناف کے نزدیک یہی تعریف راجح ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے۔

اہل مغرب کے نزدیک وقف کا مفہوم:

مغربی معاشروں یورپ اور امریکہ نے انیسویں اور بیسویں صدی کے دوران خیراتی کاموں اور رضاکارانہ غیر منافع بخش سرگرمیوں میں مسلسل اضافہ دیکھا اور یہ کام اور سرگرمیاں متعدد تنظیمی فارمولوں کی بنیاد پر تیار ہوئیں۔[3]

International Encyclopedie of the Social Sciences میں لفظ (foundation) کے تحت جس کا مطلب ہے

---

[1] نسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود، **کنزالدقائق** (کراچی، مکتبہ البشریٰ 2018ء)، ص 353۔

[2] ایضا۔

[3] ابراہیم البیومی غانم، **الاوقاف والسیاسہ فی مصر**، مرجع سابق، ص 66۔

(انڈومنٹ فنڈز یاادارہ)،اندومنٹ کو"عوامی مقصد کے لیے نجی رقم بانٹنے کاذریعہ "کے طور پر بیان کیا گیا ہے

۔

جہاں تک فرانسیسی قانون کا تعلق ہے، خیراتی اوقاف کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: "سرمایہ کی ایک مخصوص رقم کو مستقل بنیادوں پر مختص کرنا، کسی سرکاری یا نجی خیراتی کام کے لیے "عوامی خیراتی کام جیسے کرنے یا سائنسی ایوارڈز[1] پر خرچ کرنے کے لیے رقم یا جائداد کی رقم دینا۔

اور اینگلو امریکی نظام میں، وہ چیز ہے جسے (trust)[2] کے نام سے جاتا ہے، یہ ایک اصطلاح ہے جس میں تصدیق،اعتماد، وفاداری، کسی شخص پر انحصار اور اس پر انحصار کے معنی شامل ہیں۔ عربی لفظ "انڈومنٹ "اسی طرح کا ہے ،اور اس اصطلاح کا اظہار بڑی تعداد میں حکمناموں اور انتظامی قوانین میں پایا جاتا ہے جو امریکی قانون بناتے ہیں۔اس کی مثالیں نیویارک اسٹیٹ کے آرٹیکل 1167 کے مطابق "trust کے نام سے مشہور ہیں۔

"Trust is an obligation arising out of a personalconfidence reposed in, and voluntarily accepted by, one for the benefit of another".[3]

"ٹرسٹ ایک ذمہ داری ہے جو ذاتی اعتماد سے پیدا ہوتی ہے، اور رضاکارانہ طور پر ایک دوسرے کے فائدے کے لیے قبول کی جاتی ہے۔"

جہاں تک قانونی نقطہ نظر سے اوقاف کی تعریف کا تعلق ہے، یہ امریکی قانون میں مالیاتی لین دین کی ایک قسم ہے جسے "trust" کہا جاتا ہے، جسے امریکی لیگل انسٹی ٹیوٹ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ (ایک اعتماد کا رشتہ، خاص طور ایک مخصوص رقم کے ساتھ، جو اس شخص کو پابند کرتا ہے۔ یہ رقم کس کے پاس ہے، کئی ذمہ داریوں کے ساتھ، جس کا مقصد کسی دوسرے شخص کے فائدے کے لے اس کا استحصال کرنا ہے، اور یہ تعلق اس کی تخلیق کے اظہار کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے) اور اس کی تعریف (رقم کو کسی خاص شخص کے قبضے میں رکھنا) کے طور پر بھی کیا جاسکتا

---

[1] رفیق یونس المصری، **الاوقاف فقھا واقتصاد**، (دار المکتبی للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق، 1999)، ص117-116۔

[2] بیتز مولان، **الوقف واثرہ علی الناحیۃ الاجتماعیۃ، عبر من التجبۃ الامریکیۃ فی استعمال الاوقاف** (بیروت: دار فکر، 1991) ص288۔

[3] Creation of trust and its requisites under the law of trust in Pakistan, **TRUST ACT, 1882**, P. 5.

ہے۔ کہا جاتا ہے: ٹرسٹ یا ٹرسٹی، اسے کسی دوسرے شخص کے فائدے کے لیے استعمال کرنے کے لیے کہا جاتا ہے: فائدہ اٹھانے والا یا احسان اٹھانے والا)۔

اور پچھلے دو فقروں میں سے کسی میں بھی انسان دوستی اور خیرات کے معنی شامل کرنے کے لیے "Philanthrophy" یہ دوسروں کے لیے خیرات یا عوامی فائدے کے کاموں کے لیے "Charity" ہے

اوقاف کے تصور نے پچھلی صدی کے آغاز کے ساتھ ایک زبردست تفرقی دیکھی، کیونکہ وقف کے خیال نے گہری جڑیں پکڑیں، خاص طور پر امریکہ میں، جو دنیا میں خیراتی اور رضاکارانہ کاموں کا علمبردار ہے۔اوقاف کی رقم خیراتی رسک کیپیٹل ہے، جیساکہ یہ ان سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کی جاتی ہے جن کے لیے خطرات اور توقعات کی ضرورت ہوتی ہے جو حکومت یا افراد برداشت نہیں کرتے تھے۔[1]

مبحث دوئم: واقف اور جہت وقف:

اِس مبحث میں واقف کی تعریف اُسکی شرائط اور جہتِ وقف کا ذکر کیا گیا ہے اور کُتبِ فقہاء سے اِن مسائل و جزئیات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

واقف کی تعریف:

وقف کرنے والے شخص کو "واقف" یا "بانی وقف" کہا جاتا ہے[2]۔

واقف کی شرائط:

شرعی طور پر ایک واقف میں درج ذیل امور کا پایا جانا ضروری ہے۔

1۔واقف عاقل و بالغ ہو:

وقف کنندہ بالغ اور صحیح العقل ہو اور بلا کسی مزاحمت جائیداد کو استعمال یا تصرف میں لا سکتا ہو[3]۔

ازروئے قانون صرف وہ شخص اپنی جائداد اور املاک میں تصرف کرنے کا اہل قرار دیا گیا ہے جو عاقل اور بالغ ہو چنانچہ ہر وہ مسلمان جو عاقل اور بالغ ہو اپنی جائداد وقف کرنے کا مجاز ہے بالفاظ دیگر ایک نابالغ یا پاگل شخص کا وقف

---

[1] رفیق یونس المصری **الاوقاف مثلھا واقتصاد** مرجع سابق ص118. نسفی عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی، **کنزالدقائق**،(مکتبۃ البشری: کراچی 2018)، ص 353، نیز المرغینائی برھان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر لمرغینائی، **ھدایۃ مع فتح القدیر**۔

[2] ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد الاسکندری، **فتح القدیر** (بیروت: دارالفکر، بدون طبع،)، ج6، ص316۔

[3] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ج4، ص67۔

قانوناً جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص بے وقوفی (Idiocy) کی بناء پر تصرفات سے روک دیا گیا ہو تو وہ اپنی زندگی تک اپنی ذات کے لیے اور بعد وفات امور خیریہ پر صرف کرنے کے لیے وقف کرے تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق ایسا وقف درست ہوگا اور اگر وقف کی رجسٹری بھی کرادی گئی تو متفقہ طور پر صحیح ہوگا۔[1]

الکاسانی[2] لکھتے ہیں کہ وقف کنندہ نہ تو مخبوط الحواس ہو اور نہ دیوانہ ہو اور نہ ہی بچہ لیکن اگر کسی "صاحب جایئداد نابالغ بچے" نے کوئی شے وقف کردی تو اس کا کیا حکم ہے؟ فقہیہ ابو بکر اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کا وقف باطل ہوگا الا یہ کہ اس نے قاضی کی اجازت سے وقف کیا ہو جبکہ فقیہہ ابوالقاسم[3] کے نزدیک کہ خواہ قاضی اجازت دے بھی دے، تب بھی اس کا وقف باطل ہوگا۔ اس لیے اس کی جانب سے یہ عمل محض "تبرع (نیکی)" ہے[4]۔

2۔ آزاد ہو غلام نہ ہو:

وقف مکمل طور پر آزاد ہو۔ لہٰذا کسی غلام کی جانب سے کسی شے کا وقف کرنا جائز نہ ہوگا۔ تاہم اگر اس کے مالک نے اس کو اس کی اجازت دے دی ہو تو اس کا وقف درست ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اپنی تمام دولت کے برابر مقروض نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں باوجود مالک کی اجازت کے اس کا وقف درست نہ ہوگا۔[5]

وقف جائز کے لیے واقف کا مسلمان ہونا لازمی نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص خواہ کسی مذہب کا ہو وہ وقف کر سکتا ہے بشرطیکہ غایت وقف حسب مذہب واقف شرعاً جائز ہو[6]۔ مثال کے طور پر اگر کسی ذمی نے اپنی آل واولاد کے لیے کوئی وقف قائم کیا یا اس نے فقراء اور مساکین کے لیے کوئی شے وقف کی تو یہ وقف شرعی طور پر درست ہوگا۔ اور اس کے قائم کردہ وقف سے مسلم اور غیر مسلم دونوں ہی یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اس نے فقط ذمیوں

---

[1] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ص: ج6، ص316۔

[2] آپ کا نام علاؤالدین بن ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی ہے ان کی پیدائش 500ھ میں ہوئی۔ آپ وسط ایشیا کے علاقے فرغانہ کے ایک تاریخی قصبے کاسان میں پیدا ہوئے آپ کے مشہور استاد علاؤالدین المنصور محمد بن احمد السمرقندی تھا۔ وفات 587ھ/1191ء، (الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)

[3] ابوالقاسم، عبدالرحمان بن ابو عبداللہ العتقی، مصر میں پیدا ہوئے امام مالک کے مشہور شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ کا انتقال مصر میں 191ھ/806ء میں ہوا، **اسلامی انسائیکلوپیڈیا**، ج2، ص1314۔

[4] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص318۔

[5] برہان الدین، موسیٰ بن ابی بکر، **الاسعاف**، (دار المعرفہ: مصر، 1320ھ،) ص34 -35۔

[6] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص318۔

(غیر مسلموں) کے لیے اسے وقف کیا ہو کہ ایسی صورت میں فقط ذمی یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوسی ہی اس کے مستحق ہوں گے۔ پھر اگر اس نے ان میں سے کسی ایک نوع کو مخصوص کر دیا تو ایسی صورت میں اگر وقف کے منتظم نے ان کے علاوہ کسی اور کو کچھ دیا تو وہ ضامن ہو گا۔[1]

اگر کسی ذمی نے وقف کرتے ہوئے یہ کہا کہ "یہ وقف فقط اس کے ہم مذہب بیٹوں، اس کی نسل اور پھر فقراء کے لیے ہے تو اگر اس کی اولاد میں سے کوئی شخص مسلمان ہو گیا تو وہ اس کے استحقاق سے محروم ہو جائے گا[2]۔" اور اس صورت میں اس کی شرط نافذ العمل ہو گی۔

واقف مسلمان کسی صورت غیر مسلموں کی عبادت گاہ یا کسی ایسے مقصد کے لیے جو خلاف شرع اور گناہ ہو وقف نہیں کر سکتا۔ نہ کسی غیر مسلم کا مسلم عبادت گاہ کے لیے وقف جائز ہو سکتا ہے لیکن انتقال واقف کے بعد ان میں سے کسی بھی صورت میں برضامندی ورثا وقف نافذ ہو سکتا ہے[3]۔

3۔واقف کو شے موقوفہ کی ملکیت حاصل ہو:

جائداد موقوفہ کا وقف کے وقت واقف کی ملکیت ہونا ضروری ہے۔ شے موہوبہ[4] کا وقف جب کہ وہ واہب[5] کے قبضہ ملکیت میں نہ ہو، درست نہ ہو گا[6]۔ چنانچہ اگر ایک شخص کوئی زمین کسی شخص سے خرید کر وقف کر دے اس کے بعد ایک تیسرا شخص اس زمین پر اپنا حق ثابت کر دے کہ وہ زمین فروخت کنندہ کی ملکیت نہ تھی تو وقف باطل ہو جائے گا۔ اگرچہ اس پر مسجد ہی کیوں نہ بنا دی گئی ہو[7]۔ اسی طرح وقف کے بعد اگر کوئی شفعہ کا دعویٰ کر دے اور جائیداد موقوفہ پر اپنا حق ثابت کر دے تو وقف باطل ہو جائے گا خواہ اس کو مسجد کی شکل دے دی گئی ہو[8]۔ ایسی زمین کا

---

[1] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ص: ج5، ص43۔

[2] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ص: 353

[3] امیر علی سید، **مسلم قانون**، ترجمہ: محمد رضا علی خان، (لاہور: نگارشات، پبلشرز، 2006ء)، ص202۔

[4] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ج7، ص113۔

[5] جو شخص اپنی شے ہبہ کرے، اُسے واہب کہتے ہیں۔

[6] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ج5، ص38۔

[7] خصاف، **احکام الاوقاف**، مصر، 1322ھ، ص33، ابن نجیم، بحر الرائق، مصر، ص204۔

[8] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص: 316

وقف بھی درست نہ ہو گا جس کا مالک سرکاری لگان ادا نہ کرنے کی بنا پر اس زمین کو لگان کی وصولیابی کے لیے حکومت کے سپرد کر دے تاکہ اس کی آمدنی سے حکومت اپنے لگان وصول کرے[1]۔"

اگر کسی نے کسی زمین کا جائز طریقے سے سودا کیا اور پھر قبضے اور رقم کی ادائیگی سے قبل اس جگہ کو اس نے وقف کر دیا تو اس کا وقف ہونا موقوف ہو گا۔ اگر تو اس نے اپنی وفات سے قبل رقم کی ادائیگی کر دی اور جگہ پر قبضہ کر لیا تو وقف درست ہو گا۔ اور "اگر اس سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے اتنا مال و متاع نہ چھوڑا کہ جسے فروخت کر کے اس کی قیمت ادا کی جا سکے تو یہ وقف باطل ہو گا۔[2]

4۔ وقف کے وقت غیر مجور ہو:

وہ شخص جس کے خلاف جج نے حکم امتناع جاری کر دیا اس کی طرف سے کیا ہوا وقف جائز نہیں ہے۔

اس میں قاضی (جج) مجاز ہے کہ کسی شخص کے قرض خواہاں یا رشتہ داروں کی تحریک پر اصراف بے جا، سفاہت یا قرض سے لاپرواہی اور اندھا دھند قرضہ کی صورت میں اس کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دے اور اس کو مزید قرضوں کے معاہدہ کرنے یا ایسا کوئی معاملہ کرنے کے لیے نااہل قرار دے دے یا اس کی جائیداد، کاروبار یا تجارت کے لیے کوئی نگران مقرر کر دے۔ جب کسی شخص کے خلاف ایسا حکم امتناعی جاری کر دیا جائے تو وہ مجور (رکا ہوا) کہلاتا ہے اور کسی مجور کا کیا ہوا وقف ناجائز ہے[3]۔ جب تک کسی شخص کو قاضی مجور قرار نہ دے وہ شخص تب تک اپنی جائداد کے متعلق ہر قسم کا معاملہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ کسی جائداد کو اس کے مالک کے وقف کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کے تمام حقوق اس جائداد سے قطعاً ساقط ہو جاتے ہیں فعل وقف جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے ناقابل تنسیخ ہے اس سے جائیداد مخلوق خدا کی فلاح و بہبود کے لیے ملکیت خداوندی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تب ہی سے واقف کو اس جائیداد کے بارے میں اپنی مرضی کے مطابق معاملہ کرنے یا اس پر کوئی بار کفالت عائد کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا المختصر "وقف کرنے سے وہ جائیداد اس کی نہیں رہتی کہ وہ اس کے بارے میں کوئی معامل کر سکے۔ اگر واقف خود کو متولی ہی

---

[1] ایضا۔

[2] السرخسی، محمد بن أحمد، **المبسوط**، (بیروت: دار المعرفۃ، 1414ھ - 1993م)، ج12، ص42۔

[3] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ص:40

مقرر کرلے تو بھی اس کا کوئی معاملہ جو مفادات وقف کے خلاف ہو فعل ناجائز ہے اور اس چیز کا ثبوت ملنے پر قاضی یا جج اس کو برطرف کرنے کا پابند ہوگا" ۔[1]

فتاویٰ قاضی خان[2] میں ہے کہ اگر مرض الموت میں مبتلا کوئی شخص ہو اور اس کے قرضے اس کے اثاثے سے زیادہ ہوں تو وقف منسوخ کرکے جائداد بیع کردی جائے گی۔ یہ صورت ایسے وقف سے بالکل مختلف ہے جو کسی شخص نے بہ حالت صحت و تندرستی کیا ہو حالانکہ وہ بھی قرض میں اسی طرح مستغرق ہو تاہم ایسی صورت میں وقف جائز ہے اور اگر قاضی نے اس شخص کو پہلے ہی سے مجور قرار نہیں دے رکھا ہے تو قرض خواہاں اس وقف کے سلسلے میں تنسیخ کا کوئی سوال نہیں اُٹھا سکتے، ایسا وقف متفق علیہ طور پر جائز ہے[3]

اگر کوئی مقروض بحالت صحت وقف کرے اور اس پر بھی اس کے اثاثہ سے زیادہ قرضہ ہو اور قاضی نے اسے بعد میں مجور کردیا ہو تو ایسی صورت میں وقف برقرار رہے گا۔[4] بشرطیکہ قاضی کے حکم امتناعی صادر کرنے سے پہلے اس نے وقف کردیا ہو اور قرض خواہوں کو متفق علیہ طور پر اس کے منسوخ کرانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ مقروض نے وہ وقف بحالت صحت کیا اور اس وقت کو وہ غیر مجور بھی تھا۔ البتہ مفتی ابوسعید [5] کے مطابق اگر کوئی شخص قرضہ میں اس حد تک مبتلا ہونے کے باوجود کہ وہ دیوالیہ ہو چکا ہو اور اپنے قرض خواہوں کو محروم کرنے کی غرض سے جائداد کو وقف کرے تو قاضی ایسے وقف کو تسلیم نہ کرنے کا مجاز ہے۔ بلکہ وہ اس شخص کو جائداد فروخت کرنے اور اس کی آمدنی سے حتی الامکان قرضے ادا کرنے کے لیے مجبور کرسکتا ہے۔[6]

5۔ وقف کا اعلان نیک نیتی اور حقیقی ارادے کے ساتھ ہو:

وقف کے لیے یہ امر بنیادی نوعیت رکھتا ہے کہ وہ مقصد جس کی وجہ سے وہ وقف کر رہا ہے، نیک نیتی، مذہبی یا خیراتی یا ایسے کاموں کے لیے ہو جو شرع اسلام میں مذہبی، نیک یا خیراتی سمجھے جاتے ہوں۔ اگر وقف ایک سے زائد

---

[1] الشاطبی، **الموافقات**، بیروت، لبنان، ج3، ص127۔ الزرقا، احکام الاوقاف، مصر، ج1، ص52۔

[2] قاضی خان فخر الدین حسن القرغانی نام، آپ کا اکابر حنفی فقہا میں شمار ہے۔ انہوں نے کئی مسائل پر اجتہاد کیا، ان کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ قاضی خاں ہے۔ وفات 592ھ/1196ء میں ہے۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، لاہور، ج2، ص1314۔

[3] ابنِ عابدین، محمد امین بن عمر، **ردالمختار علی الدر المختار**، (بیروت: دار الفکر، 1412ھ)، ص115۔

[4] الشیرازی، ابراہیم، **المہذب**، (مصر 1959ء)، ج1، ص27۔

[5] ابن حزم، علی احمد بن سعید، **المحلی**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1412ھ)، ج9، ص175۔

[6] امیر علی سید، **مسلم قانون**، ص210۔

مقاصد کے لیے کیا جائے جن میں سے بعض جائز ہوں اور بعض ناجائز تو جائز مقاصد کی حد تک وہ وقف صحیح سمجھا جائے گا اور ناجائز مقاصد اس دائرے سے خارج سمجھے جائیں گے۔[1] اگر واقف نے جائز اور ناجائز مقاصد کے تحت خرچ کی مدات معین اور رقم یا جائیداد کی مقدار یا حصہ مقرر کر دیا ہے تو ایسی صورت میں غیر صحیح مقاصد کے تحت جو وقف کیا گیا ہے وہ جائداد موقوفہ کی حد تک باطل قرار دیا جائے گا اور اس جائداد کی ملکیت واقف کی متصور ہو گی۔ اگر تمام ہی مقاصد ناجائز پائے جائیں تو ایسی صورت میں وقف کلیتاً کالعدم اور باطل قرار پائے گا۔[2]

اگر وقف نامے میں مندرج مقاصد وقف میں سے کوئی مقصد فوت ہو چکا ہو یا ناقابل حصول ہو تو محض اس بنا پر وقف باطل نہ ہو گا۔ اگر وقف نامے سے واقف کی نیت مندرج مقاصد کے تحت صریح طور پر مذہبی، خیراتی یا امور خیر سے متعلق پائی جائے تو وہ وقف جائز ہو گا اور اس کی آمدنی ایسے مقاصد پر صرف کی جا سکے گی جو فوت شدہ یا ناممکن الحصول مقاصد کے قریب قریب اور اس کے مماثل ہوں۔ انگریزی قانون اصطلاح میں اسے اصول تقریبی (Doctrine of Cypres) کہتے ہیں۔

کوئی وقف محض اس وجہ سے ناجائز متصور نہ ہو گا کہ اس کے ذریعے سے جو مفاد غربا، مساکین یا دیگر مستقل نوعیت کے مذہبی، صالح یا خیراتی مقاصد کے لیے مخصوص کیا جائے۔ وہ واقف کے خاندان، ولاد یا نسل کے منقطع ہو جانے کے وقت تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا ہے۔[3] اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی بیعہ (یہودیوں کی عبادت گاہ) اور کلیسہ (عیسائیوں کی عبادت گاہ) کے لیے وقف قائم کرے تو درست نہ ہو گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کسی بھی نیک یا امر خیر کے لیے وقف کیا جا سکتا ہے۔ فقہ اسلام کے تمام مذاہب کے مطابق کسی بھی شخص، طبقہ یا افراد کے مفاد کے لیے یا کسی بھی غایت ثواب یا صدقے کے لیے وقف کیا جا سکتا ہے، بلکہ ''وقف ان بچوں کے حق میں بھی ہو سکتا ہے جو ہنوز پیدا نہیں ہوئے''۔[4]

امور خیر، مذہبی، نیک یا خیراتی وہ تمام ہیں جنہیں مذہب اسلام نے قانون شرع میں امر احسن اور ثواب تسلیم کیا ہے اور کون سا امر احسن یا ثواب یا خیر ہے۔ اس کا معیار خوش نودی خداوندی ہے ہر امر خیر جو باری تعالیٰ کے نزدیک

---

[1] برہان الدین، موسیٰ بن ابی بکر، **الاسعاف فی احکام الاوقاف**، (مصر: القاہرہ، 1320ھ)، ص: 35۔

[2] خرم علی لکھنو، **غایۃ الاوطار**، (انڈیا: دار الکتب، 1990ء) ج2، ص565۔

[3] قانون، **جواز اوقاف مسلمانان**، 1913ء۔ Abdul Whaeed, Manual of Auqaf laws, P. 205 – 208۔

[4] امیر علی سید، **مسلم قانون**، ص273۔

پسندیدہ ہے یا جس کی بدولت قرب خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ وہ ایک جائز صحیح موزوں اور مناسب مقصد وقف ہے خود یا اپنے بچوں یا اپنے عزیزوں کی گزر معاش کا انتظام انتاہی احسن اور امر خیر ہے جیسا کہ عام غربا کی پرورش کے لیے وقف۔

قانون اسلام میں ہر وقف خواہ وہ کسی مقصد سے کیا گیا ہو، اصلاً اور واقعتاً نوع انسانی کے مفاد کے لیے ہوتا ہے۔ مذہب اور شرع اسلام کی بنیاد لازماً نوع انسانی کی فلاح اور ختم پر منحصر ہے ایک مسجد کے لیے وقف بستی نوع انسانی کے لیے ہے اس لیے کہ مقصد عبادت ہے اسی طرح مدرسہ کے لیے وقف بچوں کی تعلیم کی غرض سے ہے۔ خانقاہ کے لیے وقف ایک مخصوص مذہبی طبقہ کے استعمال کے لیے ہے جو ہر وقت ذکر واذکار میں مصروف رہتا ہے اور علی ہذا القیاس ہر ایک مقصد کی غایت نوع انسانی کی روحانی، مذہبی، اخلاقی، مادی فلاح ہے۔ اور یہی تصریح فاضل ججوں نے بمقدمہ محمد صادق بنام محمد علی بذریعہ مؤرخہ 21 دسمبر 1868ء میں اس طرح کی ہے کہ:

> "وقف کا منشا ہے کہ کسی بھی جائیداد، مستقل زمین یا دیگر مقبوضہ اشیا وغیرہ سے اپنے حقوق مالکانہ کی دست برداری کر لی جائے اور اس کو وقف کر کے اس طرح نذر باری تعالیٰ کر دیا جائے کہ عام انسان فلاح پا سکیں۔[1]

6۔ وقف فوری اور بلا شرط ہو:

واقف کے لیے ضروری ہے کہ جو وہ وقف کرے، فوری ہو اور کسی ایسی شرط پر موقوف نہ ہو جیسا کہ وجود یقینی نہ ہو۔ البتہ ایسے وقف کی صورت میں جو وصیت کے ذریعے کیا جائے۔

اس کا اطلاق اس کی جائیداد کے ایک تہائی سے زائد پر نہ ہو گا الا یہ کہ بعد وفات واقف ورثا اپنی رضامندی کا اظہار کریں۔[2]

اگر کوئی یہ کہے کہ اگر میرا لڑکا واپس نہ آئے تو میرا مکان غربا کے لیے وقف ہو گا اور لڑکا اگر واپس بھی آجائے تو تب بھی یہ مکان وقف ہو گا[3]۔ کیونکہ اس صورت میں وقف فوری اور بلا شرط نہیں ہے۔

واقف، وقف کرتے ہوئے یہ شرط رکھتا ہے کہ وہ اس کی اولاد میں کوئی ضرورت مند، جب

---

[1] ایضاً۔

[2] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص: 315۔

[3] شیخ ابو زہرہ، **الوقف**، (بیروت: دار الفکر، 1959ء)، ج 22، ص 134۔

چاہے گا اس وقف کو فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے کام میں لگا سکے گا یا اس کو صدقہ کر سکے گا یا اس سے اپنا قرض ادا کر سکے گا یا جو اس کی اولاد میں مستحق ہوا وہ اس وقف میں ویسے ہی تصرف کر سکے گا، جیسا کہ مالک اپنے مملوکہ مال میں تصرف کر سکتا ہے۔[1]

ان تمام صورتوں میں چونکہ یہ شرائط "مقاصد وقف" سے متصادم ہیں۔اس لیے وقف باطل ہوگا۔ البتہ مسجد ہونے کی صورت میں وقف درست اور اس کی مذکورہ شرط باطل ہوگی۔

7۔بیع یا ہبہ کی شرط نہ ہو:

وقف کی تشکیل کے سلسلے میں واقف کوئی ایسی شرط عائد نہ کرے جس سے وقف کی نفی ہوتی ہو مثلاً بیع یا ہبہ کرنے کی شرط نہ کی گئی ہو[2]:

اگر واقف نے کہا کہ میں اپنی زمین یا مکان کو اس شرط پر وقف کرتا ہوں کہ جب چاہوں گا وقف سے نکال لوں گا یا ہبہ کر سکوں گا یا اس کی قیمت کا ہبہ کروں گا یا جب مناسب ہوگا رہن رکھ دوں گا اور وقف سے خارج کر دوں گا۔یہ وقف باطل ہوگا الاّ یہ کہ مسجد پر وقف کیا ہو تو ایسی صورت میں وقف صحیح ہوگا اور مذکورہ شرطیں باطل ہو جائیں گی[3]۔ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا اور ان سے کہا: اگر تم اس موقوفہ کی حفاظت میں عاجز ہو جاؤ تو اس کو فروخت کر دینا۔امام ابو یوسف کے فتویٰ کے مطابق یہ شرط باطل ہوگی۔[4]

عبدالجلیل لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ

اس نے اس شرط پر یہ اراضی وقف کی کہ جب وہ چاہے اس کو فروخت کر دے گا اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دے گا یا اس کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے اسے ہبہ کر دے گا یا اس کو رہن کر دے گا، یا اس کی اولاد میں سے اگر کسی کو کوئی حاجت پیش آجائے تو وہ اس کو فروخت کر سکتا ہے اور اس کی قیمت اپنی ذاتی ضرورت میں لگا سکتا ہے[5]۔تو ایسا وقف بھی باطل ہوگا۔

---

[1] عارف، **اسلام کا قانون وقف**، ص127 – 128، عبدالجلیل، الوقف، ص54۔

[2] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:315

[3] ابن عابدین، **ردالمحتار**، بر حاشیہ **درالمختار**، ص370۔**ابن نجیم**، بحرالرائق، ص203۔**فتاویٰ عالمگیری**، ص33 – 316۔خصاف، **احکام الاوقاف**، ص129۔

[4] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:322۔

[5] ایضاً۔

8۔ وقف دوامی ہو وقتی نہ ہو:

اس سے مراد یہ ہے کہ واقف جب بھی وقف کے الفاظ استعمال کرے تو اس میں وقف کا عارضی اور وقتی نوعیت کا ظاہر نہ ہو۔ بلکہ اس میں ناپید، دوامی یعنی ہیشگی کا مفہوم پایا جاتا ہو۔

فقہا کی غالب اکثریت وقف کے دوامی ہونے کو صحت وقف کے لیے شرط قرار دیتی ہے۔ چنانچہ "اگر کوئی وقف عارضی یا ایک وقت معین تک کے لیے ہو تو وہ باطل قرار پاتا ہے کیونکہ وقف کا مقصد دواماً حصول ثواب ہوتا ہے جو ایک دائمی وقف کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے"۔[1]

امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ صحت وقف کے لیے مطلق دوام کو شرط قرار دیتے ہوئے اس امر کے شدت کے ساتھ قائل ہیں کہ وقف میں دوامی ہونے کی صراحت ہونی چاہیے۔ "امام ابو یوسفؒ" بھی وقف کے دوامی ہونے کو شرط قرار دیتے ہیں لیکن امام محمدؒ اس کے برخلاف اس امر کو لازم قرار نہیں دیتے کہ وقف کے ساتھ دوام ہونے کی صراحت کی گئی ہو وہ لفظ "وقف" سے اس کے دوامی ہونے کو تصور کر لیتے ہیں۔[2]

ظاہریہ[3] بھی اکثر فقہا کی طرح وقف کے دوامی ہونے کے قائل ہیں بلکہ ابن حزم[4] نے لکھا کہ "اگر کسی شخص نے وقف کیا اور یہ شرط کی کہ بوقت ضرورت وہ اسے بیع کر سکتا ہے تو وہ وقف صحیح ہوگا اور شرط باطل ہو گی"۔[5]

جب کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ "وقف کے دوامی ہونے کو صحت وقف کے لیے شرط قرار نہیں دیتے، بلکہ وہ وقف کے موقتی ہونے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ ضرورت وقف میں بیع کی شرط کو بھی جائز قرار دیتے ہیں"۔[6]

---

[1] شرف الدین موسیٰ بن احمد، **الاقناع، مصر** ج2، ص 31۔

[2] عبد الوھاب الخلاف، **احکام الوقف**، ص 130۔ ابن عابدین، **رد المختار**، ص 386۔ حصکفی، **در المختار**،، ص 372.

[3] ظاہریہ: فقہ کا ایک دبستان ہے جس میں احکام کا استخراج الفاظ قرآن وسنت کے ظاہری معنی سے کیا جاتا ہے، اس میں رائے، قیاس، استصحات، استحسان اور تقلید کی شدید مخالفت کی گئی ہے عراق میں مذہب ظاہری اپنے بانی داؤد بن حلف کے نام پر داؤدی بھی کہلتا ہے۔ **اسلامی انسائیکلوپیڈیا**، ج2، ص 1105۔ **مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ**، ص 511۔ الشعرانی، **المیزان**، قاہرہ، 1317ھ، 117۔ ابن الندیم، **الفہرست**، طبع خلوگل، ج1، ص 217۔ السمعانی، **کتاب الانساب**، ص 220۔

[4] **ابن حزم**: نام: ابو محمد علی بن احمد بن سعید ابن حزم، اندلس کا عالم دین، فقیہ، مؤرخ اور شاعر قرطبہ میں 384ھ/994ء کو پیدا ہوئے، باپ منصور اطاحب اور اس کے بیٹے مظفر کا وزیر تھا۔ وزارت کا عہدہ بھی ملا، وفات 456ھ/1064ء، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، 1، ص 71۔

[5] ابن حزم، **المحلی**، ج9، ص 183۔

[6] السرخسی،، **المبسوط**، ص 42۔

چنانچہ وقف کے اس مسئلے میں دو گروہ پائے جاتے ہیں۔ پہلا گروہ جو ناپید (ہمیشگی) وقف کا قائل ہے اور وقف کے موقتی ہونے کو صحیح نہیں سمجھتا ہے جبکہ دوسرا گروہ جو وقت کے موقتی ہونے کا بھی قائل ہے۔ سطور ذیل میں مختلف مذاہب فکر کا نقطہ نظر پیش کیا جاتا ہے۔

آئمہ احناف:

امام ابو حنیفہؒ کے سوا آئمہ حنفیہ میں امام محمدؒ نے ابدیت کی شرط لگاتے ہوئے اس شرط میں بہت سختی اختیار کی ہے اور یہ امر واجب قرار دیا ہے کہ "واقف کی عبارت میں ایسا کلمہ ہونا ضروری ہے جو لفظی اور معنوی طور پر ابدیت پر دلالت کرتا ہو۔ یا کم از کم معنوی طور پر تو دلالت کرتا ہی ہو"۔ [1]

چنانچہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر واقف نے وقف کے ابدی ہونے کی صراحت کر دی، لیکن مصرف ایسا بیان کیا جو منقطع ہو جانے والا ہے۔ تب بھی وقف صحیح نہ ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ ابدیت کی شرط میں امام محمدؒ سے متفق ہیں مگر آپ نے اس شرط کے لگانے میں امام محمدؒ جیسی شدت اختیار نہیں کی ہے بلکہ وہ صرف لفظ وقف کو ابدیت کے اظہار کے لیے کافی تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک اگر واقف نے ایسا مصرف بیان کیا جو ختم ہو جانے والا تھا تو وقف صحیح ہو گا اور وقف اس مصرف کے ختم ہو جانے پر خود بخود فقرا مساکین کی طرف رجوع کر جائے گا[2]۔ واضح رہے کہ امام ابو حنیفہؒ وقف کے ابدی ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

امام شافعیؒ:

امام شافعیؒ کسی زمانے کی تقلید کے بغیر مطلقاً ابدیت کی شرط کے قائل ہیں۔ البتہ ایسی صورت میں کسی شخص نے اپنے وقف کے وقت کوئی ایسی جہت بیان کی جو منقطع ہو جانے والی تھی۔ اس سلسلے میں ان کے دو قول ہیں:

اوّل یہ کہ ایسا وقف باطل ہو گا کیونکہ وقف سے دائمی طور پر ثواب کا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ ایسے وقف میں یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

دوم یہ کہ وقف صحیح ہو گا اور مقرر کردہ جہت کے منقطع (ختم) ہو جانے کے بعد وقف کا معرف فقرا و مساکین ہوں گے۔ لیکن ان فقرا و مساکین کو تقدم کا حق حاصل ہو گا جو واقف کے رشتہ دار ہوں۔ [3]

---

[1] ابن نجیم، **بحر الرائق**، ص 135۔

[2] ابن عابدین، **رد المختار**، ص 387۔ ابن نجیم، **بحر الرائق**، ص 136۔

[3] الشیرازی، **المہذب**، ص 38 – 41۔

امام احمد بن حنبلؒ:

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی ابدیت شرط ہے۔ چنانچہ ابن قدامہ[1] نے لکھا ہے کہ:

اگر کوئی واقف اپنے وقف میں یہ شرط کرے گا کہ جب چاہے گا۔ اس کو فروخت کردے گا یا ہبہ کر دے گا یا اس سے رجوع کرلے گا تو اس صورت میں نہ شرط صحیح ہوگی اور نہ وقف صحیح ہوگا۔ اس لیے کہ اس قسم کی شرط وقف کے مقصد کے خلاف ہے۔ لیکن اگر وقف میں مصرف ایسا بیان کیا گیا ہو جو منقطع ہو جانے والا ہو تو وقف صحیح ہوگا اور اس مصرف کے ختم ہو جانے پر وقف کے قریبی رشتہ داروں پر وقف کی آمدنی صرف کی جائے گی۔[2]

امام مالکؒ:

امام مالکؒ وقف کے سلسلے میں ان حضرات سے مختلف نظریہ کے حامل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وہ وقف کی تابید کے سلسلے میں اس کے ابدی اور دائمی ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ ان کے نزدیک جس طرح وقف دائمی طریقہ پر صحیح ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک مدت معینہ تک کے لیے بھی صحیح ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک:

اگر وقف میں یہ شرط رکھی گئی ہو کہ واقف بوقت ضرورت اس کو فروخت کر سکے گا تو اس شرط کے ساتھ بھی وقف صحیح ہوگا اور اسی طرح اگر یہ شرط رکھی کہ موقوف علیہ کی موت کے بعد وقف واقف کی طرف (بشرط حیات) واپس ہو جائے گا یا موت کے بعد ورثا کی طرف لوٹ جائے گا تو یہ شرط عائد کر دینا بھی جائز ہوگا۔[3]

خلاصہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک وقف دائمی اور موقتی (ایک مدت معینہ کے لیے) ہر دو طرح صحیح ہوتا ہے خواہ اس کی مدت سالوں کی تجدید کے ساتھ کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔

---

[1] ابن قدامہ: نام ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ، 528ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان زہد و تقویٰ میں مشہور تھا۔ آپ حنبلی تھے۔ سلطان صلاح الدین خود چل کر آپ کے خیمے میں زیارت کے لیے آیا۔ وفات 607ھ، **اسلامی انسائیکلوپیڈیا**، ص 99۔ ابن الجوزی، **مرآۃ الزمان**، حیدر آباد، 1951ء، ج 8، ص 548۔ الذھبی، **تاریخ دول الاسلام**، حیدر آباد، 1337ھ، ج 2، ص 85۔ ابن العماد، **شذرات الذہب**، قاہرہ، 1351ھ، ج 5، ص 27-30۔

[2] ابن قدامہ، **المغنی**، ج 6، ص 195۔

[3] ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمان، **مواہب الجلیل**، مصر، 1947ء، ج 2، ص 307۔ احمد بن محمد، **بلغۃ السالک**، مصر، ص 144۔

جدید نقطۂ نظر:

تابید وقف کے سلسلے میں شیخ ابوزہرہ[1] نے لکھا:

"سنو! حق کی روشنی سے ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اس سے نہ کوئی پسند مانع ہے اور نہ ہی اس کے ادراک سے کوئی خواہش ہمیں اندھا کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی حد ہمیں اس سے دور کر سکتی ہے۔ اس لیے ہم اللہ کی مدد سے کہتے ہیں کہ یہ وقف ہے"۔[2]

اس کے بعد شیخ ابوزہرہ نے رائج الوقت مصری اور لبنانی قوانین کی دفعات، جن میں امام مالکؒ کے مسلک کو اپنایا گیا ہے، بیان کرتے ہوئے امام مالکؒ کے مسلک کو راجح قرار دیا ہے۔

واقف کے اختیارات:

واقف اپنی چیز کو وقف کرتے ہوئے اپنے مقاصد اور شرائط کر سکتا ہے اور یہ اس کے اختیارات میں شامل ہے۔

وقف علی الاولاد:

اگر بانی وقف نے وقف کرتے ہوئے موقوف علیہ (موقوف علیھم) کو اس میں رہائش اختیار کرنے اور پیدا وار لینے کے حقوق دیے مثال کے طور پر اس نے کہا: "میں نے اپنے اس گھر کو اپنی اولاد پر وقف کیا تاکہ ان کے مابین اس کے منافع برابر برابر تقسیم ہوں"[3] تو اس صورت میں صحیح قول کی رو سے انہیں اس بات کی بھی اجازت ہو گی کہ وہ اس مکان کو کرائے اور اجرت پر دے دیں اور اس بات کی بھی کہ بذات خود اس مکان میں رہائش اختیار کر لیں۔ اسی طرح اگر "بانی وقف" نے وقف کرتے ہوئے کسی شے کو صراحتاً موقوف علیھم کی سکونت کے لیے وقف کیا ہو تو تب بھی انہیں اس میں سکونت کا حق حاصل ہو گا۔ موقوف علیھم کے ذاتی استعمال کے ضمن میں فقہا کا استدلال امام بخاریؒ کی روایت کردہ اس حدیث سے ہے۔

---

[1] عرفان خالد، **آثار صحابہ کی تشریعی حیثیت**، غیر مطبوعہ، 2003ء، ص320، الشماخی، سیّر، قاہرہ، 1301ھ، ص427۔ الکتبی، **فوات**، قاہرہ، 1382ھ، ج2، ص40۔ الدرجینی، **طبقات المشائخ**، ص252۔

[2] شیخ ابوزہرہ، **الوقف**، ص71 – 73۔

[3] ابنِ عابدین، **ردالمختار علی الدر المختار**، ص48۔

حضرت زبیرؓ بن عوام نے اپنے رہائشی مکانات اپنی ان بیٹیوں کے لیے وقف فرما دیے تھے جنہیں کسی وجہ سے ان کے سسرال سے نکلنا پڑے کہ وہ ان گھروں میں رہیں، بسیں، البتہ جب ان کی ان کے خاوندوں کے ساتھ مصالحت ہو جائے تو پھر انہیں ان گھروں میں رہنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔[1]

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر بانی وقف نے موقوف علیھم کو موقوفہ مکانات میں سکونت اختیار کرنے کی شرط رکھی ہو تو انہیں موقوفہ مکانات کو اسی طرح استعمال میں لانے کی اجازت ہے۔ اگر بانی وقف (واقف) نے وقف کرتے ہوئے ''اس بات کی صراحت نہ کی کہ یہ مکانات یا اراضی سکونت کے لیے ہوگی یا پیداوار (منافع) کو حصول کے لیے تو اس صورت میں موقوفہ اراضی کو فقط حصول منافع تک ہی محدود رکھا جائے گا۔ اور اس میں سکونت اختیار کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔[2]

اس حوالے سے خصاف[3] نے لکھا:

"واقف شرط کرے کہ جب تک میں زندہ ہوں۔ اس کی آمدنی میرے صرف میں آتی رہے گی، پھر میرے بعد میری اولاد اور اولاد کی اولاد اور ان کی نسل پر جب تک اس نسل کا سلسلہ قائم رہے۔ جب یہ سلسلہ ختم ہو جائے تو پھر مساکین اس کے حق دار ہوں گے۔ ایسا وقف جائز ہوگا"۔[4]

اس سے یہ ثابت ہوا کہ وقف شدہ زمین واقف کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی ملکیت میں چلی گئی، وقف ہونے کے بعد اس میں تصرف کا اختیار اس شخص کو ہوگا جسے واقف نے اس زمین کا متولی اور نگران بنایا ہو اور اس تفصیل کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار ہوگا جو واقف نے متعین کی ہیں اور اگر تولیت کی کوئی صراحت نہیں ہے تو واقف کے خاندان میں جو اہل ہے وہ اس کا متولی ہوگا اور اگر خاندان میں اہل موجود نہیں تو اہل محلہ اور ذمہ دارانِ وقف جسے اہل سمجھیں متولی بنادیں، پس صورت مسئولہ میں وقف شدہ زمین متولی کی ملکیت نہیں کہ وہ جس طرح چاہیں

---

[1] ابو محمد اسماعیل، **البخاری**، ج 2، ص 196۔

[2] ابن عابدین، **رد المختار علی الدر المختار**، ص 401۔

[3] خصاف: نام: احمد بن عمر بن مہیر شیبانی خصاف اور کنیت ابو بکر، ماہر فرائض و حساب تھے۔ بہت بڑے حنفی فقیہ تھے۔ محمد اسحاق، الفہرست، ترجمہ: محمد اسحاق، ص 491، الانباری، نزہۃ الالباء، ص 178۔ **الذہبی، تذکرۃ الحفاظ**، ج 1، ص 338۔ الذھبی، میزان الاعتدال، ج 1، ص 413۔ الیافعی، مراۃ الجنان، ج 2، ص 29۔

[4] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص: 329

تصرف کریں اور وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی کو اپنے اخراجات میں خرچ کرنا خیانت ہے جس سے بچنا ہر حال میں ضروری ہے۔

واقف کا شرائط میں تبدیلی:

شریعتِ اسلامیہ نے "بانی وقف" کو اپنی جانب سے شرائط مقرر کرنے کا جو حق دیا ہے وہ فقط ایک مرتبہ شرائط مقرر کرنے کی حد تک ہے۔ لہٰذا اگر اس نے ایک مرتبہ مخصوص شرائط کے تحت کوئی وقف قائم کر دیا تو اس کے بعد اب اسے اپنی مقرر کردہ شرائط میں تبدیلی کا اختیار نہ ہوگا۔ البتہ اگر اس نے اپنی شرائط میں یہ بیان کیا ہو کہ اسے بعد میں بھی اپنی ان شرائط کو بدلنے کا اختیار حاصل ہوگا تو ایسی صورت میں وہ فقط ایک بار اس میں تغیر و تبدل کر سکے گا۔ الا یہ کہ اس نے یہ شرط رکھی ہو کہ وہ اپنی زندگی میں بار بار تغیر و تبدل کر سکے گا تو اس صورت میں اسے تاحیات یہ حق حاصل رہے گا۔[1]

واقف کو مستحقین کی تعداد میں کمی بیشی کا اختیار:

واقف کو مستحقین کی تعداد میں بھی کمی بیشی کا حق ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے وقف کی شرائط میں بالصراحت اس کا ذکر کیا ہو، مثال کے طور پر اس نے کہا ہو: "فلاں فلاں لوگ اور ان کے بعد فقرا و مساکین اس وقف سے امداد دیے جانے کے مستحق ہوں گے، الا یہ کہ وہ ان میں سے جسے چاہے گا، نکال دے گا اور جسے چاہے گا۔ اس میں داخل کر سکے گا"[2]۔ تو اس صورت میں اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ ان میں سے جس مالدار یا فقیر کو چاہے، مستحقین کی فہرست سے خارج کر دے اور جسے چاہے اس فہرست میں داخل کر دے تاہم اسے یہ حق نہ ہوگا کہ بحیثیت مجموعی ان تمام لوگوں کو اس فہرست سے خارج کر دے۔

بعض کو دوسروں سے زیادہ حصہ دینا:

اگر واقف نے وقف کی شرائط بیان کرتے ہوئے صراحت کی کہ "اس کے منافع سے فلاں فلاں لوگ یکساں طور پر حصہ پانے کے مستحق ہوں گے اور اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ان میں سے جسے چاہے گا دوسروں سے فوقیت دے گا تو اس کو اپنی زندگی میں یہ حق حاصل رہے گا۔[3]

---

[1] ابن نجیم، **بحر الرائق**، ص382۔

[2] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:402/4

[3] ایضاً۔

جائیداد کو دوسری جائیداد سے تبدیل کرنے کا حق: اگر واقف نے اپنے لیے یہ شرط وقف کرتے ہوئے رکھی کہ وہ جب چاہے گا اس جائداد کو فروخت کر کے، دوسری جائیداد سے تبدیل کر دے گا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کی یہ شرط درست ہو گی مگر امام محمدؒ کے نزدیک وقف صحیح اور اس کی یہ شرط باطل ہو گی۔ تاہم بعض فقہا نے اوّل الذکر رائے پر دونوں آئمہ کا اتفاق نقل کیا ہے۔[1]

جہت وقف:

اس سے مراد وہ وجہ ہے جس کے لیے کوئی جائیداد وقف کی جاتی ہے۔ مثلاً:

1۔ مساکین کی مسکنت

2۔ فقرا کا فقر

3۔ حج کرنے والوں کا نفقہ حج

4۔ قرابت داروں کی قرابت

صاحب ہدایہ نے لکھا:

کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اس وقت تک وقف منعقد نہیں ہوتا، جب تک کہ وقف کنندہ اس کا ایسا مصرف نہ بتلادے جو منقطع ہونے والا نہ ہو مثلاً فقرا، مسکین مگر امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ اگر وقف کنندہ ایسا مصرف بیان کرے جو منقطع ہو سکتا ہے۔ مثلاً اپنی اولاد کو مصرف بتلائے تو وقف منعقد ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں ایک خاص جہت کا تصور موجود ہے اور اس مصرف کے منقطع ہو جانے کے بعد یہ وقف خود بخود فقرا کے لیے ہو جائے گا۔ اگرچہ فقرا کا نام نہ لیا ہو۔[2]

درج بالا بحث میں بانی وقف کی شرائط اور اختیارات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ وقف کی جہات کو بھی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

مبحث سوئم: موقوف اور قبضہ

تعریف:

---

[1] ابن عابدین، **ردالمختار علی الدر المختار**، ج4، ص486۔

[2] مرغینانی، **ہدایہ**، ج2، ص648۔ محمد عبید الکبیسی، **احکام الوقف فی الشریعۃ الاسلامیہ**، (بغداد، 1977ء)، ج1، ص37۔

”وقف شدہ مال کو موقوف کہا جاتا ہے۔[1]

جس شے کا وقف کرنا مقصود ہو تو اس کا معلوم ہونا اور موجود ہونا لازمی ہے۔ ایک ایسی شے جو نامعلوم یا مجہول ہو اس کا وقف جائز نہیں ہے۔

شے موقوفہ جنس، زمین، یا مکان یا باغ سے جو اشیا متصل ہوں گی وہ اس شے کے وقف میں بغیر تصریح داخل ہوں گی، لیکن اگر اشیا منقولہ موقوفہ سے متصل نہیں ہیں تو بغیر واقف کی تصریح کے نفس شے کے وقف میں داخل نہ ہوں گی۔ مثلاً: کھیتی کرنے کے آلہ جات یا تخم یا جانور وغیرہ داخل نہ ہوں گے۔ الّا یہ کہ واقف بوقت وقف تصریح کر دے۔[2]

شرائط موقوفہ:

وہ شے جو وقف کی جائے، اس میں حسب ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

1. جو شے وقف کی جائے، اس کا عین مال ہونا۔ محض قرضہ یا منفعت کا وقف درست نہ ہوگا۔
2. اس شے کا مملوک اور حلال ہونا۔
3. باوجود بقائے اصل کے انتفاع (فائدہ اُٹھانا) ممکن اور مباح ہو۔
4. اس شے کا قبضہ دینا اور اس میں تصرف کا ممکن ہونا۔ چنانچہ بھاگے ہوئے غلام کا وقف صحیح نہیں۔
5. اس کے متعلق کسی قسم کا ابہام یا جہالت نہ ہو۔
6. موقوفہ غیر مشاع ہو۔

اب دیکھتے ہیں کہ کون کون سی موقوفہ اشیا ان شرائط کے تحت وقف ہو سکتی ہیں۔

مبحث چہارم: موقوف علیہ

[1] ابن عابدین، **ردالمختار**، ص379۔ ابن نجیم، **بحرالرائق**، ص122۔ حسن رضا، **احکام الاوقاف**، بغداد، 1938ء، ص11، الشیرازی، **المہذب**، ص411۔ ابن قدامہ، **المغنی**، ص542۔

[2] عبداللہ بن محمود، **الاختیار لتعلیل المختار**، مصر 1951ء، ص132۔

اِس مبحث میں موقوف علیہ کا معنٰی مفہوم لغوی اوراصطلاحی دونوں لحاظ سے بیان کیا جائے گا اور اُن لوگوں کا ذکر گیا ہے یعنی موقوف علیہ کون لوگ ہونے چاہیےاور کن پر اپنامال خرچ کرناچاہیے وغیرہ۔

تعریف:

وقف جس فرد یا جماعت کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے کیا جائے اس فرد یا جماعت کو ''موقوف علیہ'' یا ''موقوف علیہم'' کہا جاتا ہے۔موقوف علیہم میں حسب ذیل امور کا پایا جانا ضروری ہے۔

موقوف علیہ کی شرائط:

تنزیل الرحمان نے لکھاہے کہ موقوف علیہ کی چار شرائط ہیں:

1. موقوف علیہ موجود ہوناچاہیے۔
2. موقوف علیہ ملکیت جائداد کا اہل ہوناچاہیے۔
3. موقوف علیہ مختص ہونا چاہیے۔
4. موقوف علیہ ایسا شخص ہونا چاہیے، جس کے حق میں وقف کرنا جائز ہے۔

موقوف علیہ کی اقسام:

اوقاف تین قسم کے موقوف علیہم کے لیے معرض وجود میں آتاہے۔

ناداروں کے لیے مثلاً لنگر خانے، جہاں غریبوں کو کھانا دیا جاتاہے یا ایسے دارالخیرات، جہاں اشیاخوردنی تقسیم ہوتی ہیں یا پہننے کے لیے کپڑے یا مردوں کے لیے کفن یا غربا کی رہائش کے لیے مکانات یا ناداروں کے لیے ہسپتال وغیرہ۔

اغنیاء کے لیے اوران کے بعد ناداروں کے لیے

اس میں وہ تمام اوقاف شامل ہیں جو افراد یا اولاد یا اعزہ یا دوستوں کے لیے کیے جائیں اور جن کے اصل گیرندے غربا ہوں، خواہ بوقت تشکیل وقف ان کے بارے میں صریحاً وضاحت کر دی گئی ہو یا وہ خود قانوناً مستحق ہوں۔اگر بوقت تخلیق وقف ان کے حق میں عود وقف کی صراحت ہے تو بلااختلاف رائے یہ وقف جائز ہے، لیکن

’’اگر بوقت تشکیل وقف غربا کو حوالہ نہیں آیا تب بھی مسلم قانون کے مطابق یہ وقف جائز و قابل پابندی ہے اور حسب منشا قانون نامزد موقوف علیہم کے معدوم ہونے پر ایسا وقف غربا پر ہی عود کرے گا۔[1]

فقہ حنفی کے مطابق وقف خود واقف کے لیے اس کے بعد دوسرے اغراض کے لیے ہو سکتا ہے[2]۔

مبحث پنجم: وقف کے الفاظ

اِس جگہ وقف کے الفاظ اور کلمات کا ذکر کیا جا رہا ہے یعنی وہ کونسی الفاظ اور کلمات ہیں کہ جن کے استعمال کرنے سے شرعاً وقف ہوتا ہے، اور وقف کے ہر دو طرح کے الفاظ کا ذکر کیا جار ہے یعنی صریح اور کنایہ الفاظ اور پھر اُن کی وضاحت اور مثالیں ذکر کی جا رہی ہیں:

تعریف:

وہ الفاظ یا کلمہ جو وقف کے لیے شرعاً مستعمل ہوں۔ انہیں ’’وقف کے الفاظ‘‘ کہا جاتا ہے۔[3]

وقف کو وقوع میں لانے کے لیے اصل امر ’’واقف کا ارادہ اور نیت ہے اس ارادے اور نیت کے اظہار کے لیے ہر اس کلمے کا اعتبار کیا جا سکتا ہے جو وقف کی تشکیل کے سلسلے میں شرعاً مستعمل ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں محض لفظ ’’وقف‘‘ ہی کا استعمال ضروری نہیں۔[4]

علامہ ابن نجیم[5] نے وقف کی تشکیل کے لیے 26 الفاظ درج کیے ہیں، جن میں سے چند الفاظ یہ ہیں۔

’’صدقہ، موقوفہ، محبوسہ، حبس، فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) وقف‘‘۔[6]

الفاظ کی اقسام:

الفاظ وقف کی دو قسمیں ہیں:

1۔ صریح

---

[1] ایضاً۔

[2] ابن حزم، **المحلی**، 270

[3] ایضاً، ص 275۔

[4] حصکفی، علاؤالدین، **درالمختار**، ج 3، ص 372۔

[5] **ابن نجیم**: نام زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم المصری، سولھویں صدی کا ممتاز حنفی عالم، جس کی فقہ اسلامی پر تصانیف مشرق میں مشہور اور مقبول عوام ہیں۔ اس کے اساتذہ میں مشرف الدین البلقینی کا نام بہت مشہور ہے، وفات 970ھ ہے۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ج 1، ص 717۔

[6] ابن نجیم، **بحرالرائق**، ص 203 – 204

2۔ کنایہ

صریح الفاظ:

ایسے الفاظ سے وقف کرنا جو اپنے مفہوم میں واضح ہیں اور جن کے استعمال سے صریحاً وقف ہو جاتا ہے۔ صریح الفاظ وقف میں قرینے اور نیت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس میں منشا وقف خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔ جیسے: وقفت: میں نے وقف کر دیا، حبست: میں نے فلاں شے روک دی (وقف کر دی)، سبلت: میں نے یہ چیز راہ خداوندی میں دے دی۔[1]

اگر کسی شخص نے اس طرح وقف کیا کہ "میری فلاں زمین سے کچھ حصہ وقف ہے" اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وقف درست نہ ہو گا لیکن اگر اس طرح کہا کہ "اس زمین یا دکان میں میرے جتنے حصے ہیں وہ وقف ہیں" یا کہا کہ "اس پورے مکان میں میرا حصہ جو کہ ایک تہائی ہے وقف ہے" تو کل حصہ وقف ہو گا۔[2]

ابن حزم[3] لکھتے ہیں:

"اگر کوئی یہ کہے کہ "میری یہ زمین موقوفہ (وقف شدہ) یا محرومہ (محفوظ) یا محبوسہ (مقررہ) ہے۔ "تو ابو یوسفؒ کے مطابق یہ وقف جائز ہو گا۔ اس لیے کہ اس (واقف) نے لفظ وقف غیر مشروط طور پر استعمال کیا ہے اور کوئی بھی غیر مشروط وقف رسم و رواج کے مطابق غربا کے لیے ہوتا ہے اور مروّجہ وقف مشروط کی طرح ہوتا ہے"۔[4]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

"اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے یہ زمین حرام کی یا یہ حرام ہے۔ "امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مطابق یہ وقف جائز ہو گا گویا کہ اس میں لفظ وقف استعمال ہو اور یہ بالکل واضح ہے"۔[5]

---

[1] ابن نجیم، **بحر الرائق**، ص203 – 204۔

[2] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:180

[3] ایک مشہور فقیہ، **المحلی** کے مصنف ہیں۔

[4] ابن حزم، **المحلی**، ص:188

[5] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:275

اگر کوئی یہ کہے کہ میری زمین اور مکان کی نوعیت ایک سبیل (سبیل اللہ) کی ہے چونکہ سبیل سے مراد وقف ہے۔ تو وقف قطعی ہوگا کیونکہ لفظ سبیل سے بالاتفاق وقف مسلمہ مراد ہے۔ اسی قسم کے الفاظ جیسے میں نے اس زمین کی آمدنی غربا یا کسی مقصد خیر کے لیے دے دی یا مکان میں غربا کو دے دیا اور اس میں وہ الفاظ شامل ہوں جن سے انتقال جائداد یا انتقال بطور وارث سے منع کیا گیا ہو تو وہ صریح الفاظ کی وجہ سے بالاتفاق وقف ہوگا۔[1]

مذکورہ بالا وقف الفاظ کی تمام صورتوں میں صریح الفاظ کا استعمال ہے۔ لہٰذا ان میں کسی قرینے اور نیت واقف معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، بلکہ ان میں وقف کا ارادہ اور منشا خود بخود ظاہر ہے۔

کنایہ الفاظ:

ایسے الفاظ سے وقف کرنا جو اپنے مفہوم میں غیر واضح ہوں۔ اور کنایہ الفاظ کی موجودگی میں واقف کا اصل منشاو مقصود معلوم کرنے کی غرض سے قرائن اور نیت کا اعتبار کیا جائے گا[2]۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے صدقہ، موقوفہ یا محبوسہ، مسلہ، محرمہ یا موبدہ کر دیا ہے تو ان الفاظ سے کسی شے کو وقف کرنا بھی درست ہوگا۔ البتہ اس صورت میں یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ وقف کی نیت کرے۔[3]

اور ان مذکورہ الفاظ و کنایات کے ساتھ ایسے الفاظ بھی استعمال کرے، جن سے وقف کے پہلو کو تقویت اور تائید حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً "اسے نہ بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے اور نہ وراثتاً دی جائے۔"[4]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ اگر اس نے کہا:

یہ میری زمین ہمیشہ کے لیے آزاد کردہ صدقہ ہے۔ میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی یا اس نے کہا کہ میری یہ زمین صدقہ وقف و حبس ہے۔ ہمیشہ کے لیے میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی یا اس نے کہا: یہ صدقہ حبس ہے ہمیشہ کے لیے یا اس نے کہا: یہ ہمیشہ کے لیے حبس (وقف) ہے میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی تو وقف جائز ہوگا، جس کی تقسیم فقرا پر ضروری ہوگی۔[5]

---

[1] السرخسی، **المبسوط**، ص659.

[2] ابن عابدین، **ردالمختار علی الدر المختار**، ص:370

[3] ایضا

[4] مجد الدین ابوالبرکات، **المحرر فی الفقۃ**، مصر، 1369ھ، ج1، ص72۔

[5] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:358.

دوسری صورت میں اگر واقف نے کہا کہ "یہ صدقہ" موقوفہ موبدہ (صدقہ وقف ہمیشہ کے لیے) ہے۔ اس صورت میں جمہور فقہا کے نزدیک وقف درست ہوگا[1]۔ مگر امام محمدؒ کے نزدیک اس پر قبضہ ضروری ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں اس کی زندگی میں اس کی حیثیت محض "صدقہ نذر کی ہوگی اور اس کی وفات کے بعد اس پر ورثا کا حق ہوگا۔"[2]

اگر اس نے باقی الفاظ تو استعمال کیے، مگر "موبدہ" (ہمیشہ کے لیے) کا لفظ استعمال نہ کیا تو اکثر علما کے نزدیک درست ہوگا مگر خصاف اور اہل بصرہ اسے وقف تسلیم نہیں کرتے، اس لیے کہ ان کے نزدیک وقف کا جواز ہمیشگی کے ساتھ مشروط ہوتا ہے تاہم اگر اس نے موبدہ (ہمیشہ کے لیے) کے بجائے هذه صدقه موقوفه على المساكين (یہ مساکین کے لیے صدقہ وقف ہے) کے الفاظ استعمال کیے تو اس صورت میں بالاجماع وقف جائز ہوگا اس لیے کہ مساکین کا لفظ ہمیشگی کے لفظ کے مترادف ہے"۔[3]

ہندوستان میں اشیاء کو وقف کرتے ہوئے یہ عام رواج ہے کہ وہ الفاظ "راہ خدا میں" اکثر اس طرح استعمال کرتے ہیں، جن سے ان کی وقف کرنے کی نیت ہوتی ہے۔ مثلاً "میں راہ خدا میں فلاں فلاں کے لیے صدقہ کرتا ہوں" یا اگر کوئی یہ کہے کہ میری زمین موقوفہ ہے اور الفاظ "صدقہ" دائماً یا غرباء کے لیے استعمال نہ کرے تو امام ابو یوسفؒ کے مطابق یہ وقف جائز اور صحیح ہے۔[4]

مبحث ششم: تولیت وقف یا متولی وقف

اِس مبحث میں وقف کے متولی کے بارے میں بیان کیا گیا ہے یعنی متولی کون شخص ہو سکتا ہے اور کیسے ہونا چاہیے؟ اور متولی وقف کی شرائط کو بیان کیا گیا ہے۔

تعریف:

متولی سے مراد وہ شخص ہے، جسے اس "وقف" کے متعلق تمام متصرفانہ حقوق و اختیارات حاصل ہوں۔ مثلاً موقوفہ جاگیر کا انتظام و انصرام کرنا، اس کو کرائے پر دینا، اس کے منافع وصول کرکے، متعلقہ لوگوں تک پہنچانا

---

[1] تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ، **الفقه الاسلامی**، بیروت، لبنان، 1982ء، ص284۔

[2] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:22

[3] ایضاً۔ ص: 358.

[4] امیر علی سید، **مسلم قانون**، ترجمہ: محمد رضا علی خان، نگارشات، پبلشرز، لاہور، 2006ء)، ص226

وغیرہ۔[1] اسلامی قانون وقف کے مطابق ''واقف اس امر کا مجاز ہے کہ وہ خود ہی وقف کا متولی ہو[2]'' واقف اس امر کا بھی مجاز ہے کہ وقف نامے میں یہ تحریر کردے کہ فلاں طریقے کے مطابق اور فلاں شرط کے ساتھ اس قدر عرصے کے لیے فلاں شخص یا اشخاص کی جماعت متولی ہو گی۔ یا شخص یا اشخاص کی جماعت متولی کرنے کی مجاز ہو گی۔

''اگر وقف نامے میں متولی اور اس کے جانشین کے متعلق صراحتاً یا کنایتاً کوئی ہدایت نہ پائی جائے تو خود واقف متولی مقرر کرنے کا مستحق ہوگا۔ واقف کی وفات کے بعد اس کا وصی (Executor) اور وصی کے جانشین کی وفات کے بعد عدالت متولی مقرر کرنے کی مجاز ہو گی۔ واقف یکے بعد دیگرے متولیوں کو نامزد کر سکتا ہے یا وہ اگر نام بنام متولیوں کو نامزد نہ کرے تو کسی خاص جماعت میں سے متولیوں کے تقرر کی بابت تحریر کر سکتا ہے''۔[3]

متولی وقف کی شرائط:

کسی وقف میں متولی کی تقرری کے لیے مندرجہ ذیل امور کا اس میں پایا جانا ضروری ہے:

- عقل
- بلوغ
- عادل ہونا
- کفایت
- اسلام[4]

اسلامی احکام کا مکلّف ہونے کے لیے عقل شرط قرار دی گئی ہے ایک شخص جو اپنی عقل کھو کر مجنون ہو چکا ہے۔ اس کو وقف جائیداد کا متولی نہیں بنایا جا سکتا اور ''اگر کوئی متولی وقف، بعد میں اپنی عقل کھو بیٹھے تو وہ وقف کی ولایت سے معزول کر دیا جائے گا اگر وہ شخص جنون سے شفا پا کر صحت یاب ہو جائے تو دو صورتیں ہیں: اگر واقف

[1] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ص319۔

[2] ایضاً۔

[3] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ص:58 – 60

[4] الجزیری، عبد الرحمان، **کتاب الفقہ** (فقہ اربعہ) ترجمہ: منظور احسن عباسی، لاہور، ص:21

نے اسے متولی بنانے کی شرط رکھی تھی تو اس کو دوبارہ متولی بنایا جاسکے گا اور اگر عدالت نے اس کو متولی مقرر کیا تھا تو پھر اس کو دوبارہ متولی نہیں بنایا جائے گا۔[1]

متولی بالغ ہونا چاہیے کیونکہ نابالغ بچہ تو نماز روزے کا بھی مکلّف نہیں ہوتا اسی لیے اس کو وقف کا متولی نہیں بنایا جاسکتا۔ابن نجیم نے لکھا:

"اگر کوئی متولی نابالغ یا پاگل ہو تو اس کا تقرر من ابتدا باطل ہوگا۔ اگر حق تولیت بذریعہ وراثت کسی نابالغ کو پہنچ گیا ہو تو عدالت اس کی نابالغی کے زمانے میں وقف کے انتظام و انصرام کے لیے دوسرے شخص کو متولی مقرر کردے گی"۔[2]

متولی کا وقف کا عادل ہونا اور عادل رہنا دونوں ضروری ہیں۔ اس کو ایک امانت دار شخص ہونا چاہیے تاکہ یہ اوقاف کی اشیا اور اس کی پیداوار کی ذمہ داری نہایت ہی دیانت داری کے ساتھ نبھا سکے۔ اگر متولی عادل تھا مگر بعد میں امانت میں خیانت کا مرتکب ہوا تو وہ متولی وقف ہونے کا اہل نہ ہوگا۔

کفایت سے مراد یہ ہے کہ وہ وقف جائیداد کو سنبھالنے اور اس کا نظم و نسق چلانے پر قدرت رکھتا ہو وہ اپنے کسی نائب کے ذریعے بھی امور وقف کا انتظام کرسکتا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اگر موقوف علیہ مسلمان ہو تو اس وقف جائیداد کا متولی مسلمان ہی ہوگا۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا[3]۔

متولی کی تقرری:

متولی (ناظر) کی تقرری کا اختیار واقف (وقف کنندہ) کے پاس ہوتا ہے۔ شریعت اسلامی نے واقف کو خصوصی طور پر یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی موقوفہ شے پر کسی کو بطور متولی/ناظر مقرر کرسکتا ہے[4]۔ اگر وہ چاہے تو ولایت و نظارت کا حق خود اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ اس بات کا اعلان کردے کہ تاحیات وہ خود اس وقف کا

---

[1] ابن ھمام، **فتح القدیر**، ص319۔

[2] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص:332/2

[3] محمد جوناگڑھی، **تفسیر احسن الکلام**، (ریاض: دارالسلام پبلشرز، 1997ء)ص238۔

[4] ابن ھمام، **فتح القدیر**، ص:319۔

نگران و متولی رہے گا۔ ایسی صورت میں اس کو اپنی حین حیات وقت کرنے کے اس معاملے میں تمام اقسام کے تصرفات کا حق حاصل ہوگا۔[1]

اسی طرح اگر اس نے اپنی جگہ کسی اور شخص کو بطور متولی/ناظر مقرر کر دیا تو اس کی تقرری درست اور بجا ہوگی اور اسے یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ اپنی اولاد اور اپنے متوسلین میں سے کسی کو متولی بنادے۔

عبدالجلیل نے لکھا:

"جس طرح واقف کو اپنی زندگی میں یہ حق حاصل ہے۔ اسی طرح اسے اپنی وفات کے بعد بھی اس کی نامزدگی اور تقرری کا حق حاصل رہتا ہے۔ مثلاً وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ "جب تک وہ خود حیات ہے اس وقت تک وہ خود اس کا متولی/ناظر رہے گا اور اس کی وفات کے بعد فلاں شخص وقف کا متولی/ناظر ہوگا۔ اگر اس وقت کوئی موزوں شخص سامنے نہ ہو تو وہ نام لینے کی بجائے مستقبل کے متولی کی صفات کا تعین بھی کر سکتا ہے۔ مثلاً وہ یہ کہے "میری نرینہ اولاد یا اتنا پڑھا لکھا شخص یا فلاں قسم کی صلاحیت واستعداد رکھنے والا یا اتنی عمر یا تجربے یا اخلاف کا حامل شخص اس کا متولی ہوگا"۔[2]

امام مالکؒ کے مطابق:

"وقف کنندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے وقف کردہ مال پر کسی کو متولی بنائے اگر وہ کسی کو متولی مقرر کر دے تو اس سے انحراف جائز نہ ہوگا۔ اگر وقف کنندہ کی زندگی میں متولی وقف فوت ہو جائے تو واقف اس کی جگہ کسی اور کو متولی بنانے کا حق دار ہوگا اور اگر واقف بھی مر گیا تو واقف کا وصی کسی کو متولی نامزد کرے گا اور اگر کوئی وصی بھی نہ ہو تو پھر حاکم وقت کسی کو اس موقوفہ جائیداد کا متولی مقرر کرے گا"۔[3]

متولی کے اختیارات:

متولی خواہ اس کی تقرری "واقف" نے بذات خود کی ہو یا اس کی شرائط کے تحت اسے یہ منصب ملا ہو، یا قاضی نے اپنے اختیارات کے ذریعے اس کی نامزدگی کی ہو،

---

[1] شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**، ص335۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

بہر حال یہ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنے حقوق واختیارات کسی دوسرے شخص کو سونپ دے یا ان میں کسی کو اپنا معاون بنالے اس کی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

مختار بنانا:

اپنے حقوق دوسرے کو تفویض کرنے کی ایک صورت کسی کو اپنا وکیل (مختار) بنانے کی ہے چنانچہ:

"متولی وقف کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی کو اپنا وکیل (مختار) بنادے۔ یہ ''وکالت نامہ'' بھی ہو سکتی ہے جسے عرف عام میں ''مختارِ عام'' کہتے ہیں اور ''وکالت خاصہ'' بھی جسے ''مختارِ خاص'' کہا جاتا ہے۔ جس طرح متولی کو ''وکیل بنانے'' کا حق حاصل ہے اسی طرح اسے اس کی معزولی کا بھی اختیار ہے''۔[1]

سپرداری اختیارات:

توکیل اختیارات کی دوسری صورت سپرداری اختیارات ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ متولی وقف کسی دوسرے شخص کو وقف کے معاملات ومسائل میں اپنا قائم مقام یا اپنا نائب بنادے۔اس کی دو صورتیں ہیں:

متولی ''امورِ وقف'' میں اسے اپنے تمام اختیارات بھی سونپ دے اور اسے خود سے متعلقہ ''تمام حقوق و اختیارات کا مالک بنادے اور اسے اپنی جانب سے مستقل احکام جاری کرنے اور وصیت کرنے کی بھی اجازت دے دے۔اس صورت میں اسے مذکورہ حقوق حاصل ہو جائیں گے اور قاضی کی جانب سے اس کی تقرری کی تصدیق ہونا لازم نہ ہوگا اور اس کے بعد متولی کو اسے معزول کرنے کا حق بھی حاصل نہ رہے گا الا یہ کہ بانی وقف نے اسے یہ حق دیا ہو''۔[2]

یہ کہ ''بانی وقف'' نے وقف کے متولی (ناظر) کو ہر معاملے کا اختیار نہ دیا ہو اور نہ ہی اسے اپنی مرضی سے کسی کو وصیت کرنے کی اجازت دی ہو تو ''ایسی صورت میں متولی وقف'' کو یہ اجازت نہ ہو گی کہ وہ کسی دوسرے شخص کو اپنا یہ حق سونپ دے الا یہ کہ ''متولی وقف'' مرض الوفات میں ہو اور وہ بذاتِ خود اس کا انتظام وانصرام کرنے سے معذور ہو یا پھر وہ ''قاضی'' کی مجلس میں اس کی تقرری کرے اور قاضی اس کی تقرری پر صاد کردے۔

---

[1] ابنِ عابدین، **ردالمختار علی الدرالمختار**، ج:2ص80- 81۔

[2] ایضا

فصل دوم: وقف املاک کی مشروعیت واہمیت

اِس فصل میں وقف املاک کی مشروعیت و اہمیت کو بیان کیا جائے گا یعنی قرآن واحادیث اور اجماعِ اُمت سے کس طرح وقف املاک کی مشروعیت و اہمیت ثابت ہے۔اور اِسکے فوائد کیا ہیں اور معاشرہ میں وقف املاک کی اہمیت کو بیان کیا جائے گا متقدمین اور متاخرین علماء کے مؤقف کو بھی بیان کیا جائے گا۔

مشروعیت وقف واہمیت:

متقدمین و متاٗخرین فقہاء میں سے جمہور علماء مشروعیت وقف کے قائل ہیں۔اور اسی پر اہل علم کا اجماع ہے اور یہ وقف اعمال خیر اور نیکی کے کاموں میں سے ہے جمہور علماء کا استدلال شریعت کے دلائل اربعہ سے ہے۔

قرآن مجید سے استدلال:

قرآن مجید میں وقف کا کوئی خاص طور پر تو ذکر نہیں آیا البتہ فقہاء کرام نے ان آیات کے عموم سے استدلال کیا ہے۔جو انفاق فی سبیل اللہ پر دلالت کرتی ہیں۔ارشاد خداوندی ہے۔

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[1]

ترجمہ : جو لوگ اپنے مال دن رات خاموشی سے بھی اور علانیہ بھی خرچ کرتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنا ثواب پائیں گے، اور نہ انہیں کوئی خوف لاحق ہوگا، نہ کوئی غم پہنچے گا۔

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾[2]

ترجمہ :.... اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کر کے رکھتے ہیں،اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو جس دن اس دولت کو جہنم کی

[1] البقرة 2:274

[2] التوبة 9: 34-35۔

آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾[1]

ترجمہ : صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا اور ان اہلکاروں کا جو صدقات کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں۔اور ان کا جن کی دلداری مقصود ہے۔نیز انہیں غلاموں کو آزاد کرنے میں اور قرض داروں کے قرضے ادا کرنے میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں کی مدد میں خرچ کیا جائے۔یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک

﴿لَن تَنَالُواالبِرَّحَتّٰی تُنفِقُوامِمَّاتُحِبُّونَ﴾[2]

ترجمہ:تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہر گز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لیے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔۔

مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بئر حاء کے وقف کرنے کا واقعہ لکھا ہے۔

اس آیت میں راہ خداوندی میں خرچ کرنے کی فضیلت آئی ہے اور وقف میں بھی یہی صورت پائی جاتی ہے سنن النسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

((قال لما نزلت هذه الاية لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون قال ابو طلحة ان ربنا ليسألنا عن أموالنا فأشهدک يا رسول الله انى قد جعلت ارضى لله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجعلها فى قرابتک فى حسان بن ثابت وابى بن كعب))[3]

---

[1] التوبۃ 9: 60

[2] آل عمران 3: 92

[3] النسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی (حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، 1986ء)، ح: 3368

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتی الخ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارا رب ہم سے ہمارے مالوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی زمین اللہ کیلئے مخصوص (وقف) کر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے قریبی رشتہ دار ابی بن کعب اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کے لئے کر دو۔

اسکے علاوہ قرآن کریم کی مختلف آیات میں صدقات کی فضیلت آئی ہے۔ وقف بھی صدقہ ہی کی ایک صورت ہے لہذا یہ بھی ان آیات کے عموم میں داخل ہے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال:

جمہور علماء کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر سے استدلال کرتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ،قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا،فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ : "إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا، وَتَصَدَّقْتَ بِهَا".قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا، وَلَا يُبْتَاعُ، وَلَا يُورَثُ، وَلَا يُوهَبُ.قَالَ:فَتَصَدَّقَ عُمَرُ فِي الْفُقَرَاءِ، وَفِي الْقُرْبَى،وَفِي الرِّقَابِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَابْنِ السَّبِيلِ، وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ،أَوْيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ)) [1]

ترجمہ: حضرت عمر کو خیبر میں کچھ زمین حاصل ہوئی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس زمین کے بارے میں مشورہ طلب کرنے لگے حضرت عمر نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو خیبر میں ایسی زمین حاصل ہوئی ہے کہ کبھی بھی ایسی زمین کا مالک نہیں ہوا مجھے بہت زیادہ پسند ہے لہذا آپ کا اسکے بارے میں کیا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو اسکی اصل (عین) کو روک رکھ اور اسکے نفع کو صدقہ کر دے ابن عمر نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس زمین کو اس طرح صدقہ کر دیا کہ

---

[1] القشيري، مسلم بن الحجاج، **صحیح لمسلم** (بیروت: دار احیاء التراث العربي، 1990ء) ص:285-

اسکے اصل کو نہ بیچا جائیگا نہ خریدا جائیگا اور نہ ہی میراث جاری ہوگی اور نہ ہبہ کیا جائیگا۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس زمین کو فقراء میں رشتہ داروں میں غلاموں اور اللہ کے راستے میں مسافروں میں اور مہمانوں میں صدقہ کر دیا اور فرمایا کہ کوئی گناہ نہیں اسکے ولی پر کہ وہ اس مال میں سے معروف طریقہ سے خود کھائے یا کسی ایسے دوست کو کھلائے جو اس زمین کے مال سے نہ کماتا ہو۔

علامہ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو وقف کی مشروعیت میں اصل قرار دیا ہے [1]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

((ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة من صدقة جارية او علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له)) [2]"

ترجمہ: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنی آدم کا انتقال ہو جاتا ہے تو اسکے سارے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، ایک صدقہ جاریہ، دوسرے ایسا علم جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے تیسرے نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین چیزوں میں ایک صدقہ جاریہ کو بھی شمار فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ صدقہ جاریہ کی صورت وقف ہی ہے کہ اصل شیٔ کو محفوظ رکھتے ہوئے اسکے منافع سے لوگ ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل سبع حیطان له بالمدينة صدقة على بنى المطلب و بنى هاشم)) [3]"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اپنے سات باغ بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم پر صدقہ (وقف) کر دیئے تھے۔

اجماع امت سے وقف پر استدلال:

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المغنی میں ثبوت وقف پر اجماع نقل کیا ہے

---

[1] المرجع السابق 86/11۔

[2] ایضاً۔

[3] البیھقی، احمد بن حسین، **السنن الکبری** (الریاض: دار عالم الکتب، 1412ھ)، ص:120/2

"وقال جابر لم يكن احد من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ذو مقدرة الا وقف وهذا اجماع منهم فان الذي قدر منهم علي الوقف وقف واشتهر ذالک فلم ينكر احد فكان اجماعا[1]"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی صاحب استطاعت ایسا نہیں تھا جس نے وقف نہ کیا ہو۔ یہ صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا کیونکہ جو وقف پر قادر تھا اس نے وقف کیا اور یہ بات مشہور بھی ہو گئی کسی اور نے اس پر انکار بھی نہیں کیا تو صحابہ کرام کا وقف کی صحت پر اجماع ہے۔

اسی طرح علامہ ابن الھمام رحمہ اللہ نے وقف کی صحت اور لزوم پر صحابہ کرام کا اجماع عملی نقل کیا ہے[2]

وقف کا ثبوت قیاس سے:

مسجد کا وقف بالاتفاق درست ہے اور اس میں زمین واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ دیگر اوقاف بھی درست ہوں۔ اسی طرح وقف کو اعتاق پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اعتاق میں بھی آزاد کرنے والے سے آزاد کردہ کی ملکی تزائل ہوتی ہے۔ اور آزاد کردہ کسی اور کی ملکیت میں داخل نہیں ہوتا یہی صورتحال وقف میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک چیز واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے مگر کسی اور کی ملکیت میں داخل نہیں ہوتی۔

علامہ علاؤالدین کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولان الوقف ليس الا ازالة الملک عن الموقوف و جعله لله تعالي خالصا فاشبه الاعتاقو جعل الارض او الدارمسجدا"[3]

---

[1] ابن قدامہ، احمد بن محمد، **المغنی** (الریاض: دار عالم الکتب، 1421ھ)، ص: 186/8.

[2] ابن ہمام، **فتح القدیر**، ص: 422/5۔

[3] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)، ص: 326/5۔

ترجمہ: کیونکہ وقف کی حقیقت یہی ہے کہ اس میں شی موقوف سے ملکیت زائل ہو جاتی ہے اور وہ شئ خالص اللہ کے لئے بن جاتی ہے پس وقف کی مشابہت غلام آزاد کرنے اور زمین یا گھر کو مسجد بنانے کی طرح ہے

فصلِ سوم: وقف املاک تاریخ وارتقاء

اِس فصل میں وقف املاک کی تاریخ وارتقاء کو بیان کیا جائے گا یعنی وقف املاک کا تصور کب سے چلا ہے اور کہاں تک جاتا ہے چُنانچہ وقف کا بنیادی تصور ہمیں اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب و نظریات میں بھی ملتا ہے۔ کہ کسی چیز سے اپنے ملکیتی تصرفات ختم کرکے اس کے منافع متعینہ جہت کے لئے مخصوص کر دیے جائیں لیکن اسلام میں وقف کے لئے جو اصول و شرائط طے کئے گئے ہیں۔ اور اس کے مقاصد کی جو تعیین کی گئی ہے اس لحاظ سے یہ نظام وقف در حقیقت اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ یہ امتیاز ہمیں دیگر مذاہب میں پائے جانے والے تصور وقف میں دور دور تک نظر نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی اپنی کتاب، کتاب الام میں لکھتے ہیں:

"ولم يحبس اهل الجاهلية علمته داراً ولا ارضاً تبرعاً بحبسها، انما حبس اهل الاسلام[1]"

ترجمہ: میرے علم کے مطابق اہل جاہلیت نے نیکی کے ارادے سے کوئی گھر اور زمین وقف نہیں کی وقف کو اہل اسلام نے ہی رواج بخشا ہے۔

علامہ ابن حزم نے لکھا ہے:

"لان العرب لم تعرف فی جاهليتها الحبس الذى اختلفنا فيه انما هو اسم شريعى وشرع اسلامي جاءبه محمد كما جاء بالصلاة والزكاة والصيام،ولولاه عليه الصلاة والسلام ماعرفنا شياً من هذه الشرائع ولاغيرها [2]"

ترجمہ: عرب زمانہ جاہلیت میں وقف کو جانتے ہی نہیں تھے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں یہ شریعت محمدی کی ایک اصطلاح ہے جناب کریم وقف کا حکم بھی اسی طرح

---

[1] الشافعی، محمد بن ادریس، **کتاب الام**، (بیروت: دار قتیبہ، 2012ء)، ص:138/8۔

[2] ابن حزم، **المحلی**، ص:152/8

لے کر آئے جیسے نماز، روزہ، زکاۃ وغیرہ کے احکام اگر آپ تشریف نہ لائے تو ہمیں دیگر احکام کی طرح وقف کا علم بھی نہ ہوتا۔

نیز زمزم اور بناء کعبہ وغیرہ جو زمانہ جاہلیت کے اوقاف نظر آتے ہیں یہ سب علی سبیل التفاخر تھے لیکن فی الجملہ وقف کا تصور قبل از بعثت تھا اس لئے پہلے اس پر گفتگو کرنا ضروری ہے۔

قبل از بعثت وقف کا تصور:

جس طرح بیع، اجارہ وغیرہ اسلام سے پہلے بھی تھے، اسی طرح وقف کا تصور بھی مختلف شکلوں میں اسلام سے پہلے بھی نظر آتا ہے ذیل میں ہم اسکی چند مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

1۔ حضرت ابراہیم کے اوقاف:

حضرت ابراہیم کے اوقاف میں سے جیسے کعبہ مشرفہ قبل از بعثت اوقاف کے ثبوت کی واضح مثال ہیں۔

علامہ طرابلسی تحریر فرماتے ہیں:

"وابراهيم خليل وقف اوقافا وهى باقية الى يومنا هذا"[1]

ترجمہ: اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی وقف کئے تھے جو آج تک باقی ہیں۔

2۔ مسجد اقصی کا وقف:

مسجد اقصی کا وجود حضرت سلیمان کے زمانہ سے تھا اور ظاہر ہے کہ وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں تھی بلکہ اس کی حیثیت بھی وقف کی سی تھی۔

3۔ بئرِ زمزم کا وقف:

بئرِ زمزم اور دیگر کنویں جو قبل از بعثت کھودے گئے ان میں سے بیشتر عام لوگوں کے استعمال کے لئے تھے اور آج تک ان سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

4۔ مختلف مذاہب کے عبادت خانے:

---

[1]. الطرابلسي، ابراهيم بن موسىٰ، **الاسعاف فى الاحكام الاوقاف**، (مصر: مکتبہ ھندیہ، 1422ھ)، ص: 152/2

ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک تمام اقوام کسی نہ کسی شکل میں مختلف خداؤں کی عبادت کرتی رہی ہے اور اس مقصد کے لئے انھوں نے عبادت خانے بھی قائم کئے اور ہر زمانے میں ان عبادت خانوں کے لئے زمین وقف کی گئی جن کی آمدنی سے ان کے جملہ اخراجات پورے کئے جاتے تھے یہ تمام عبادت خانے اور ان کے لئے خاص کی گئی جاگیریں کسی کی ملکیت نہیں ہوتی تھیں بلکہ وقف ہی کی ایک صورت تھی۔

5۔زمانہ جاہلیت میں وقف سے ملتی جلتی شکلیں:

زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں بحیرہ، حامی وغیرہ کی صورت میں اپنے بتوں کے لئے جانور مخصوص کرنے کا رواج تھا اور ان جانوروں سے کسی بھی قسم کا نفع حاصل نہیں کیا جاتا تھا انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا یہ وقف ہی کی مشابہ صورت تھی لیکن چونکہ مشرکانہ رسوم پر مبنی تھی اس لئے اسلام نے اسکی ممانعت کر دی اور اللہ رب العزت نے اسکی ممانعت کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

﴿مَا جَعَلَ اللّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلاَ سَآئِبَةٍ وَلاَ وَصِيلَةٍ وَلاَ حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّهِ الْكَذِبَ﴾[1]

ترجمہ: اللہ نے کسی جانور کو نہ بحیرہ بنانا طے کیا ہے، نہ سائبہ، نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن جن لوگوں نے کفر اپنایا ہوا ہے وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اور ان میں سے اکثر لوگوں کو صحیح سمجھ نہیں ہے ۔

حضرت مفتی شفیع صاحب معارف القرآن میں حضرت سعید بن مسیب کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ

بحیرہ: جس جانور کا دودھ بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے کوئی اپنے کام نہ لاتا تھا۔

سائبہ: جو جانور بتوں کے نام پر ہمارے زمانہ کے سانڈ کی طرح چھوڑ دیا جاتا تھا۔

حامی: نر اونٹ جو ایک خاص عدد سے جفتی کر چکا ہو اس کو بھی بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے۔

وصیلہ: وہ اونٹنی جو مسلسل مادہ بچے جنے درمیان میں نر بچہ پیدا نہ ہو اسے بھی بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے۔[2]

---

[1] المائدۃ:5:103۔

[2] مفتی، محمد شفیع، **معارف القرآن** (کراچی: دار السلام، 2010ء)، ص:246/3

عہدِ نبوی میں اوقاف:

اسلام میں اوقاف کا سلسلہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کے دوران مسجد قباء کی تعمیر سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ خود تعمیر میں حصہ لیتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں اور آپ ﷺ صحابہ کرام کو زمین خرید کراُسے وقف کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

مسجد قباء:

یہ باقاعدہ پہلی مسجد ہے جو عامۃ المسلمین کے لیے باجماعت نماز پڑھنے کی غرض سے تعمیر کی گئی اس سے پہلے اگرچہ مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انفرادی طور پر نمازوں کی ادائیگی کے لیے جگہ متعین کر رکھی تھی لیکن یہ باقاعدہ مساجد نہیں تھیں بلکہ انہیں مسجد البیت کہنا زیادہ مناسب ہے انہی کو بعض محدثین نے مسجد سے تعبیر کیا ہے۔[1]

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالی علیہ المواهب اللدنیہ میں تحریر کیا ہے:

"واسس مسجد قباء الذي اسس على التقوى على الصحيح وهو اول مسجد بني في الاسلام و اول مسجد صلى فيه عليه السلام باصحابه جماعة ظاهرة و اول مسجد بني لجماعة المسلمين عامة فان كان تقدم بناء غيره من المساجد لكن لخصوص الذي بناه"[2]

ترجمہ: جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ یہ پہلی مسجد ہے جو اسلام آنے کے بعد تعمیر کی گئی اور یہ پہلی مسجد ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کھلم کھلا باجماعت نماز پڑھی۔ اور یوں یہ پہلی مسجد ہے جو عامۃ المسلمین کے لیے تعمیر کی گئی اگرچہ اس سے پہلے اور مساجد بنائی گئی تھی لیکن وہ سب بنانے والوں کے ساتھ مخصوص تھیں۔ اور یہی وہ مسجد ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں یہ شہادت دی گئی ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

---

[1] مولانا، محمد ظفیر الدین، **اسلام کا نظام مسجد** (کراچی : دارالاشاعت 2015ء)، ص:20

[2] القسطلانی، احمد بن محمد، **المواهب اللدنیه**، (بیروت: المکتب الاسلامی، 1425ھ)، ص:180/1

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ﴾[1]"

ترجمہ: البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ اس میں آپ کھڑے ہوں۔

مسجد نبوی:

مسجدِ قباء کی تعمیر کے فوراً بعد جب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے وہاں مسجد نبوی کی بنیاد رکھی جس جگہ مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھی تھی یہ جگہ بنو نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی اور اسے کھجور سکھانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔[2]

جب آپ ﷺ نے مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کو بلوایا اور آپ نے ان سے فرمایا:

((يا بنی النجار ثامنوني بحائطكم هذا))[3]

ترجمہ: اے بنو نجار تم اپنا یہ باغ ہمیں بیچ دو اور اس کی قیمت طے کر لو۔

اس کے جواب میں انہوں نے عرض کیا:

((لا والله لا نطلب ثمنه الا الى الله))[4]

ترجمہ: خدا کی قسم ہم اس کی قیمت کسی سے طلب نہیں کرتے سوائے اللہ تعالی کے۔

بخاری شریف کی اس روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنو نجار نے زمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچی نہیں بلکہ اسے خود مسجد کیلئے وقف کر دیا تھا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالی کی رائے بھی یہی ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف میں باب بندھا ہے۔ باب وقف الارض المسجد اور اس کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

---

[1] التوبہ 108:9

[2] الشامی، محمد بن یوسف، **سبل الهدی والرشاد** (لبنان: دار الکتب العلمیة، 1993ء)، ص: 335/3

[3] البخاري، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاري**، (لاهور: دار النشر للکتب الاسلامی، 2010ء) رقم الحدیث 2771.

[4] المرجع السابق

جبکہ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے عمدۃ القاری میں طبقات ابن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باغ دس دینار میں خرید ااور ثمن کی ادائیگی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے کی۔[1]

اس طرح کی اور روایتیں بھی سیرت اور حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باغ خرید اتھا اور پھر اسے مسجد کے لئے وقف فرما کر اس پر مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی تھی

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے عمدۃ القاری میں اس احتمال کو ترجیح دی ہے وہ لکھتے ہیں:

"والصحيح ان بني النجار لم يقفوا شيئا بل باعوه و وقفه النبي صلى الله عليه وسلم"[2]

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ بنو نجار نے کچھ بھی وقف نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے تو اسے بیچ دیا تھا اور پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وقف کر دیا۔

تواِس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی وقف املاک موجود تھیں، جیسا کہ مسجدِ قباء اور مسجدِ نبوی اِسکے علاوہ بئر رومہ کی شکل میں موجود تھیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقاف:

خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سات باغ۔ جن کی وصیت مخیریق یہودی نے آپ کے لئے کی تھی، اللہ کے راستہ میں وقف فرما دیئے تھے اور ان باغات کی آمدنی فقراء و مساکین اور اپنے رشتہ داروں پر خرچ فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مخیریق یہودیوں میں سب سے بہتر تھا اور آپ نے اس کے اموال حسبِ وصیت لے لئے۔ آپ کے مدینہ میں عام اوقاف انہی میں سے تھے۔[3]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے واقدی کے مغازی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ

---

[1] العيني محمود بن احمد، **عمدة القاري** (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، ص: 177/4

[2] ایضا

[3] ابن هشام، عبد الملك، **السيرة النبوية**، (مصر: دار الكتب العلمية، 1378ھ) ص: 18/1.

"ان اول صدقة موقوفة كانت في الاسلام اراضي مخيريق التى اوصي بها الى النبي صل الله عليه وسلم فوقفها النبي صل الله عليه وسلم"[1]

ترجمہ -اسلام میں سب سے پہلا وقف مخیریق کی زمینیں تھیں جن کی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وصیت کی تھی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اراضی وقف فرما دی تھیں۔ یہ تو وہ وقف تھا جو آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں فرمادیا تھا ورنہ آپ کے تمام اموال آپ کی وفات کے بعد وقف ہو گئے تھے کیونکہ جناب نبی کریم □ کی ہدایت تھی۔

((لا نورث ما تركنا صدقة))[2]

ترجمہ: ہماری میراث جاری نہیں ہوتی ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے۔

علامہ عینی لفظ صدقہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"ومما يستفاد من الحديث جوازا لوقف وان يجرى بعد الوفات كالحياة فلا يباع ولا يملک"[3]

ترجمہ: اس حدیث سے وقف کا جواز معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے بعد بھی اس کے وہی احکام ہیں جو حیات میں تھے کہ اس کو نہ بیچا جا سکتا ہے اور نہ کسی کو اس کا مالک بنایا جا سکتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کے اوقاف:

عہدِ خلفائے راشدین کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اللہ کی رضا کے لئے زمین، جائیداد، کنویں اور دیگر اشیائے ضروریاتِ دین و دُنیا کو وقف کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور ذیل میں چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی زندگی سے اِس پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے اوقاف :

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متعدد اوقاف قائم کیے مکہ اور مدینہ کے متعدد محلات اپنے غریب رشتہ داروں کیلئے وقف کیے۔ سیدنا ابو بکر صدیق کے پاس مکہ مکرمہ میں ایک وسیع مکان

---

[1] العسقلانی، محمد بن احمد، **فتح الباري**، (بیروت: دار المعرفة، 1379ھ)، ص: 402/5.

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1421ھ)، رقم الحدیث: (6726)

[3] العینی محمود بن احمد، **عمدة القاري** (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، ص: (235/23)

تھا جسکو آپ نے وقف علی اولاد کردیا اس لیے اسکی وراثت تقسیم نہیں کی گئی اس مکان میں آپکی اولاد اور نسل در نسل لوگ قیام کرتے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقف:

حضرات صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروق سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے زمین کی صورت میں وقف کیا۔ باقی صحابہ کرام کی اوقاف کی نوعیت الگ تھی، مثلاً حضرت عثمان کا بئر رومہ وقف کرنا۔ حضرت عمر فاروق نے اپنی خیبر کی زمین سب سے پہلے وقف کی تھی اور اس کے مصارف کا تعین بھی کردیا کہ اس سے حاصل ہونے والے منافع مہمانوں، رشتہ داروں اور اقارب میں خرچ کئے جائیں اور جو شخص اس کا متولی بنے اسے اجازت ہے کہ وہ مناسب طریقہ سے اس میں سے کھائے اور اپنے دوست کو کھلائے، بشرطیکہ وہ اسے مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بنائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوقاف :

فروہ بن اذینہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمان بن ابان بن عثمان کے پاس ایک تحریر (کتاب)دیکھی تھی جس میں لکھا ہوا تھا۔

> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ ہے کہ جو عثمان بن عفان نے اپنی زندگی میں صدقہ وقف کردیا انہوں نے اپنے بیٹے ابان بن عثمان پر خیبر میں واقع اپنا مال صدقہ کیا جو "مال ابن ابی الحقیق "کہلاتا ہے تو اس کے اصل کی کبھی خریدوفروخت کی جائے گی نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی وراثت میں دیا جائے گا اس پر حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید گواہ ہیں اور اسکو لکھ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوقاف:

عبدالعزیز بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت علی کو قلعہ بند باغ دیئے تھے جس میں سے چشمے نکلتے تھے پھر حضرت علی نے اسکے ساتھ ایک زمین کا حصہ خریدااور وہاں کنواں خریداتو وہاں سے وافر مقدار میں پانی نکلا۔ جب سیدنا علی کو اس بات کی خوشخبری دی گئی تو سیدنا علی نے اسکو فقراء، مساکین، مسافروں مجاہدین فی سبیل اللہ کیلئے وقف کردیا۔

امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حاکم مدینہ کو آل ابی رافع سے وقف کی ایک دستاویز ملی جس میں موجود تھا

یہ جائیداد علی نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کیلئے صدقہ (وقف) کی ہے اور بعض دیگر خاندانوں کیلئے حضرت علی نے وقف لکھے تھے۔

حضرت سعد بن عبادۃ کا وقف:

بخاری شریف میں روایت ہے

((ان سعد بن عبادة توفيت أمه وهو غائب عنها فقال يا رسول الله ان امى توفيت وأناغائب عنها أينفعها شئ ان تصدقت به عنها ،قال ،نعم ، قال فانى اشهدك أن حائطى المخراف صدقة عليها))-[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادۃ کی والدہ کا انتقال ہو گیا وہ موجود نہیں تھے جب تشریف لائے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، میں موجود نہیں تھا کیا اگر میں ان کی طرف سے کچھ بھی صدقہ کر دوں تو انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا ۔حضور نے فرمایا؛ہاں، حضرت سعد نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ جس کا نام مخراف ہے وہ ان کی طرف سے وقف ہے۔

یہ تو اوقاف تھے جو آپ کی حیات میں حضرات صحابہ کرام نے کیے ذیل میں کچھ مثالیں ذکر کی جاتی ہیں جو آپ کے وصال کے بعد کئے جانے والے اوقاف کی ہے۔

حضرت زبیر بن عوام کا وقف:

حضرت زبیر بن عوام نے اپنا گھر اپنی اولاد پر وقف فرمادیا تھا اس طرح سے کہ اسے نہ بیچا جاسکے اور نہ میراث اس میں جاری ہو اور اس میں یہ بھی صراحت تھی۔

"ان للمردودة من بناته أن تسكن غير مضرة ولا مضاربها فان استغنت بزوج فلاشيئ لها[2]"

---

[1] البخاری،، **الجامع الصحیح**، رقم الحدیث: 2756

[2] الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمان، **سنن الدارمی**، (المملكة العربية السعودية: دار المغني للنشر والتوزيع، 1412ھ)، رقم الحدیث 3182۔

ترجمہ: کہ میری بیٹیوں میں جو مطلقہ یا بیوہ ہو جائے وہ اس گھر میں رہے گی نہ اسے تکلیف پہنچائی جائے گی اور نہ وہ کسی کو ضرر پہنچائے گی اور اگر وہ دوسری شادی کرکے اس سے مستغنی ہو جائے تو پھر اسے اس میں رہنے کا حق نہیں۔

سیدہ حفصہ کا وقف:

سیدنا ابن عمر بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر نے وقف قائم کیا تھا بعد میں سیدہ حفصہ بنت عمر نے وقف قائم کرکے اسکو اپنے والد سیدنا عمر کے وقف کے ساتھ ملا دیا تھا۔

سیدہ ام حبیبہ کا وقف:

سیدہ ام حبیبہ نے مدینہ میں مقام غابہ پر قائم اپنی پراپرٹی وقف علی الاولاد فرما دی تھی۔ عبداللہ بشر کہتے ہیں کہ انہوں نے خود وہ تحریر پڑھی تھی جس میں درج تھا:

اس پراپرٹی کو نا بیچا جائے گا نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی وراثت میں دیا جائے گا اگر کوئی وراثت میں لے گا تو اسکے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

ان مذکورہ صحابہ کرام اور صحابیات کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ کرام سے وقف کا ثبوت کتب احادیث میں ملتا ہے جن میں حضرت عباس، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو طلحہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ سے وقف کا ثبوت عملاً ثابت ہیں۔

خلاصہ یہ کہ آپ کی حیات مبارکہ میں بھی کچھ صحابہ کرام نے اپنی جائیدادیں وغیرہ وقف کیں اور آپ کی وفات کے بعد تو وقف کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا خلافت راشدہ کے تیس سالہ دور میں جہاں انفرادی اوقاف کثرت سے وجود میں آئے وہاں حکومتی سطح پر بھی مذہبی اقاف اور رفاہی اوقاف کا سلسلہ جاری رہا صرف حضرت عمر نے سرکاری سطح پر چار ہزار مساجد تعمیر کروائیں۔ [1]

جن میں اضافہ کا سلسلہ دیگر خلفاء نے آپ کے بعد جاری رکھا غرضیکہ جس نظام وقف کی بنیاد جناب نبی کریم نے اپنی حیات مبارکہ میں رکھی تھی۔اسے وسعت ا حضرت خلفاء راشدین کے دور میں ملا اور ایک وسیع البنیاد نظام وقف وجود میں آگیا۔

---

[1] البیہقی، احمد بن حسین، **السنن الکبری** (الریاض: دار عالم الکتب، 1412ھ)، رقم الحدیث: 1521

تاریخ اسلام کا سب سے پہلا وقف:

اسلام میں سب سے پہلا وقف کس نے کیا؟ اس میں حضرات محدثین اور مؤرخین کا کافی اختلاف ہے۔بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے اسلام میں سب سے پہلے وقف کیا جبکہ بعض کا کہناہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مخیریق کے وصیت کردہ باغات وقف کیے۔

حافظ ابن حجر فریقین کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے لکھاہے۔

"حديث عمر هذا اصل فی مشروعية الوقف قال احمد حدثناعن نافع عن ابن عمر قال اول صدقة اي موقوفة كانت في الاسلام صدقة عمر وروي عمروابن شبة عن عمرو بن سعد بن معاذقال سالنا عن اول حبس فی السلام فقال المهاجرون صدقة عمر وقال الانصار صدقةرسول الله صلى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وفی اسناده الواقدی وفی مغازی الواقدی ان اول صدقة موقوفة كانت فی الاسلام اراضی مخيريق بالمعجمة مصغر التی اوصی بها الی النبی وقفها النبی[1]"

ترجمہ: حضرت عمر کا یہ واقعہ وقف کی مشروعیت میں اصل ہے امام احمد نے نافع کے طریق سے نقل کیاہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اسلام میں سب سے پہلا وقف حضرت عمر کاہے اور عمر بن شبہ نے عمر بن سعد سے روایت کیاہے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اسلام کے سب سے پہلے وقف کے بارے میں دریافت کیا حضرات مہاجرین نے فرمایا حضرت عمر کا وقف ہے اور حضرات انصار نے فرمایا نبی کریم ﷺ کا وقف ہے(اس کی سند میں واقدی ہے)مغازی واقدی میں ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا وقف مخیریق کی زمینیں ہیں جن کی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے وصیت کی تھی اور حضور ﷺ نے انہیں وقف فرمادیا تھا۔

حافظ ابن حجر نے اس میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا لیکن علامہ خصاف نے مسور نامہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں صراحت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ثمغ 7ھ میں حضور ﷺ کے خیبر سے واپس آنے کے بعد وقف فرمایا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخیریق کی زمینیں غزوہ احد کے بعد مل گئی تھیں قرین

---

[1] العسقلانی، احمد بن علی، **فتح الباری**، (دار المعرفہ: بیروت، 1379ء) ص: 5/402

قیاس یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد ہی وقف فرمادیا ہوگا اس لئیے راجح یہی ہے کہ آپ علیہ السلام کا وقف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقف سے مقدم ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی نے ایک تیسری رائے اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا سب سے پہلا وقف نہ تو حضور صلی علیہ وآلہ وسلم کا ہے نہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بلکہ سب سے پہلا وقف حضرت عثمان کا وقفکردہ بئر رومہ ہے[1]

راجح رائے:

راقم کے خیال میں اسلام کا سب سے پہلا وقف مسجد قباء ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ آئے تو ابتداء میں آپ نے کچھ ایام قباء میں قیام فرمایا اور وہیں مسجد قباء تعمیر فرمائی۔ یہ اسلام کی سب سے پہلی باقاعدہ مسجد ہے اور سب سے پہلا وقف ہے اس کے بعد دوسرے نمبر پر مسجد نبوی ہے۔ ماقبل میں جو اختلافی بحث کی گئی ہے ان میں تطبیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یوں کہا جائے کہ مساجد کی صورت میں تاریخ کا سب سے پہلا وقف مسجد قباء ہے اور کنوؤں کی صورت میں سب سے پہلا وقف بئر رومہ ہے اور اراضی اور باغات کی صورت میں سب سے پہلا وقف راجح قول کے مطابق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخیریق کی وصیت کردہ زمینوں کا وقف کرنا ہے۔ اس طرح ان مختلف اقوال میں تطبیق ہو سکتی ہے۔

مندرجہ بالا بحث میں بیان ہوا ہے اصطلاحی شریعت میں وقف اس کو کہتے ہیں کہ اپنی ملکیت کو رضائے الٰہی کی خاطر خالق کائنات کی ملکیت میں دینا تاکہ اس کے مستحق بندے اس وقف کردہ ملکیت کی آمدنی سے مستفید ہوتے رہیں۔ وقف کی ہوئی چیز کو نا ہی فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو ہبہ کیا جا سکتا ہے بلکہ اس حاصل ہونے والی آمدنی سے محتاجوں و ناداروں کی دادرسی بے کسوں اور پریشان حالوں کے دکھ درد کا مداوا مریضوں کے علاج و معالجہ کے لیے شفاخانوں کی تعمیر سماج کے ناخواندہ افراد کی تعلیم و تربیت کے لے سکول و کالجز اور مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے۔ غرض یہ کہ مستحقین کی اعانت و سماجی خدمات کا فریضہ پوری دیانت داری اور حسن خوبی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

1. عثمانی، ظفر احمد، **اعلاء السنن** (کراچی: بیت السلام، 1428ھ)، ص: 102/13

قبل از بعثت وقف کی مختلف سورتیں دنیا میں پائی جاتی تھیں۔ لیکن بعد از بعث اسلام نے وقف کا جو بہترین تصور اور عمدہ ترین خاکہ پیش کیا ہے کوئی اور نظام وقف اس کی برابری نہیں کر سکتا کیونکہ اسلام میں وقف کی بنیاد کتاب مقدس بنی ہے۔

"لن تنالواالبرحتی تنفقوامماتحبون[1]"

جب تک اپنی محبوب چیزوں کو خرچ نہ کروگے (کامل) نیکی (کے مرتبہ) کو نہ پہنچ سکوگے۔

اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ نے مدینہ منورہ کے تین بچوں کی زمین خرید کراس پر مسجد نبوی کی تعمیر کرکے وقف کے عمل کی بنیاد ڈالی، غرض کہ اپنی ملکیت کو راہ خداوندی میں وقف کرنے والادراصل ایک عظیم الشان نبوی کو زندہ کرتاہےاور مرنے کے بعد بھی اجر وثواب کی شکل میں صداجاری رہنے والا سلسلہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتاہے۔

انسان کی وفات کے بعد کونسا صدقہ صدقہ جاریہ کہلاتا ہے ؟ اس کا جواب نہایت ہی آسان ہے کہ صدقہَ جاریہ سے مراد وقف ہے اس لئے کہ وقف ہی ایک ایسا صدقہ ہوتا ہے جس میں اصل " چیز" باقی رہتی ہے اور اس کے حاصل شدہ فوائد سے برابر صدقہ کیا جاتا ہے۔اور دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اپنی محبوب و پسندیدہ املاک کو وقف کرنا انبیاء کرام اور خصوصاً رسالت مآب ﷺ کی سنت رہی ہے۔سب سے پہلے آپ نے مدینہ کے دو یتیم بچوں کی زمین خرید کر اس پر مسجد نبوی کی تعمیر کرکے وقف کے عمل کی بنیاد ڈالی، اور آپ نے واضح الفاظ میں اس بات کی صراحت کی کہ (اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنبیاءِ لا نُوَرِّثُ مَا تَرَکنَاہُ صَدَقَۃٌ) ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔اس حدیث نبوی سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اپنی ملکیت کو راہ خداوندی میں وقف کرنے والادراصل ایک عظیم الشان سنت نبوی کو زندہ کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اجر و ثواب کی شکل میں سدا جاری رہنے والا سلسلہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

---

[1] سورۃآل عمران (92)

باب دوم:

پاکستان میں وقف املاک قوانین کا تعارف وارتقاء

فصل اول: قیامِ پاکستان سے پہلے وقف املاک

فصل دوم: قیامِ پاکستان کے بعد وقف املاک قوانین

فصل سوم: وقف املاک ایکٹ پاکستان (اِسلام آباد)2020ء

باب دوم:

پاکستان میں وقف املاک قوانین کا تعارف وارتقاء:

اس باب میں وقف املاک قوانین کا ایک تعارف پیش کیا جائے گا اسی طرح قیام پاکستان سے پہلے اور بعد میں مختلف مراحل میں وقف املاک قوانین کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے گا۔ نیز وقف املاک ایکٹ پاکستان (اسلام آباد) 2020 کی تمام شقوں کو پیش کیا جائے گا۔

فصل اول: قیامِ پاکستان سے پہلے وقف املاک:

اسلام کی ابتداء ہی سے مساجد کی صورت میں وقف کا شاندار آغاز ہو گیا تھا جس کو بعد میں آنے والے سلاطین نے دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔ یہاں قیامِ پاکستان سے پہلے عالمی سطح پر وقف ہونے والے مساجد اور مدارس کو بیان کیا جائے گا۔

تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے مسلم امراء اور سلاطین کی سخاوت اور کارِ خیر میں طبعی میلان کا پتہ چلتا ہے جب کوئی بھی کوئی سلطان تخت نشین ہوتا تو بڑھ چڑھ کر کار خیر میں حصہ ضرور لیتا اور خصوصا اوقاف کے حوالے سے قابل قدر خدمات سر انجام دیتا مثلاً مواضعات وقف کرنا، جاگیریں عطا کرنا اور ذریعہ معاش شامل تھا اس ضمن میں سلطان نورالدین زنگی، ملک المنصور ،عضدولہ ،نظام الملک طوسی ،سلطان فیروز شاہ تغلق ،شیر شاہ سوری ،جلال الدین اکبر ،نورالدین محمد جہانگیر ،شاہ جہاں ، اورنگ زیب عالمگیر ،ملاجیون ،نے قابل تعریف اوقاف قائم کئے اور وقت کے ساتھ ساتھ پھر والیان ریاست نے بھی اس کارخیر میں دل کھول کر حصہ لیا۔

اس ضمن میں اوقاف ریاست بھوپال اور رام پور بہت مشہور رہیں ،نظام الملک طوسی نے پانچ عظیم الشان اوقاف، ہرات،نیشاپور،اصفہان،بصرہ اور بغداد میں قائم کیے۔ان مساجد ومدارس کے اوقاف سے ایک دنیا آباد ہوئی ۔[1]

ترکی:

---

[1] مطلوب احمد،وقف اسلام اور مروجہ قوانین کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ،(مقالہ برائے ایم فل، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،اسلام آباد، ۲۰۰۹)۔

سلطنتِ عثمانیہ کا چھ صدیوں پر محیط دور بہت ہی مثالی اور روشن تھا جس میں سلطان محمد الفاتح نے ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا جس کے ذیلی آٹھ مدارس تھے جن میں رہائشی طلباء کی تمام ضروریات پوری کی جاتیں تھیں۔اس کے علاوہ سلطان بایزید خاں نے مکہ مکرمہ اور قسطنطیہ میں بہت سے مدارس اور ترکی میں خصوصا مساجد بنوائیں اور ان کے لیے اوقاف وقف کیے۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق سابقہ ترکیہ کی وقف شدہ اراضی تمام قابل کاشت اراضی کا تین چوتھائی تھی اور ۱۹۲۵ میں ان کا تخمینہ چھ کروڑ ترکی پاؤنڈ لگایا گیا تھا۔

مصر:

مصر میں اوقاف کی تاریخ کو سلطنتِ عثمانیہ نے بہت متاثر کیا جس کی وجہ سے بہت ساری اصطلاحات ہوئیں جن میں محمد علی خدیو کا نام سرِ فہرست ہے۔محمد علی نے تمام زرعی اراضی ضبط کرکے موقوف علیھم کو اس کا معاوضہ دے دیا تھا لیکن اس نے مکانات اور باغات پر قبضہ نا کیا اور ان کو وقف رہنے دیا۔

سترھویں صدی عیسوی تک ہندوستان پر ''خاندان مغلیہ'' کی حکومت کا عہد شباب تھا۔اس لیے اس وقت تک نہ تو کسی بیرونی حملہ آور کو اس پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور نہ ہی کسی اندورنی طاقت کو سر اُٹھانے کا موقع ملا مگر اٹھارویں صدی عیسوی کے ابتدائی عشرے(1119ھ/1705ء) میں سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد ان کی اولاد کے حصول اقدار کے لیے باہمی جنگ نے بیرونی اور اندرونی طاقتوں کو حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔چنانچہ پون صدی کے اندر ہندوستان کا سیاسی نقشہ ہی بدل گیا اور برطانوی، جو ایسٹ انڈیا کمپنی(East India Company) کے نام سے بغرض تجارت یہاں آئے تھے۔اس صورت حال سے فائدہ اُٹھایا اور مکروفریب سے آہستہ آہستہ مل کر پورے ہندوستان پر قبضہ جمالیا۔ہندوستان کے دو حکمرانوں نے ان کے خلاف ثابت قدمی دکھائی مگر ان میں سے ایک[1]

---

[1] محمود خان بنگلوری، **تاریخ سلطنت خداداد**، ص353۔ سید علی بلگرامی تمدن ہند، بک لینڈ بندر روڈ کراچی، مترجم: ڈاکٹر گستاولی بان، فروری1962ء، ص174۔

کو1757ءمیں پلاسی[1] کے میدان میں (نواب سراج الدولہ[2])اور دوسرے کو جنگ سرنگاپٹم[3] 1799ءمیں (سلطان ٹیپو[4])شہید کرکے ہندوستان پر راج کرنے کے اپنے خواب کو شرمندہ تعمیر کیا۔ انگریزوں نے شروع شروع میں مسلمانوں کے مذہبی قوانین کو قطعاً نہ چھیڑا۔ البتہ جب سیاسی طور پر ہندوستان پر ان کی گرفت مضبوط ہوگئی تو آہستہ آہستہ ان کی دخل اندازی بڑھتی گئی اور ''اسلام کا قانون اوقاف'' بھی اس دخل اندازی سے محفوظ نہ رہ سکا،اسلام میں اوقاف کی دو اقسام ہیں: ''اوقاف خیری'' اور ''اوقاف اہلیہ'' ہندوستان میں برطانوی حکومت نے اول الذکر تو بحال رہنے دیا البتہ مؤخر الذکر کو خلاف قانون قرار دے دیا[5]۔ برطانوی دور حکومت میں اکبر شاہ ثانی[6] جو انگریزوں کا وظیفہ خوار بھی تھا۔اس کے دور میں اوقاف کی صورت حال ابتر ہونے لگی تو 1810ءمیں انگریزوں نے اوقاف اور عطیات کے تحفظ کے مقصد سے فورٹ ولیم[7] (کلکتہ) کے ماتحت تمام علاقوں کے لیے ایک قانون وریگولیشن Regulation XIX of 1810 پاس کیا۔اس کے ابتدائیہ میں یہ مقاصد بیان کیے گئے:

---

[1] باری کمپنی کی حکومت، ص111، زاہد چوہدری، **بنگالی مسلمانوں کا تحریک پاکستان میں کردار**، ص60، خافی خان، **منتخب اللباب**، مترجم: محمود احمد، ص170۔

[2] باری کمپنی کی حکومت، ص114، زاہد چوہدری، **پاکستان کی سیاسی تاریخ**، ترتیب حسن جعفر، ادارہ مطالعہ تاریخ، لاہور، 1996ء، ج9، ص53۔ خافی خان، **منتخب اللباب**، مترجم: محمود احمد، نفیس اکیڈمی کراچی، 1976ء، ص112۔ بنگالی مسلمان کا تحریک پاکستان میں کردار۔

[3] محمود خاں بنگلوری، **تاریخ**، حیدر علی مطبوعہ لندن، 1841ء، ص227۔

[4] **تاریخ سلطنت خداداد میسور**، محمود خان بنگلوری، مکتبہ عالیہ لاہور، باردوم 1195ء، ص194، کرنل ولکس، تاریخ میسور، کلکتہ، 1826ء، ص210۔ سامارائو، **ماڈرن میسورم**، مطبوعہ میسور، 1932ء، ص219۔

[5] ایس۔ایم اکرام، **ہسٹری آف مسلم سولائزیشن ان انڈیا اینڈ پاکستان**، ص490۔ ایم بی احمد، دی ایڈمنسٹریشن آف جسٹس ان میڈیول انڈیا، ص189۔

[6] سراج الحق، **تاریخ خاندان مغلیہ**، مطبوعہ مکتبہ نیا کتاب گھر دہلی، ص301۔ زین العابدین، تاریخ ملت، ج3، ص812، سعید احمد مار ہردی، امرائے ہنود، ص52۔

[7] The Fort Willim area was first settled by Franch explorers in 1678, F.W was one of the chief trading center. It was incorporated as a town in 1892 and as a city in 1960. William D. Halsay E.D, *Collier's Encyclopedia*, Macmillan Educational Company New, V.20, P: 349.

Yark, 1990, p: 247 کمپنی کی حکومت، ص245۔

"انڈومینٹس کو معطی کے حقیقی منشاء اور مرضی کے مطابق استعمال کیا جائے اور عوام کے استعمال اور سہولت کے لیے پلوں، سراؤں، کٹہروں اور دیگر عمارت کی جو حکومت یا افراد کے صرفہ سے تعمیر کیے گئے ہوں۔ نگہداشت اور مرمت کی جائے"۔[1]

انڈومینٹس کے بارے میں اس کے ابتدایہ میں یہ وضاحت کر دی گئی کہ اس سے مراد مساجد، ہندو منادر، تعلیمی اداروں (کالجز) کی مدد اور دیگر مقدس اور منفعت بخش اغراض کے لیے سابقہ حکومتوں یا افراد کی جانب سے دی گئی اراضیات ہیں۔ اس ابتدائیہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ 1810ء تک تعلیمی اداروں کی اوقافی جائیدادیں بڑی تعداد میں موجود تھیں اور پلوں، سراؤں، کٹہروں وغیرہ کی قابل لحاظ تعداد ایسی تھی، جو وقف تھے۔ چنانچہ " 1817ء میں ایسا ہی قانون فورٹ سنیٹ جارج[2] (مدراس) کے تحت کے علاقوں میں نافذ کیا گیا۔ ان قوانین کے ذریعے ان تمام اوقاف کی عام نگرانی و نگہداشت بورڈ آف ریونیو اور بورڈ آف کمشنرز کے تحت کر دی گئی[3]۔"

1963ء میں برطانوی حکومت ہند نے قانون Act XX of 1863 کے ذریعہ 1810ء اور 1817ء کے قوانین منسوخ کر دیے گئے[4] اور ہندو مسلم مذہبی اوقاف کو حکومت کی نگرانی سے خارج کر دیا گیا، لیکن حکومت نے ان تمام اوقاف کو اپنے تحت رکھا جن کے مقاصد مذہبی نوعیت کے نہیں تھے۔ اس قانون کے ذریعے مذہبی اوقاف اور خیراتی اوقاف کے درمیان فرق پیدا ہو گیا۔ خیراتی اوقاف کو حکومت نے اپنے تحت رکھا اور مذہبی اوقاف کو مکمل طور پر متولیوں کے حوالے کرنے کے لیے شرط یہ قرار دی گئی کہ یہ وقف صرف مذہبی اغراض کے لیے قائم کیا گیا ہو۔ یہ قانون اوقاف کی بڑی تباہی کا باعث بنا۔ سرکاری نگرانی کے اُٹھ جانے سے متولیوں نے من مانی شروع کر دی اور اوقاف کو اپنی ذاتی جائیداد کی طرح بیچنا اور منتقل کرنا شروع کر دیا اور انگریزوں نے ان اوقاف کو جو تعلیمی اغراض کے

---

[1] مجاہد الاسلام، **وقف املاک کے شرعی احکام**، (ایسٹ کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ڈی گارڈن، 1419ھ/1999ء)، ص488۔

[2] **Fort Saint George:** It is the largest town, and port of Grenada, in the West of Indies. It is located o the South-Western coast of the Ireland and is one of the most attractive towns in the Lesser Antilles. See. William D. Halsay E.D, *Collier's Encyclopedia*, Macmillan Educational Company New, V.20, P: 349.

[3] قانون فورٹ سینٹ جارج (مدراس) ر گولیشن 7، بابت 1817ء، مدراس، بحوالہ مجاہد الاسلام، وقف املاک کے شرعی احکام۔

[4] Act xx of 1863 see 11، بحوالہ مجاہد الاسلام، **وقف املاک کے شرعی احکام**، ص489۔

لیے قائم کیے گئے تھے اور ملک کے گوشے گوشے بلکہ تقریباً ہر بڑے شہر میں پائے جاتے تھے۔ اپنے تحت لے کر ایک پالیسی کے تحت ان کو ختم اور ہڑپ کرنا شروع کیا، جس سے مسلمانوں کی تعلیم کا اس وقت کا نظام ٹوٹ پھوٹ گیا۔[1]

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ مسلمانوں کے مذہبی ور فاہی "اوقاف" کی تفصیل سے بھری پڑی ہے۔ یہ تفصیل مسلمانوں کے ان ولولہ انگیز اور خدا ترس جذبوں کی غماز ہے، جنھوں نے ان کے دلوں کو پُر جوش اور ذہنوں کو پُر ہمت بنا رکھا تھا۔

ان اوقاف کو ہم آسانی کے لیے تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں، یعنی مذہبی اوقاف (مساجد و مدارس)، رفاہی اوقاف اور خاندانی اوقاف۔ اوّل الذکر دونوں اقسام کو "اوقاف خیریہ" بھی کہا جاتا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

الف۔ مذہبی اوقاف

1۔ مساجد

ابتدائی زمانہ اسلام میں جو مساجد تعمیر ہوئیں، وہ زیادہ تر مسلمانوں کی اجتماعی کوششوں کی مرہون منت تھیں، مثال کے طور پر مدینہ منورہ میں مسجد قبا اور مسجد نبوی، اسی طرح کوفہ، بصرہ اور دمشق وغیرہ کی مسجدیں۔ تاہم جلد ہی قبائل کی سطح پر مساجد کی تعمیر ہونے لگی، مثال کے طور پر مدینہ منورہ میں مسجد عمرو بن عوف[2] مسجد بنو غنم بن عوف[3] اور مدینہ منورہ کے آس پاس بنو قریظہ، بنو حارثہ، بنو ظفر، بنو وائل، بنو حرام اور بنو زریق کی مساجد وغیرہ۔ تاہم نماز جمعہ فقط مسجد نبوی ہی میں ادا کیا جاتا تھا اور یہ مساجد فقط نماز پنج گانہ کے لیے مخصوص تھیں۔

پھر اس میں بھی تبدیلی آئی اور مسلمانوں نے انفرادی طور پر مساجد کی تعمیر و تکمیل کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس ضمن میں قدیم ترین مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے جنھوں نے مکہ مکرمہ میں ایک ذاتی مسجد بنائی ہوئی تھی، جو فقط ایک چبوترے پر مشتمل تھی۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی ایک صحابی حضرت عتبانؓ بن مالک نے، جو بقول ان کے موسم برسات میں اپنے قبیلے کی مسجد میں پہنچنے سے معذور رہتے تھے اپنے گھر میں مسجد بنالی، جس کا افتتاح

---

[1] پرسی براؤن، انڈین آر کیٹکچر، ص102۔

[2] البغدادی، محمد بن سعد، **الطبقات**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء)، ص: 11/1.

[3] البلاذری، احمد بن یحییٰ، **فتوح البلدان** (بیروت: دار ومکتبۃ الھلال، 1988ء)، ص: 3

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1]۔ تاہم یہ مثالیں ابتدائی نوعیت کی ہیں اور ان سے بعد میں تعمیر کی جانے والی مساجد کے لیے ایک نمونہ تو فراہم ہوتا ہے، مگر مکمل تمثیل نہیں۔

پہلی صدی ہجری کے اواخر میں مخیر مسلمانوں نے نہایت وسعت اور فراخدلی کے ساتھ مساجد کی تعمیر و تکمیل میں ذاتی طور پر حصہ لینا اور پوری مسجد کے اخراجات کی کفالت کرنا شروع کر دیا جس میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا رہا۔ ولید بن عبد الملک اموی (۸۶-۹۶ھ) پہلا اموی حکمران ہے۔ جس نے مساجد کی تعمیر و ترقی میں نہایت فراخدلی اور وسعت کے ساتھ حصہ لینا شروع کیا، اس کے عہد کی تعمیر کردہ مساجد۔ مثلاً جامع اموی دمشق، بیت المقدس، القدس اور مسجد نبوی (تعمیر نو و توسیع) اس کے انھی جذبوں کی عکاس ہیں۔[2] بعد کے امراء نے بھی اس میں دل کھول کر خرچ کرنا شروع کیا اور نہ صرف ذاتی آمدنی سے مساجد تعمیر کرائیں، بلکہ ان کے جملہ اخراجات کی بھی کفالت کی، مثال کے طور پر جامع ابن طولون (مصر) پر بانی (ابن طولون) نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار کی خطیر رقم صرف کی اور جامع مسجد المثوید پر ایک لاکھ دس ہزار دینار خرچ ہوئے۔[3]

ابتدائی زمانہ میں "مساجد" کے ساتھ جاگیریں اور جائیدادیں وقف کرنے کا کوئی رواج نہ تھا، جس کی وجہ اس زمانے میں مساجد پر معمولی اخراجات تھے، جن کو اہل مسجد بآسانی برداشت کر سکتے تھے، مگر جیسے جیسے مسجد کا ادارہ بڑھا اور اس کے دیگر لوازم، مثلاً امام و موذن کی تنخواہیں، معلم الصبیان کا مشاہرہ اور دیگر اخراجات متوالیہ وغیرہ کا مسئلہ پیدا ہوا، تو مخیر مسلمانوں اور نیک دل حکمرانوں نے مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اس کے رواں اخراجات (Running Expenses) کے لیے مستقل جاگیریں اور جائیدادیں وقف کرنا شروع کر دیں۔ اس سلسلے میں سلطان صلاح الدین ایوبی اور اس کے نیک دل جانشینوں کا نام بھی خصوصی طور پر قابل ذکر ہے، مگر ان حضرات کی زیادہ تر توجہ "مدارس" کی جانب مبذول رہی۔

---

[1] ایضاً، ص: 3 باب 46۔

[2] المقریزی، أحمد بن علي بن عبد القادر، **المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار**، (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1418ھ)، ص: 4: 32، 137، 138

[3] ایضاً، 4: 83۔

عہد ممالیک (۶۴۸ھ/ ۱۲۵۰ءتا۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء) میں بھی مساجد کے لیے اوقاف قائم کرنے کا سلسلہ روز افزوں رہا۔ بعض مستشرقین مثلاً Berhem[1] اور Boberg[2] وغیرہ نے اس عہد کی دستاویزات کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں اوقاف کے قیام کو دنیا میں بڑی اہمیت حاصل تھی۔

اس دور میں ان اوقاف کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا:

الف۔ دیوان الاحباس

یہ شعبہ دوادار السلطان 3 کی نگرانی اور اہتمام میں تھا۔ اور ان کا انتظام ایک خاص ناظر کے سپرد ہوتا تھا، یہ اوقاف مملکت مصر کے بڑے بڑے صوبوں کی جائیدادوں پر مشتمل تھے اور ۷۴۰ھ/۱۳۳۹ء میں ان کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ تیس ہزار فدان 4 پر مشتمل تھی اور یہ تمام رقم مسجدوں اور زاویوں کی مرمت اور زیبائش پر صرف ہوتی تھی۔

ب۔ اوقاف حکومت

یہ اوقاف جو فقط حرمین الشریفین اور دیگر قسم کے نیک کاموں کے لیے مختص تھے، مصر و قاہرہ کی شہری اراضی پر مشتمل تھے۔ یہ اوقاف براہ راست قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کی نگرانی میں تھے اور ایک ناظر یا بعض اوقاف دو ناظران کے منتظم ہوتے تھے۔ شہر کے ہر حصے کے لیے ایک علیحدہ دفتر ہوتا تھا۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ اس شعبے میں بھی بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ جن کی المقریزی نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے۔ بعد ازاں ملک الناصر فرج (۸۰۱ھ/۱۳۹۹ءتا ۸۱۵ھ/۱۴۱۲ء) کے زمانے سے اوقاف کی ان جائیدادوں کا نظام اور بگڑ گیا اور مختلف حیلے بہانوں سے ان اوقاف کو فروخت کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ج۔ اوقاف اہلیہ

---

[1] Heefining بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، اور T.A۔528،252،247 شمارہ 1

[2] ایضاً، بحوالہ M.O، جلد 12، 1918ء،: ببعد، AJ، سلسلہ 9، 264تا267۔

[3] دوادار اصل دوات دار ہے، جس سے مراد عہد ممالیک کا ایک اہم عہدیدار ہے۔ یہ عہدیدار چرکسی النسل مملوک سلاطین کے عہد میں سات اہم ترین عہدے داروں میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔

[4] فدان ایک عربی اصطلاح ہے جو مصر اور سوڈان میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد تین سو تینتیس مربع میٹر مراد ہے۔

(خاندانوں کے نام پر اوقاف) ان میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا ناظر ہوتا، یہ خانقاہوں، مسجدوں، مدرسوں اور مزارات کے اوقاف تھے اور اس عنوان سے مصر و شام میں بڑی بڑی جاگیریں وقف تھیں۔ جن میں سے بعض فی الحقیقت سرکاری اراضی تھیں، جنہیں حاصل کر کے وقف کر دیا گیا تھا۔ امیر برقوق (۷۸۴ھ/۱۳۸۲ء تا ۸۰۱ھ/۱۳۹۸ء) نے ان اراضی کو بحق سرکار ضبط کرنا چاہا، مگر فقہاء اور علماء کے زبردست احتجاج کی بنا پر اسے اپنی یہ تجویز واپس لینا پڑی، مگر بالآخر اس کے جانشینوں نے اسے ضبط کر ہی لیا[1]۔

2۔مدارس

مدرسے کا ادارہ شروع شروع میں مسجد کے اندر قائم رہا اور اپنی اس حیثیت میں خوب پھلا پھولا، مگر بالآخر اس نے بہت جلد اپنی جداگانہ حیثیت قائم کر لی۔ عام طور پر دورِ اسلام میں مخصوص وضع قطع کے مدرسہ کا موجد مشہور سلجوقی وزیر نظام الملک (۴۰۹ھ/۱۰۱۸ء تا ۴۸۵ھ/۱۰۹۲ء) کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ علامہ شبلی مرحوم (مقالاتِ شبلی) اور ڈاکٹر شبلی (تاریخ التعلیم) وغیرہ نے لکھا ہے کہ نظام الملک طوسی سے قبل بھی مختلف مدارس اور مکاتب موجود تھے۔

ابن العذاری نے لکھا ہے کہ مشہور اموی خلیفہ الحکم نے قرطبہ میں ۳۵۹ھ/۹۶۷ء میں ستائیس مدرسے قائم کیے، تاکہ ان میں غریب اور یتیم بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔ تین مدرسے جامع اموی قرطبہ کے قریب اور بقیہ شہر کے مختلف حصوں میں تھے۔ نو سال کے بعد اس نے معلمین کے لیے کچھ دکانیں وقف کیں[2]۔ اسی سال یعنی ۳۵۹ھ میں فاطمی جرنیل جوہر الصقلی نے جامع ازھر کی تاسیس کی، جو شیعی علوم وفنون کا مرکز تھا۔ مگر سلطان صلاح الدین ایوبی نے اسے اہل سنت والجماعت کے علوم کا مرکز بنا دیا۔[3] مشہور فاطمی حکمران الحاکم نے ۳۹۵ھ/۱۰۰۰ء میں مدرسہ دار العلوم یا دار الحکمت قائم کیا تھا، جو سب پر فوقیت رکھتا تھا۔[4] جس کے لے ے اس نے باقاعدہ ایک عمارت قائم کی اور اسے ہر

---

[1] Heefining.7 :23، اردو دائرہ معارف اسلامیہ،

[2] **البیان المغرب**، بار اوّل، 2: 256، 265۔

[3] المقریزی، **المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار**، ص: 225/4

[4] ایضا ، ص:، 2: 334 ۔

طرح سے آراستہ کیا۔ اس کے ساتھ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا، اس مدرسے کے قیام کا بڑا مقصد شیعی علوم کی ترویج واشاعت تھا۔ اس کے مصارف کے لیے الحاکم نے قسطاط کے بہت سے مکانات وقف کیے۔[1]

چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں مدارس کے لیے علیحدہ اور مخصوص عمارت بنانے کی ابتدا ہوئی، چنانچہ پہلا مدرسہ نیشاپور کے سامانی حکمران ناصر الدولہ ابوالحسن (م۳۷۸ھ) نے امام ابو بکر محمد بن حسین بن فورک (م۴۰۶ھ) کے لیے بنایا تھا۔[2] سلطان محمود غزنوی نے متھرا کی فتح سے واپس جا کر تقریباً ۴۱۰ھ میں ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا، جس میں مختلف کتب خانوں سے بہت سی کتابیں نقل کرا کر جمع کیں اور اس کے اخراجات کے لیے بہت سے دیہات اور مواضع وقف کیے۔ سلطان کے بھائی سبکتگین نے اپنی امارت کے زمانے میں بھی ایک مدرسہ تعمیر کیا تھا، چوتھا مدرسہ نیشاپور میں ابواسحاق الاسفرائنی (م۴۱۸ھ) کے لیے بنایا گیا تھا۔[3]

3۔ رفاہی اوقاف

ان مذہبی اور دینی اوقاف کے ساتھ ساتھ مسلم حکمرانوں اور امراء نے رفاہِ عامہ کے لیے بھی بے شمار اوقاف وقف فرمائے، ان سب کی تفصیل دینا تو ممکن نہیں۔ البتہ سرسری اشارہ کرنا کافی ہوگا۔

الف۔ ہسپتال (شفاء خانہ)

مسلمانوں نے ہر شہر میں ہسپتال اور شفاخانے قائم کیے تھے۔ اس ضمن میں قدیم ترین حوالہ ابن طولون کا ملتا ہے۔ جس نے ۲۵۹ھ میں ساٹھ ہزار دینار خرچ کر کے ایک عظیم ہسپتال قائم کیا تھا جہاں پر ہر طرح کی بیماریوں کا علاج ہوتا تھا۔ اطباء کی تنخواہوں کے علاوہ بیماروں کی ادویات، خوراک اور لباس کی کفالت بھی بانی کی جانب سے کی جاتی تھی۔ ہسپتال میں دو حمام بھی بنائے تھے، ایک مردوں کے لیے اور دوسرا عورتوں کے لیے۔[4] اسی طرح ۳۴۶ھ میں کافور الاخشیدی نے ''بیمارستان کافور'' اور فتح بن خاقان نے ''بیمارستان المغافر'' کے ناموں سے ہسپتال بنائے تھے۔[5] جہاں مختلف بیماریوں کے علاج کیے جاتے تھے۔

---

[1] ایضاً، 2: 333- 334

[2] السبکی، عبدالوہاب بن تقی، **طبقات الشافعیہ** (بیروت: دار الفکر، 1324ھ)، ص: 3: 52.

[3] ایضاً، 3: 137، 251۔

[4] المقریزی، **المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار**، ص: 3: 320

[5] ایضاً، 3 : 320۔

مصر ہی میں سلطان المنصور قلاوون نے ۶۸۲ھ میں ست الملک کے ایک شاہی محل میں بہت بڑا ہسپتال قائم کیا اور اس کے لیے ایک لاکھ سالانہ درہم کی آمدنی والی جاگیر وقف کی، اس ہسپتال کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں مریضوں کی خدمت کے لیے مردوں کے ساتھ خواتین بھی تعینات تھیں اور اس میں امراض اور اصناف کے مطابق شعبہ جات بنوائے، اس کی تفصیلات سے، جو المقریزی نے اپنے خطوط کے چار صفحات میں رقم کی ہیں، پتہ چلتا ہے کہ یہ ہسپتال اپنے معیار اور سہولتوں کے اعتبار سے موجودہ ہسپتالوں کے مماثل تھا۔[1] اسی طرح المؤید شیخ نے بھی یہاں ۸۲۱ھ میں ایک ہسپتال بنایا تھا، جس کے مصارف ''جامع مؤیدی'' کے اوقاف سے پورے کیے جاتے تھے، مگر المؤید شیخ کی رحلت کے بعد اس ہسپتال کا نظام انتشار کا شکار ہو گیا۔[2]

ب۔آب رسانی:

مختلف مسلم حکمرانوں نے دیگر امور کی طرح آب رسانی کے نظام پر بھی توجہ مبذول کی اور اس کے لیے بھی بے دریغ رقوم صرف کیں۔ مثال کے طور پر مصر میں سلطان محمد بن قلاوون نے ۷۱۲ھ میں دریائے نیل سے چار چھوٹی نہریں کھدوائیں، جو قلعہ تک آتی تھیں، اسی طرح دیگر امراء اور اہل ثروت نے بھی ان رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جیسا کہ المقریزی نے اپنے خطوط میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔[3] اسی طرح قبرستان، کنویں، حوض اور دیگر رفاہی وفلاح عامہ کے لیے ضروری اشیاء بنا کر وقف کرنے کا بھی معمول تھا۔[4]

4۔خاندانی اوقاف:

خاندانی یا اہلی اوقاف کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے۔ جتنی کہ مفاد عامہ کے ''اوقاف واحباس'' کی ہے۔ اس کی قدیم ترین مثال غالباً وہ ہے، جو امام بخاریؒ نے اپنی جامع میں حضرت زبیرؓ بن العوام کی جانب سے اپنے گھروں سے نکال دی جانے والی بیٹیوں پر ''مکانات'' وقف کرنے کی صورت میں بیان فرمائی ہے۔[5] تاہم یہ بات انھی تک محدود نہ تھی۔ امام شافعیؒ نے جو خود بھی الفسطاط میں اپنے مکان کو مع اس کے ساز وسامان کے اپنی آل اولاد پر وقف کر کے ایک

---

[1] ایضاً، 3: 321 – 3243۔

[2] ایضاً، 3: 324۔

[3] ایضاً، 3: 162تا172۔

[4] ایضاً، 3: 346تا352۔

[5] البخاری، الجامع الصحیح، ص:2: 196۔

مثال فراہم کر چکے ہیں۔[1] متعدد ذاتی اسناد سے یہ ثابت کیا ہے کہ بہت سے صحابہ کرامؓ بشمول حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ نے بھی اپنی جائیدادیں اپنے اپنے خاندانوں کے لیے وقف فرمائی تھیں۔[2]

مصر و شام میں، جہاں متلون مزاج حکمرانوں اور سیاسی تبدیلیوں کے نتیجے میں ہمیشہ پکڑ دھکڑ اور دار و گیر کا خدشہ رہتا تھا، بطور ایک فقہی حیلہ کے طور پر یہ سلسلہ بہت مقبول ہوا نتیجتاً میں غیر اہل وارثوں کو وراثت سے محروم اور اہل رشتہ داروں کو وراثت کا مستحق کیا جاسکتا تھا، تاہم بعض اوقات اس کا غلط استعمال بھی ہوتا تھا، مثال کے طور پر بعض لوگ اپنی جائیداد اپنے قرض خواہوں سے بچانے کے لیے اپنی آل اولاد پر ''وقف'' کر جاتے تھے، جسے ابوالسعود (م ۹۲۸ھ/۱۴۷۴ء) نے ناجائز اور حرام قرار دیا تھا۔

وقت گزرنے کے ساتھ اوقاف کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور چونکہ ''اراضی موقوفہ'' ہر قسم کے محاصل سے محفوظ رہتی ہے۔ اسی لیے اس سے نقصان کی حد تک سرکاری محاصل میں کمی واقع ہونے لگی۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ ۹۲۸ھ میں فقط مصر میں ان اوقاف کی آمدنی باقی تمام اوقاف کی مجموعی آمدنی سے زیادہ تھی، یعنی دس لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ۔[3]

''خاندانی اوقاف'' کے اس نظام میں اچھائیاں بھی تھیں اور بعض نقصانات بھی۔ اچھائیوں ہی کی بنا پر مولانا شبلی نعمانی نے برعظیم پاک و ہند میں ہندو ساہوکاروں سے زمینیں بچانے کے لیے ''وقف علی الاولاد'' کا قانون بنانا تجویز کیا تھا، مگر یہاں ایسا کوئی قانون نہ بن سکا۔

---

[1] الشافعی، محمد بن ادریس، **کتاب الام**، (بیروت: دار قتیبہ، 2012ء)، ص: 3: 183 – 281۔

[2] ایضاً

[3] اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، 23: 11۔

فصل دوم:

قیام پاکستان کے بعد وقف املاک قوانین:

قیام پاکستان کے بعد وقف املاک قوانین کا آغاز 21جون 1960 سے جاری ہوا جس میں مختلف ترمیمات، 1968 ,1969, 1974, 1979, 2020 میں ہوتی رہیں۔ اس فصل میں قیام پاکستان کے بعد مختلف وقف املاک قوانین کو پیش کیا جائے گا۔

پاکستان میں اوقاف کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ حکومت نے ان کے نظام کو باقاعدہ اور منظم کرنے کے لیے ایک علیحدہ وزارت اوقاف قائم کی ہے۔ یہی وزارت مسلم اور غیر مسلم اوقاف کی نگرانی اور ان کی دیکھ بھال کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ محکمہ اوقاف کی اہمیت کے پیش نظر حکومت پاکستان نے ایک نوٹیفکیشن Department 1960 (Delegation of powers) Rules کے نام سے Notification1 No. 5471- Auqat – 60, 16th June,1960 کے تحت جاری کیا جس میں اوقاف کے ایڈمنسٹریٹر کو اوقاف کے معاملات بالخصوص مالیات کو چلانے کے لیے Powers تفویض کی گئیں۔

24دسمبر 1969ء کو ایک نوٹیفکیشن نمبر 5293-Auqwaf-90 کے ذریعے The West Pakistan Waqf Properties (Administration) Rules 1968 جاری کیا جس میں اوقاف کے نظام کو مزید بہتر بنانے کے لیے ایک منیجر اوقاف کی تقرری کو ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ یہ منیجر وقف شدہ جائیداد کے نظام کو اچھے انداز سے چلا سکے۔ 1974ء میں پھر ایک رولز ایکٹ جاری کیا گیا جس کا نام The West Pakistan Auqaf Department (Delegation of powers) Rules، 1974.

اس کو ایک محکمہ کے نوٹیفکیشن نمبر (38) 05D/Augaf?743[2] کے تحت نافذ کر دیا گیا۔ جس میں افرز کی Powers کے بارے میں بتلایا گیا۔ 1979ء میں صوبہ پنجاب میں اوقاف کے نظام کو چلانے کے لیے ایک آرڈیننس

---

[1]Punjab Gazette, Part 1, 12-4-1974.

[2]An ordinance to provide for the proper management and administration of Waqf properties in the province of the Punjab.Gazette of Punjab, Extraordinary, 14th, April, 1979.

جاری کیا گیا جس کا نام یہ ہے:[1] The Punjab Waqf Properties ordinance، (Ordinance IV of 1979

1979) اس آرڈی ننس میں چیف ایڈمنسٹریٹر، ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر اور باقی تقرریاں کرنے کا باقاعدہ طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں موقوفہ جائیداد کی رجسٹریشن کا طریقہ کار بھی وضاحت سے درج ہے۔ موقوفہ جائیداد پر ناجائز قبضہ کی صورت میں عدالتی چارہ جوئی کا بھی باقاعدہ پراسس بیان کیا گیا ہے۔ 1979ء میں وقف پراپرٹیز آرڈی ننس دوسرے صوبوں کے لیے (سندھ NWFP اور بلوچستان) بھی جاری کیے گئے جن کے نام یہ ہیں:

- The Sindh Waqf Properties Ordinance 1979
- The North – West – Frontier Province Waqt Properties Ordinance،1979
- The Baluchistan Waqf Properties Ordinance 1979

مذکورہ آرڈیننسز کے متن کی تفصیلی فہرست بھی آخری صفحات پر ہے۔ اوقاف کے مذکورہ بالا آرڈی ننسز[2] اور ایکٹس[3] کے علاوہ اور بھی اوقاف سے متعلقہ قوانین (مختلف رولز اینڈ ریگولیشنز Rules and Regulations کی صورت موجود ہیں، جن کا مختصر تعارف درج کیا جاتا ہے۔

بلوچستان وقف پراپرٹیز Baluchistan Waqf Properties4 (Amendment) Act، 1985 1979 آرڈی ننس کی بعض دفعات کو اس ایکٹ کے تحت تبدیل کر دیا گیا:[5]

---

[1] آرڈی ننس (Ordinance): یہ ہنگامی قانون ہوتا ہے جو وقتی ضرورت کے لیے صدر، وزیر اعظم یا گورنر اپنے اختیارات سے جاری کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو: مقبول بیگ بدخشانی، لغت اردو، مرکزی اردو بازار لاہور، 1969ء، ج1، ص11۔ John S. James, Strouds Judicial Dictionory, Max Well Limited, London, 1972, V-3, P1869 – Earl Sweet and Jow, LL, Jawittes, Dictionary of Law, 1977, V, 2, P, 1291.

[2] ایکٹ (Act) ایسا بل جسے مقنّنہ نے منظور کر کے قانون کی حیثیت دے دی ہو، پبلک ایکٹ اسے کہتے ہیں۔ جو ساری قوم سے متعلق ہو جبکہ پرائیویٹ ایکٹ کا اطلاق صرف مخصوص اداروں یا افراد پر ہوتا ہے۔ مقننہ کے منظور کردہ ایکٹ میں ترمیم کر کے اسے بدلا جا سکتا ہے یا مکمل طور پر منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو: اردو انسائیکلوپیڈیا، ص171، لغت اردو، ص49۔

John S. James, *Strouds Judicial Dictionary* V.1, P44; Earl Jowitt, *Jowitt's Dictionary of Law*, (London: Sweet Max well limited, 1977), V-1, P. 33.

[3] An act to amend the Baluchistan Waqf Properties Ordinance 1979; Gazette of Baluchistan, Extraordinary, 6th, Nov, 1985 *Manual of Auqat Laws*, P. 114 – 115.

[4] Abdul Wahid, Manual of Auqat laws, p. 114-115.

Raja Muhammad Arif, *Manual of Waqf Law in Pakistan*, Kausar Brothers, Law Publishing. Turner Road LHR, 2003, P 76 -78.

[5] *Manual of Aqaf Laws*, P. 151 – 160.

i. 1979ء آرڈیننس کے سیکشن 5 کی جگہ 5A کو Insert کیا گیا۔

ii. سیکشن 7 کو بھی بدل دیا گیا۔

iii. سیکشن 16 بھی بدل گیا۔

محکمہ اوقاف کے ملازمین کے لیے بھی باقاعدہ قوانین سروس رولز بنائے گئے۔

The West Pakistan Auqaf service rules1962
Islamabad Capital Territory Auqaf Employees service rules 1998
Auqaf Mangers Training Department Examinations instructions
The West Pakistan Auqaf Department (Khateebs and Imams) service rules1968
The Auqaf Department delegation of powers rules 1960
West Pakistan Auqaf Department (Delegation of powers) rules 1969. (Amendments)
Azad Jammu and Kashmir waqf properties Act of 1960
West Pakistan waqf properties (litigation) rules 1983.
West Pakistan (Punjab Amendment) ordinance 1971.
Auqaf (Federal Control) Act 1976.
Religious Endowments Act 1863.
West Pakistan Waqf Properties (Accounts) Rules 1960.
Music in Muslim Shrines Act 1942
Charitable funds (regulation of collection) Act 1953.
Charitable and religious trusts Act1920

Memoranda and circulars about control and management of waqf

قیام پاکستان کے بعد قوانین وقف کی صورت حال:

یہ بات واضح ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اوقاف کثیر تعداد میں تھے جس کی وجہ سے ہر دور میں حکومت وقت کو اس کو باقاعدہ نظام میں تشکیل دینا ضروری قرار دینا پڑا۔ تقسیم برصغیر پاک وہند کے موقع پر جون 1947ء میں، آل انڈیا مسلم لیگ آل انڈیا نیشنل کانگرس اور سکھوں کے نمائندوں کے مابین معاہدہ ہوا کہ "ہر ملک کے باشندگان ملک کے مذہبی اور شہری حقوق کی حفاظت کریں گے"[1] اس کے تحت پاکستان میں غیر مسلم اوقاف کی باقاعدہ

[1] نوٹیفیکشن 23 اکتوبر 1961ء، دفعات 1 -2-

حفاظت کی جارہی ہے چونکہ یہ مسئلہ ایک دوسرے کے مذہبی معاملات سے متعلق ہے۔اس لیے اس میں کسی قسم کی لاپرواہی کی بھی گنجائش نہیں۔"[1]

پاکستان میں "مسلم اوقاف" کے انتظام کے لیے مرکزی اور صوبائی سطح پر وزارت اوقاف قائم ہے جو مسلم اور غیر مسلم اوقاف کی نگرانی اور ان کی دیکھ بھال کا فریضہ انجام دیتی ہے۔اس وزارت اور اس کے ذیلی شعبہ جات کو منظم کرنے کا زیادہ تر سہرا فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں[2] کے سر ہے جس کے دورِ صدارت میں نہ صرف اس محکمہ کی تدوین ہوئی، بلکہ اس کے اصول وضوابط بھی واضح کیے گئے۔ان اصول وضوابط کے ذریعے سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ:

ایسے اوقاف، جن کے وقف کنندہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کے نامزد کردہ نگران اب باقی نہیں رہے بشرطیکہ وہ اوقاف "وقف علی الاولاد" کے زمرے میں شامل نہ ہوں تو ان سب کو محکمہ اوقاف اپنی تحویل میں لے گا۔[3]

محکمہ اوقاف زیر تولیت مساجد، مقابر اور دیگر اوقاف کی نہ صرف تمام آمدن کا نگران ہو گا۔بلکہ ان کے انتظام وانصرام اور دیکھ بھال کرنے کی ذمہ داری بھی اسی کی ہو گی۔[4] محکمہ ایک چیف ایڈمنسٹریٹر کے تحت کام کرے گا۔[5]

چنانچہ فی الوقت ہزاروں قدیم مساجد، مزارات اور دیگر رفاہی اداروں کی نگرانی اور دیکھ بھال اسی محکمہ کے سپرد ہے، مساجد اور مزارات کی دیکھ بھال کے علاوہ متعدد دینی، مذہبی اور رفاہی ادارے بھی اسی محکمہ کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔مثال کے طور پر علماء اکیڈمی اور مختلف مزارات پر قائم شفاخانے، کتاب خانے۔

مسودہ قانون:

جواز وقف علی الاولاد نمبر 9، 1911ء

(مرتبہ: قائد اعظم محمد علی جناح بہ مشورہ علماء وفقہاء)

---

[1] سالانہ رپورٹ بجٹ محکمہ اوقاف پنجاب برائے 1988ء– 1989ء، تمہید۔

[2] محمد ایوب خان، سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل، 14 مئی 1907ء کو ہزارہ کے ایک گاؤں ریحانہ کے متوسط فوجی گھرانے میں پیدا ہوئے۔1932ء میں فوج میں کمیشن ملا، 28 اکتوبر 1958ء کو ملک کی باگ ڈور سنبھالی، 25 مارچ 1969ء کو صدارت سے علیحدگی اختیار کی۔ 20 اپریل 1974ء وفات، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، ص 276۔

[3] The West Pakistan Waqf Properties ordinance, 1961 See, 2 Explanation 1 to a, *Manual of Auqaf Lawas*, P. 36.

[4] المرجع السابق۔

[5] المرجع السابق۔

چونکہ ایسے اوقاف کے جواز کی نسبت جن کو اہل اسلام نے شرع محمدی ﷺ اور رسم ورواج کے مطابق اپنے اور اپنے خاندان اور اولاد بالآخر غربا اور مساکین کے فائدے یا دیگر مذہبی یا خیراتی اغراض کے واسطے قائم کیا تھا بعض شکوک پیدا ہوئے ہیں۔اور چونکہ قرین مصلحت ہے کہ یہ شکوک رفع کیے جائیں اور وہ حدود مقرر کر دی جائیں۔جن کے اندر ایسے وقف عمل میں آسکیں۔لہٰذا احکام ذیل صادر ہوتے ہیں:

دفعہ 1۔

1۔اس ایکٹ کا نام جواز وقف علی الاولاد 1911ء ہے۔

2۔یہ ایکٹ کل برٹش انڈیا میں نافذ ہوگا۔

دفعہ 2 : تاوقتیکہ مضمون یا سیاق عبارت سے اس کے خلاف نہ پایا جائے۔مندرجہ ذیل اصطلاحات سے حسب ذیل معنی مراد لیے جائیں گے:

1. ''وصیت'' سے موصی کے ارادہ کا اظہار قانونی مراد ہے، جس پر وہ چاہتا ہو کہ اس کی وفات کے بعد عمل درآمد ہو۔
2. ''دستخط'' میں نشان کرنا داخل ہے۔
3. ''رجسٹری'' شدہ سے برٹش انڈیا میں قانون نافذ الوقت دربارہ رجسٹری دستاویزات کی رو سے رجسٹری ہوا مراد ہے۔
4. ''رجسٹرار'' سے وہ افسر مراد ہے جو لوکل گورنمنٹ کی طرف سے دستاویزات کی رجسٹری کے واسطے مقرر ہو۔
5. ''نابالغ'' اس شخص کو کہیں گے۔جو ایکٹ بلوغت مصدرہ 1875ء کی رو سے عمر بلوغت کو نہ پہنچا ہو۔
6. ''جائیداد غیر منقولہ'' میں ارصیات، عمارات، مواجب موروثی اور جملہ حقوق و مفاد داخل ہیں۔ جو ارضی سے حاصل ہوں۔

7. ''جائیداد منقولہ'' میں سرمایہ حصص، کفالت ناِمجات دعاوی قابل نالش، جس طرح کہ ایکٹ انتقال جائیداد مصدرہ 1882ء میں ان کی تعریف کی گئی ہے اور ہر نوعیت کی جائیداد سوائے جائیداد غیر منقولہ کے داخل ہے۔

8. ''وقف'' سے یہ مطلب ہے کہ کوئی مسلمان اپنی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کو کسی ایسی غرض کے واسطے مخصوص کردے جو شرح اسلام کے بموجب مذہبی یا خیراتی کہی جاسکے اور اس سے اس کے حقوق مالکانہ ہمیشہ کے لیے متروک سمجھے جائیں۔

9. ''واقف'' اس شخص کو کہیں گے جو وقف کرے۔

10. ''وقف نامہ'' سے ایسی دستاویز مراد ہے جس کے ذریعے وقف کیا جائے۔

11. ''متولی'' اس شخص کو کہیں گے جو جائیداد موقوفہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا جائے۔

12. ''حنفی مسلمان'' سے ایسا مسلمان مراد ہے۔ جو امام ابو حنیفہ کی رائے اور اقوال پیرو ہو۔

دفعہ 3: ہر مسلمان جو نابالغ یا فاترالعقل نہ ہو۔ اس ایکٹ کے احکام کی پابندی کے ساتھ اپنی تمام جائیداد یا اس کا کوئی جزو اغراض ذیل کے واسطے وقف کرنے کا مجاز ہے۔

1. کلا یا جزا اپنے اہل خاندان اور اولاد کی پرورش اور امداد کے واسطے۔

2. اگر واقف حنفی ہو تو حین حیات خود اپنی پرورش و امداد کے واسطے مگر شرط یہ ہے کہ اور جائیداد موقوفہ کے منافع و کرایہ سے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے۔ ہر ایسی صورت میں جائیداد موقوفہ صراحتاً یا معناً آخر میں ہمیشہ مساکین کے فائدہ یا کسی دائمی مذہبی یا خیراتی غرض کے واسطے مستقل طور پر محفوظ کی گئی ہو۔

دفعہ 4: کوئی وقف جس کا نفاذ واقف کے حین حیات میں ہوتا ہو اس وقت تک جائز نہ ہوگا۔ جب تک اس کی تکمیل تحریری وقف نامہ کے ذریعے نہ ہو جائے۔ جس پر واقف کے دستخط اور کم سے کم دو آدمیوں کی گواہی ثبت ہو اور جس کی رجسٹری طریقہ ذیل کے بموجب کرائی جائے۔

دفعہ 5: وقف نامہ قانون رجسٹری نافذالوقف کے مطابق تاریخ تحریر سے چار مہینے کے اندر رجسٹری کے واسطے پیش ہونا چاہیے۔ اور اگر رجسٹرار کا اطمینان ہو جائے کہ اس کی تحریر میں احکام ایکٹ ہذا کی پوری پوری تعمیل کی گئی ہے۔ تو اس کی رجسٹری کرادے گا اور وقف تحریر دستاویز کی تاریخ سے مؤثر سمجھا جائے گا۔

دفعہ 6: ہر وقف نامہ کے ساتھ جو رجسٹری کے واسطے پیش کیا جائے۔ مندرجہ ذیل دستاویزات منسلک ہونی چاہئیں۔

1. ایک مکمل تعلیقہ جس سے جائیداد موقوفہ کا پتہ یعنی حدود وغیرہ اور اس کی قیمت جو تکمیل کنندہ دستاویز کے علم ویقین میں صحیح ہو اور ظاہر ہو سکے۔
2. ایک تعلیقہ دیگر جائیداد واقف کا معہ ہر ایک کی قیمت کے جو کہ اس کے علم ویقین میں صحیح ہو۔
3. ایک تعلیقہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ جائیداد موقوفہ پر رہن یا دیگر مواخذہ کس قدر ہے جو خود واقف نے یا اس شخص نے جس کے ذریعے سے واقف حق حاصل کرتا ہے، جائیداد پر ڈالا ہے اور نیز آیا کوئی ڈگری یا ڈگریاں اس جائیداد پر واقف یا اس کے دوسرے شخص کے خلاف ہیں، جس کے یا جن کے اجرا میں جائیداد موقوفہ مستوجب نیلام ہو۔

دفعہ 7:

1۔ اگر رجسٹرار کو دستاویزات مذکورہ بالا سے جن کی تصدیق قانون کے مطابق ہونی چاہیے۔ یا شہادت مزید سے جس کو طلب کرنا وہ مناسب سمجھے ثابت ہو جائے کہ بار رہن یا دیگر مواخذہ یا ڈگریاں جن کا ذکر دفعہ 6 میں ہے۔ اس کی پوری جائیداد پر حاوی نہیں ہیں۔ جس کو وقف کرنا منظور ہے کہ اس سے وہ ادا ہو سکتی ہیں۔ تو وہ اس بارے میں ایک تجویز تحریر کر کے وقف نامہ رجسٹری کر دے گا۔

2۔ اس تحقیقات میں جو اس دفعہ کے بموجب کی جائے۔ رجسٹرار واقف اور گواہوں کا بیان حلفی لے سکتا ہے اور ایکٹ رجسٹری 1908ء کی وہ دفعات جو گواہوں کے جبراً حاضر کرانے کی نسبت ہیں۔ کارروائی مذکورہ سے بھی متعلق ہوں گی۔

دفعہ 8: اگر تحقیقات کے بعد رجسٹرار کو ثابت ہو جائے کہ بار رہن یا ڈگریاں اس جائیداد کی قیمت سے زیادہ ہیں۔ جس سے ان کا روپیہ ادا ہو سکے۔ تو وقف نامہ کی رجسٹی کرنے سے انکار کرے گا۔ اس انکار کی وجہ تحریر کرے گا۔

دفعہ 9: ایسی صورت میں رجسٹرار کے حکم کی اپیل صدور حکم کی تاریخ سے تیس دن کے اندر افسر مقررہ کے پاس دائر ہو گی، جس کو اختیار ہے کہ رجسٹرار کے حکم کو منسوخ کرے یا ترمیم کر دے یا جو حکم مناسب سمجھے صادر کرے۔

دفعہ 10: اگر واقف یہ ارادہ ہو کہ وقف اس کی وفات کے بعد مؤثر ہو تو ایسا وقف ایک وصیت نامہ کے ذریعہ سے تکمیل پائے گا، جس پر واقف اور کم سے کم دو گواہوں کے دستخط ضروری ہیں۔

دفعہ 11: ایسے وصیت نامہ کی رجسٹری خود موصی یا کوئی شخص کرا سکتا ہے، جو وصیت نامہ کی رو سے وصی یا متولی یا جائیداد سے متمتع ہونے کا دعوے کرے اور حصہ 8 ایکٹ رجسٹری 1908ء اور نیز اس ایکٹ کی دفعات 6-7 بھی وصیت نامہ کی رجسٹری سے متعلق ہوں گی۔

دفعہ 12: جرائم ایکٹ ہذا کے لیے وہی سزائیں ہیں جو ایکٹر رجسٹری 1908ء میں مقرر کر دی گئی ہیں۔

اغراض و مقاصد مسودہ:

اس مسودہ کی غرض یہ ہے کہ وہ مجبوری جو پریوی کونسل کے حال کے فیصلہ بمقدمہ ابوالفتح محمد اسحاق بنام اسمیا چودھری (لاء رپورٹ انڈین اپیل، صفحہ 76) اور نیز دیگر فیصلوں کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے۔ رفع ہو جائے۔ ان فیصلوں کا مسلمانوں کا اپنی جائیداد کو اپنے اہل خاندان اور اولاد پر وقف کرنے کا استحقاق جس کو شرع اسلام میں وقف علی الاولاد کہتے ہیں، باطل کمزور ہو گیا ہے۔

مقدمہ مذکورہ بالا میں یہ اصول قرار پایا ہے کہ شرع اسلام کے مطابق ایک دائمی انتظام جائیداد جو ظاہر البطور وقف کیا گیا ہے۔ محض اس وجہ سے جائز اور مستند نہیں ہو سکتا کہ بالاخر غربا اور مساکین اس سے متمتع ہوں گے۔ اور یہ فیصلہ ایک دوسرے فیصلے کا موید ہے جو بمقدمہ احسن اللہ چودھری بنام امر چند کندو (لاء رپورٹ انڈین اپیل 17 صفحہ 37) صادر ہوا تھا، جس کے اصول کی تائید ایک بعد کے فیصلہ عبد الغفور بنان نظام الدین (لاء رپورٹ انڈین اپیل 19 صفحہ 180) میں ہوئی، جس میں قرار پایا کہ یہ جائز وقف نہیں ہو سکتا۔ جب تک جائیداد کا ایک معقول حصہ اغراض خیراتی کے واسطے کسی وقت استعمال ہونے کے واسطے مخصوص نہ کر دیا جائے۔

مگر فیصلہ مذکورہ میں کوئی تعین وقت نہیں صرف ''کسی وقت'' لکھا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ''جائیداد کا معقول حصہ مخصوص کر دیے'' سے کیا مطلب ہے۔ اس سے قانون میں بہت بڑا شک پیدا ہو گیا ہے۔ علاوہ اس کے فیصلہ جات مذکورہ صحیح اصول فقہ کے بالکل خلاف ہیں۔ پس اس مسودہ کی غرض صرف اس قدر ہے کہ قانون وقف علی الاولاد کی تدوین کی جائے، مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ وقف نامہ قانون کے مطابق تحریر پائے اور واقف اپنے قرض خواہوں وغیرہ کو فریب نہ دے سکے۔ مسودہ کی یہ غرض نہیں کہ عام قانون وقف کی تدوین یا تعین

کی جائے، بلکہ وقف پر تو ہر حال میں شرع اسلامی حاوی رہے گی۔اس کا مضمون بہت سادہ ہے، مگر ضروری دفعات کی تشریح حسب ذیل ہے:

دفعہ 3 کا یہ منشاء ہے کہ ہر مسلمان اپنی جائیداد وقف کرنے کا مجاز ہے۔

دفعات 4 -5 کی یہ غرض ہے کہ وقف نامہ باضابطہ طور تکمیل پائے اور واقف اپنے قرض خواہوں وغیرہ کو فریب نہ دے سکے۔

دفعہ 10 وقف بالوصیت سے متعلق ہے۔

دفعہ 11 وصیت نامہ کی رجسٹری سے متعلق ہے اور یہ کہ کون لوگ رجسٹری کرانے کے مجاز ہیں

دستخط (ایم-اے جناح) مؤرخہ 15 مارچ 1911ء

دستخط ایم جے۔ایم میکفرسن صاحب سیکرٹری گورنمنٹ ہند

قائداعظم کے بحال کئے گئے قوانین کا تعارف:

یہ مسودہ قانون کوئی نیا قانون وقف نہیں ہے بلکہ یہ قدیم زمانے سے چلے آنے والے اسلامی قانون ہی کی بحالی ہے۔اس مسودے کی تمام دفعات قرآن وسنت سے اخذ ہیں[1]۔

قائداعظم محمد علی جناح نے وقف علی الاولاد کے قانون بنانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔انھوں نے 17 مارچ 1911ء میں وضع قوانین کی کونسل میں ایک تقریر کی جو اصل میں مسودہ قانون وقف علی الاولاد کی منظوری کے لیے پختہ بنیاد فراہم کرتی ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی اس تقریر میں بڑے مؤثر اور مدلل انداز میں مختلف عدالتوں کی طرف سے وقف علی الاولاد کے خلاف آنے والے فیصلوں پر ہندوستان کے مسلمانوں کی احتجاج اور مایوسی کا اظہار کیا۔انہوں نے مختلف قسم کے سوالات گورنمنٹ سے کیے اور پھر گورنمنٹ کی طرف سے جوابات کا تجزیہ کیا۔اس کے علاوہ انہوں نے کافی عدالتی فیصلہ جات کا حوالہ بھی دیا۔اس کے ساتھ ساتھ مستند کتب کے حوالے بھی دیے گئے۔دلائل اور گفتگو اتنی وزنی تھی کہ تمام بااختیار حلقے آپ کی حمایت پر مجبور ہو گئے۔

---

[1] ڈاکٹر محمود الحسن عارف، **اسلام کا قانون وقف**، (لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 1994ء)، ص 269 – 281۔

فصلِ سوم:

وقف املاک ایکٹ پاکستان (اسلام آباد)2020ء

اس فصل میں وقف املاک ایکٹ پاکستان(اسلام آباد)2020 کے لاگو ہونے کی وجوہات کو بیان کیا جائے گا۔ نیز وقف املاک ایکٹ کی لاگو ہونے والی تمام شقوں کو بعینہ اسی طرح ذکر کیا جائے گا۔

وقف املاک ایکٹ کے لاگو ہونے کا پس منظر

فنانشیل ایکشن ٹاسک فورس (FATF) ایک عالمی ادارہ ہے، جو جی سیون ممالک، امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، فرانس، اٹلی، جرمنی اور جاپان کے باہمی اشتراک اور ایماپر،1989 میں قائم ہوا، جس کا بنیادی مقصد منی لانڈرنگ اور "Terrorist Financing" کے خلاف جنگی خطوط پر کوششیں،اور ان ممالک پر نظر رکھنا اور پابندیاں عائد کرنا،جو دہشت گردی کے خلاف عالمی کوششوں میں تعاون نہیں کرتے اور جس سے عالمی امن کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔یہ تنظیم بین الاقوامی سطح پر مالی معاملات میں شفافیت کی خواہاں ہے

اس تنظیم کا دائرہ دنیا کے مختلف ممالک،علاقائی تنظیموں بالخصوص یورپی یونین اور مجلس تعاون برائے خلیجی عرب ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔چنانچہ ہمارے ملک میں بھی فلاحی ادارہ جات و مذہبی تنظیمات وغیرہ کے نام پر ہونے والی منی لانڈرنگ کے سدباب اور ان کو موصول ہونے والے عطیات، امداد اور نذرانہ جات کو "Regulate"کرنے کے لیے، فنانشیل ایکشن ٹاسک فورس (FATF)کی نشاندہی پر،وقف،ٹرسٹ اور سوسائٹیز کی رجسٹریشن کے قواعد و ضوابط کو مزید موثر بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی،جس کے لیے مسجد،مدرسہ اور خانقاہ سمیت دیگر این جی اوز کی کسی سرکاری ادارہ سے ''رجسٹریشن''لازمی ٹھہری۔پنجاب سمیت دیگر تمام صوبوں نے ایک مشترکہ کاوش سے،وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979ء کے موجودہ قوانین میں ضروری ترامیم کے لیے مسودہ قانون صوبائی اسمبلیوں کے رُوبرو پیش کرتے ہوئے، منظوری حاصل کر لی۔

وقف املاک بل ایکٹ2020ء:

اب ذیل میں وقف املاک بل 2020ءکے بارے میں مکمل تفصیل بیان کی جارہی ہے اور واضح کیا جائے گا کہ اِس بل کی جملہ شقیں کتنی اور کون کون سی ہیں:

وقف املاک بل ایکٹ 2020ء مختصر عنوان، حد اور آغاز:

(1)اس ایکٹ کو اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری وقف پراپرٹیز ایکٹ، 2020 کہا جائے گا۔

(2)یہ اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری، اسلام آباد تک پھیلا ہوا ہے۔

(3)یہ فوراً نافذ ہو جائے گا۔

تعریفیں:

اس ایکٹ میں جب تک کہ کچھ نہ ہو موضوع یا سیاق وسباق میں ناگوار،

a)**"ایڈمنسٹریٹر"** سے مراد اوقاف کا مقرر کردہ منتظم ہے۔

سیکشن 4 کے تحت:

b)**"مستفید کنندہ"** کا مطلب ہے کوئی بھی شخص جو اس سے فوائد حاصل کرتا ہے۔

وقف جائیداد یا جس کا نام وقف دستاویز میں درج ہے۔

وقف املاک سے فائدہ اٹھانا:

c)**"فائدہ مند مالک"** کا مطلب ایک قدرتی شخص ہے جو بالآخر کسی وقف کا مالک ہے یا اسے کنڑول کرتا ہے، خواہ وہ براہ راست یا بالواسطہ ہو یا دوسرے ذرائع سے اس وقف پر موثر کنڑول کی مشق کرتا ہے جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے.

d)"چیف ایڈمنسٹریٹر" سے مراد اوقاف کا چیف ایڈمنسٹریٹر ہے۔

سیکشن 3 کے تحت تقرری:

e)"مجاز حکام" سے مراد 'ریگولیٹرز'

"تفتیش کرنے والی یا پراسیکیوٹنگ ایجنسی" اور "مالیاتی انیٹرنگ یونٹ" جیسا کہ اینٹی منی لانڈرنگ میں بیان کیا گیا ہے، ایکٹ، 2010۔

f)"ضلعی عدالتوں" سے مراد ضلعی عدلیہ ہے جس کے ماتحت ہیں اسلام آباد ہائی کورٹ۔

g)"ہائی کورٹ "کا مطلب ہے اسلام آباد ہائی کورٹ، اسلام آباد

h)"تفتیش یا پراسیکیوٹنگ ایجنسی"کا مطلب ہے "تفتیش کرنے والی یا پراسیکیوٹنگ ایجنسی" جیسا کہ میں بیان کیا گیا ہے اینٹی منی لانڈرنگ ایکٹ، 2010 (2010 کا ایکٹ VII)

i)" قانونی شخص"کا مطلب ہے کوئی شخص یا ادارہ، ایک کے علاوہ قدرتی شخص، جو وہ کام کر سکتا ہے جو کوئی بھی شخص کر سکتا ہے۔

عام طور پر قانون میں کیا جاتا ہے، جیسے کہ معاہدوں میں داخل ہونا، مقدمہ کرنا یا مقدمہ کیا جا سکتا ہے، اپنی جائیداد، اور اسی طرح:

j)"فطری شخص"کا مطلب ایک فرد یا افراد ہے۔

k)"شخص"کا مطلب ایک فطری شخص یا قانونی شخص ہے۔

l)"مقرر کردہ"کا مطلب ہے اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے ذریعہ تجویز کردہ ایکٹ

m)"رپورٹنگ ادارہ"کا مطلب کوئی بھی شخص ہے جیسا کہ اینٹی منی لانڈرنگ ایکٹ، 2010 میں بیان کیا گیا ہے۔

n)وقف جائیداد سے مراد کسی بھی قسم کی مستقل جائیداد ہے۔

کسی بھی مقصد کے لیے اسلام کا دعویٰ کرنے والے شخص کی طرف سے وقف اسلام نے مذہبی، متقی یا خیراتی کے طور پر تسلیم کیا، لیکن اس میں کسی وقف کی جائیداد شامل نہیں ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مسلم وقف توثیق ایکٹ، 1913 کے سیکشن 3 میں (VI 1913)، جس کے تحت کوئی بھی فائدہ اس وقت کے لیے ہے۔ اس شخص کی طرف سے جس کے ذریعہ وقف کیا گیا تھا اپنے لئے دعویٰ کرنے والا اس کے خاندان یا اولاد کے کسی فرد کے ذریعہ یا پیدا کیا گیا:

وضاحت 1: اگر کوئی پراپرٹی وقت پر استعمال کی گئی ہو۔ اسلام کے ذریعہ تسلیم شدہ کسی بھی مقصد کے لئے قدیم مذہبی، متقی یا خیراتی، پھر نہ ہونے کے باوجود اظہار لگن کا ثبوت، ایسی جائیداد ہو گی کہ جسے ایک وقف جائیداد سمجھا جاتا ہے۔

وضاحت 2: اس کے بدلے میں یا اس میں الاٹ کی گئی جائیداد ہندوستان میں چھوڑی گئی وقف املاک کا تبادلہ سمجھا جائے گا وقف جائیداد۔

وضاحت 3: کے ساتھ حاصل کی گئی کسی بھی قسم کی جائیداد فروخت کی آمدنی یا اس کے بدلے میں یا پیدا ہونے والی آمدنی سے

وقف املاک سے یا کسی کے لیے جمع کردہ سبسکرپشن سے اسلام نے مذہبی، متقی یا کے طور پر تسلیم شدہ مقصد خیراتی، وقف جائیداد سمجھی جائے گی۔

وضاحت 4: مزارات اور نذرانے پر رکھے گئے خانوں سے ہونے والی آمدنی، سبسکرپشنز یا کسی بھی قسم کے مضامین، کسی مزار پر یا کسی بھی شخص کو پیش کردہ تفصیل یا استعمال مزار کے احاطے کو وقف جائیداد سمجھا جائے گا۔

وضاحت 5: مسجد، تکیہ، خانقاہ، درگاہ یا دیگر مزارات کے مقاصد کو وقف جائیداد تصور کیا جائے گا۔

وضاحت 6: غریبوں اور یتیموں کی امداد، تعلیم، ورکشاپ، طبّی امداد، مزارات کی دیکھ بھال اور خیراتی کام کے کسی دوسرے مقصد کی ترقی، مذہبی یا پرہیزگاری فطرت یا عام عوامی خدمت کے لئے استعمال ہونے والی آمدنی کو وقف جائیداد سمجھا جائے گا۔

o)"وقف" سے مراد کوئی بھی شخص ہے جو وقف جائیداد کو وقف کرتا ہے۔

p)"وقف مینیجر" سے مراد کوئی بھی شخص یا افراد ہیں کہ جن کے پاس دن بدن وقف کی جائیداد کی مینجمنٹ کا اختیار ہوتا ہے۔

3. اوقاف کے چیف ایڈمنسٹریٹر کی تقرری۔

(1) چیف کمشنر، آئی سی ٹی ایک چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کا تقرر کرے گا۔

اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری (آئی سی ٹی) اور حکم کے ذریعے، اس میں بنی ان، **ICT** کی علاقائی حدود میں واقع وقف املاک بشمول تمام حقوق، اثاثے، قرض، واجبات اور اس سے متعلق ذمہ داریاں۔

(2) کسی شخص کو چیف ایڈ منسٹریٹر مقرر نہیں کیا جائے گا جب تک کہ وہ ایک مسلمان اور **BS-19** کا سرکاری ملازم نہ ہو۔

(3) چیف ایڈ منسٹریٹر واحد کارپوریشن ہوگا۔ اوقاف کے چیف ایڈ منسٹریٹر کا نام، آئی سی ٹی اور دائمی ہوگا، جانشینی اور ایک سرکاری مہر اور اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔

(4) چیف ایڈ منسٹریٹر اپنے فرائض سرانجام دے گا یعنی وفاقی حکومت کا انتظامی کنٹرول۔

4: **ایڈ منسٹریٹر اور نائب کا تقرر** منتظم (ایڈ منسٹریٹر)

(1) چیف کمشنر، آئی سی ٹی مقرر کر سکتا ہے۔

وقف املاک کے لیے ایڈ منسٹریٹر اور ڈپٹی ایڈ منسٹریٹر چیف ایڈ منسٹریٹر اور کسی کی مدد کے لیے نوٹیفکیشن میں بیان کیا گیا ہے۔

ایڈ منسٹریٹر یا ڈپٹی ایڈ منسٹریٹر (زبانیں) اس طرح مقرر کیا جائے گا۔

چیف ایڈ منسٹریٹر کے عمومی یا خصوصی احکامات کے قابل ہونا۔

ایسے فرائض ادا کرنا اور چیف ایڈ منسٹریٹر کے ایسے اختیارات استعمال کرنا جو اسے تفویض کیے گئے ہوں اور اس طرح کی ادائیگی کرتے وقت فرائض یا اس طرح کے اختیارات کو استعمال کرنے کے لیے یکساں مراعات حاصل ہوں گی۔

چیف ایڈ منسٹریٹر کی طرح ذمہ داریوں سے مشروط۔

ذیلی دفعہ (1) کے تحت مقرر کردہ ایڈ منسٹریٹر یا ڈپٹی ایڈ منسٹریٹر چیف منتظم کے انتظامی کنٹرول میں ہوں گے۔

عام تقرری:

(1) چیف کمشنر، آئی سی ٹی کی سابقہ منظوری کے ساتھ چیف ایڈ منسٹریٹر، وقتاً فوقتاً، افسران کی تعداد، عہدہ اور گریڈ کا تعین کر سکتا ہے اور ایسے نوکر جن کو وہ اس مقصد کے لیے ملازم رکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ ایکٹ اور تنخواہ، فیس اور الاؤنس کی رقم اور نوعیت ہر ایسے افسر اور ملازم کو ادا کی جائے۔

(2) اس ایکٹ کے مقصد کے لیے کام کرنے والے تمام افراد کو پاکستان پینل کوڈ، 1860 (XLV of 1860) کے سیکشن 21 کے تحت سرکاری ملازم تصور کیا جائے گا۔

6. وقف املاک کی رجسٹریشن۔

(1) کوئی بھی وقف مینیجر، چاہے وقف کا خالق ہو یا دوسری صورت میں، یا اس کے ذریعہ نامزد کردہ کوئی بااختیار نمائندہ، مقررہ حالات اور طریقے سے اس طرح کی وقف جائیداد کو چیف ایڈمنسٹریٹر کے پاس رجسٹر کرائے گا۔

(2) کسی بھی وقف کی رجسٹریشن میں جو معلومات شامل کی جاتی ہیں وہ تجویز کی جائیں گی۔

(3) کوئی بھی وقف جائیداد جو چیف ایڈمنسٹریٹر کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہے جیسا کہ ذیلی سیکشن (1) کے تحت مطلوب ہے اسے سیکشن 7 کے تحت مطلع کیا گیا سمجھا جائے گا۔

(4) ڈسٹرکٹ کلکٹر، آئی سی ٹی زمینی ریکارڈ کا نگہبان اور رجسٹریشن برانچ کا نگران افسر جہاں رجسٹریشن ایکٹ، 1908 (XVI of 1908) کے تحت تمام اعمال، معاہدے اور دستاویزات رجسٹرڈ ہیں، مقررہ حالات اور انداز میں پیش کریں گے۔ ICT کی آمدنی کی حدود کے سلسلے میں سال کے دوران وقف کے طور پر ریکارڈ کی گئی تمام وقف املاک کی ایک جامع سالانہ رپورٹ چیف ایڈمنسٹریٹر کو معلومات اور مزید ضروری کارروائی کے لیے یا جیسا کہ چیف ایڈمنسٹریٹر نے مناسب سمجھا اس وقت کے لیے قانون کی دفعات کے تحت۔

(5) وقف املاک کی معلومات میں کسی قسم کی تبدیلی کو اپ ڈیٹ کیا جائے گا۔ وقف مینیجر کے ذریعہ ضلع کلکٹر، آئی سی ٹی کو بروقت طور پر مطلع کیا جائے گا۔

معلومات حاصل کرنے اور رکھنے کے لیے وقف مینیجر۔ (1) کوئی بھی وقف مینیجر سیکشن 6 کے ذیلی سیکشن (2) کے تحت مطلوبہ معلومات بھی حاصل کرے گا اور اپنے پاس رکھے گا، اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ معلومات کو مقررہ وقت پر اپ ڈیٹ کیا جائے۔

(2) کوئی بھی وقف مینیجر، درخواست پر، سیکشن 7 کی ذیلی دفعہ (1) کے مطابق رکھی گئی کوئی بھی معلومات چیف ایڈمنسٹریٹر کو فراہم کرے گا۔

ایک بروقت طریقہ جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے۔

8. وقف املاک پر قبضہ

(1) اس کے باوجود کچھ بھی مخالف ہو میں شامل کے سیکشن 22 مذہبی اوقاف ایکٹ، 1863 (XX of 1863) یا کوئی دوسرا قانون جو اس وقت نافذ ہے یا کسی رواج یا استعمال میں یا کسی بھی حکم نامے، فیصلے یا حکم میں

عدالت یا کوئی دوسری اتھارٹی یا کسی عدالت یا کسی دوسرے اتھارٹی کے سامنے زیر التواء کارروائی میں، چیف ایڈمنسٹریٹر، نوٹیفکیشن کے ذریعے، وقف املاک کے انتظام، کنٹرول، انتظام اور دیکھ بھال کو سنبھال سکتا ہے: بشرطیکہ اس دوران وقف کی زندگی بھر چیف ایڈمنسٹریٹر ایسی وقف املاک کا انتظامی کنٹرول، انتظام اور دیکھ بھال نہیں کرے گا، سوائے اس شخص کی رضامندی کے اور ایسی شرائط و ضوابط کے جن پر ایسے شخص اور چیف ایڈمنسٹریٹر کے درمیان اتفاق ہو سکتا ہے۔: [مزید یہ کہ نوٹیفکیشن انتظامیہ یا متولی کو دیا جائے گا اور جائیداد کے کچھ نمایاں حصے پر بھی چسپاں کیا جائے گا جس پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔] وضاحت:-اس سیکشن کے مقصد کے لیے، "کنٹرول" اور "نظم و نسق" میں وقف املاک میں یا اس میں مذہبی، روحانی، ثقافتی اور دیگر خدمات اور تقاریب یا رسومات کی کارکردگی اور انتظام پر کنٹرول شامل ہو گا۔

(2) کوئی بھی شخص ذیلی دفعہ (1) میں مذکور خدمات یا تقاریب انجام نہیں دے گا سوائے چیف ایڈمنسٹریٹر کی پیشگی اجازت کے اور اس طرح کی ہدایت کے مطابق کی طرف سے دیا جا سکتا ہے اسے

(3) چیف ایڈمنسٹریٹر ایک مرکزی ریکارڈ برقرار رکھے گا۔

اس طرح کا طریقہ، ڈیزائن اور ڈھانچہ جیسا کہ تجویز کردہ یا مطلع کیا گیا ہے۔ سرکاری گزٹ، سیکشن 6 کے تحت اس کے پاس رجسٹرڈ تمام جائیدادوں یا اس کی انتظامیہ کو سیکشن 7 کے تحت قبضے میں لے لیا گیا ہے۔

(4) ہر مالی سال کے اختتام پر، چیف ایڈمنسٹریٹر سیکشن 6 کے تحت رجسٹر شدہ وقف املاک کی رپورٹ تیار کرے گا یا اس انتظامیہ کو جس کا سیکشن 7 کے تحت قبضہ کیا گیا ہے یا سنبھال لیا گیا ہے وفاقی حکومت کو پیش کرے گا۔

متفرق معلومات کی فراہمی۔

کسی کاروباری تعلق میں داخل ہونے یا رپورٹنگ ادارے کے ساتھ کبھی کبھار کوئی لین دین کرنے سے پہلے، کوئی بھی وقف مینیجر، چاہے وقف کا تخلیق کار ہو یا دوسری صورت میں، رپورٹ کرنے والے ادارے کے سامنے اپنی حیثیت کا انکشاف کرے گا۔ جیسا کہ اینٹی منی لانڈرنگ ایکٹ، 2010 (2010VIIof) میں بیان کیا گیا ہے۔

کسی بھی وقف کے حوالے سے، جس وقت یہ شق نافذ ہوتی ہے، کوئی بھی وقف مینیجر، خواہ وہ وقف کا خالق ہو یا دوسری صورت میں، کسی بھی رپورٹنگ پر اپنی حیثیت ظاہر کرے گا۔ وہ ادارہ جس کے ساتھ ان کا کاروباری تعلق ہے۔

وقف املاک کے قبضے میں غلط طریقے سے لوگوں کی بے دخلی:

کوئی بھی غیر مجاز شخص کسی غیر منقولہ وقف جائیداد پر قبضے میں داخل ہو یاایسی کسی بھی جائیداد کو استعمال یا قبضے کے لیے استعمال کر رہاہو یااس پر قبضہ کر رہاہو جس کی وجہ سے اس ایکٹ یااس کے تحت بنائے گئے کسی بھی ضابطے کی وجہ سے، وہ اس کا حقدار نہیں ہے یااس کا استحقاق ختم ہو گیاہے، اس طرح کی کارروائی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع فراہم کرنے کے بعد منتظم کی طرف سے اس طرح کی وقف املاک سے سرسری طور پر ایسی طاقت کے استعمال سے بے دخل کیا جاسکتاہے جو ضروری ہواوراس میں کوئی فصل اگائی جائے۔ جائیداد ضبط کرنے کی ذمہ دار ہو گی اوراس پر کھڑی کی گئی کوئی عمارت یادیگر تعمیرات بھی، اگر ایسے غیر مجاز شخص کے ذریعہ ہٹائی نہیں جائیں گی، اس کی طرف سے نوٹس کی خدمت کے بعد منتظم سے مطالبہ کرتاہے کہ وہ ایسی عمارت یا تعمیرات کو ہٹائے۔ اس کی خدمت کے کم از کم تیس دن کی مدت کے اندر نوٹس، مدت ختم ہونے کے بعد سمری ہٹانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ جیسا کہ نوٹس میں بیان کیا گیاہے۔

(11) کرایہ داری کا خاتمہ

(1) اگر منتظم مطمئن ہے کہ کسی بھی غیر منقولہ وقف جائیداد کے لیز یا کرایہ دار نے لیز یا کرایہ داری کی شرائط کی خلاف ورزی کی ہے، تو منتظم، ایسے لیز یا کرایہ دار کو ساعت کا موقع دینے کے بعد، لیز کے خاتمے یا کرایہ داری دوبارہ شروع کرنے کا حکم، بشرطیکہ اگر خلاف ورزی درست کرنے کے قابل ہو تو، منتظم کرایہ داری کو ختم کرنے یا دوبارہ شروع کرنے کا حکم نہیں دے گا جب تک کہ اس نے ایک تحریری نوٹس جاری نہ کیا ہو جس میں لیز یا کرایہ دار سے مناسب وقت کے اندر اس خلاف ورزی کو درست کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہو، اس سے کم نہ ہو۔ تیس دن یا ساٹھ دن سے زیادہ، نوٹس میں بیان کیا جائے اور کرایہ دار یا کرایہ دار اس نوٹس کی تعمیل کرنے میں ناکام رہاہے۔

(2) جہاں ذیلی دفعہ (1) کی دفعات کے تحت لیز کو ختم کرنے یا کرایہ داری کو دوبارہ شروع کرنے کا حکم منظور کیا گیا ہے، منتظم فوری طور پر وقف املاک میں دوبارہ داخل ہو سکتاہے اوراس پر دوبارہ قبضہ شروع کر سکتاہے، اس کے ساتھ معاوضے کی ادائیگی کے ساتھ مشروط طے کیا جاناہے۔ ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے غیر کٹی اور غیر جمع فصلوں کے لیے یا بہتری کے لیے، اگر کوئی ہو، جو لیز یا کرایہ داری کی شرائط کے تحت یا چیف ایڈمنسٹریٹر کی اجازت سے لیز یا کرایہ دار نے کی ہو۔

(12)اپیل

(1) سیکشن 10 کی دفعات کے تحت بے دخل کیا گیا یا سیکشن 11 کے تحت کی گئی لیز کے خاتمے یا کرایہ داری کو دوبارہ شروع کرنے کے حکم سے ناراض کوئی بھی شخص، ایسی بے دخلی کے ساٹھ دنوں کے اندر یا اس کے خاتمے کے حکم کے تیس دنوں کے اندر۔ کرایہ داری کی لیز یا دوبارہ شروع کرنے پر، چیف ایڈمنسٹریٹر کے پاس اپیل کو ترجیح دیں اور چیف ایڈمنسٹریٹر، ایسے شخص کو سماعت کا موقع دینے کے بعد، سیکشن 10 یا 11 کے تحت ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے کیے گئے حکم کی تصدیق، ترمیم یا اسے خالی کرے گا۔

(2) اگر سیکشن 10 کے تحت دیے گئے بے دخلی کے حکم یا سیکشن 11 کے تحت کیے گئے لیز کے خاتمے یا کرایہ داری کو دوبارہ شروع کرنے کے حکم کے خلاف کوئی اپیل ترجیح نہیں دی گئی ہے، تو بے دخلی، لیز کی منسوخی یا کرایہ داری کی بحالی، جیسا کہ معاملہ ہو کو حتمی شکل دی جائے گی، اور جب اپیل کو ترجیح دی جائے گی، تو اپیل میں چیف ایڈمنسٹریٹر کا فیصلہ حتمی سمجھا جائے گا۔

(13)ہائی کورٹ میں پٹیشن۔

(1) کوئی بھی شخص جو کسی وقف املاک میں سود کا دعویٰ کرتا ہے جس کے سلسلے میں سیکشن 8 کے تحت نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے، سرکاری گزٹ میں اس نوٹیفکیشن کی اشاعت کے تیس دنوں کے اندر درخواست دائر کر سکتا ہے۔ ہائی کورٹ میں اعلامیہ کے لیے:

a) کہ جائیداد وقف جائیداد نہیں ہے؛ یا

b) کہ جائیداد وقف جائیداد ہے درخواست میں بیان کردہ حدود کے اندر۔

14. پیشگی اطلاع کے بغیر کوئی عارضی حکم امتناعی یا حکم۔

فی الوقت نافذ العمل کسی دوسرے قانون میں اس کے برعکس کچھ بھی ہونے کے باوجود، ضلعی عدالت یا ہائی کورٹ، سیکشن 13 کے تحت دائر کی گئی درخواست کو زیر التوا نہیں کرے گا۔ ایک عارضی حکم نامہ یا چیف ایڈمنسٹریٹر کو انتظامیہ، کنٹرول، انتظام اور جائیداد کی دیکھ بھال سنبھالنے یا سنبھالنے سے روکنے کا حکم جاری کریں جس کے سلسلے میں سیکشن 8 کے تحت نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے۔

15. ہائی کورٹ کا فیصلہ حتمی ہو گا۔

اگر تیس دنوں کے اندر کسی اپیل کو ترجیح نہیں دی جاتی ہے، تو ہائی کورٹ کا فیصلہ، یا جب کوئی اپیل ہو، اپیل میں فیصلہ حتمی ہو گا۔

(16)وقف املاک کے انتظام کے لیے اسکیم

(1) چیف ایڈ منسٹریٹر وقف املاک کے سلسلے میں جس کے بارے میں سیکشن 8 کے تحت ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے اور جس سے مجموعی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے اور دیگر معاملات پر ایک اس طرح کی وقف املاک کی انتظامیہ اور ترقی کے لیے اسکیم۔

(2) کسی اسکیم کے تصفیہ میں چیف ایڈ منسٹریٹر وقف کی ایسی خواہشات کو عملی جامہ پہنائے گا جن کا تعین کیا جا سکتا ہے، اور جس کا اثر معقول ہو سکتا ہے۔

17. وقف املاک کی فروخت کا عمل

(1) چیف کمشنر، آئی سی ٹی، جہاں بھی مطمئن ہو کہ حالات موجود ہیں، کسی بھی وقف کی جائیداد کو فروخت یا دوسری صورت میں ترتیب سے تصرف کر سکتا ہے۔

a) ایسی جائیداد سے زیادہ سے زیادہ معاشی فوائد حاصل کرنا اور ایسی جائیداد کو نقصان یا نقصان سے بچانا۔ یا

b) بہترین عوامی مفاد اور عوامی مقصد کی تکمیل کے لیے جس کے لیے ایسی جائیداد وقف کی گئی تھی۔ یا

ج) جائیداد کو وقف کرنے والے شخص کی ایسی خواہشات کو عملی جامہ پہنانا جس کا اندازہ لگایا جا سکے۔ یا

d) جائیداد کو واضح وقف کے ثبوت کی عدم موجودگی میں استعمال کرنے کے قابل بنانا، جس مقصد کے لیے اسے استعمال کیا گیا ہے یا کسی ایسے مقصد کے لیے جسے اسلام نے مذہبی، متقی یا خیراتی کے طور پر تسلیم کیا ہے؛ یا

e) ان لوگوں کو کفالت فراہم کرنا جو بے روزگاری، بیماری، کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے اپنے آپ کو سنبھالنے سے قاصر ہیں۔ یا

f) تعلیم، طبّی امداد، رہائش، عوامی سہولیات اور خدمات جیسے سڑکیں، سیوریج، گیس اور بجلی فراہم کرنا؛ یا

g) جان، املاک یا صحت عامہ کو لاحق خطرات کو روکنے کے لیے۔

(2) چیف کمشنر، آئی سی ٹی چیف ایڈ منسٹریٹر کو اس کی ہدایات کے مطابق رقم کی سرمایہ کاری کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

(3) ذیلی دفعہ (1) اور (2) میں مذکور مقصد کو پورا کرنے کے لیے، چیف کمشنر، آئی سی ٹی وفاقی حکومت سے اجازت طلب کرے گا۔

(18) وقف املاک کا استعمال اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کا اطلاق۔

اس ایکٹ کی دفعات کے تحت، وقف جائیداد کا استعمال اس مقصد کے لیے کیا جائے گا جس کے لیے اسے وقف کیا گیا تھا یا استعمال کیا گیا ہو یا کسی ایسے مقصد کے لیے جسے اسلام نے مذہبی، متقی یا خیراتی کے طور پر تسلیم کیا ہو۔ جیسا کہ چیف ایڈمنسٹریٹر مناسب سمجھے۔

(19) اکاؤنٹس:

(1) چیف ایڈمنسٹریٹر اپنے کنٹرول اور انتظام کے تحت تمام جائیدادوں کا مکمل ریکارڈ برقرار رکھے گا، اور ایسی جائیدادوں کی آمدنی اور اخراجات بشمول چیف ایڈمنسٹریٹر اور اس کے اسٹیبلشمنٹ پر ہونے والے اخراجات کے حسابات رکھے گا، اس طرح تجویز کیا جاسکتا ہے۔

(2) تمام رقم جو چیف ایڈمنسٹریٹر کے ذریعہ موصول ہوئی یا وصول کی گئی۔

اس کے کنٹرول اور انتظام کے تحت جائیدادوں کا احترام ایک ایسے فنڈ میں جمع کیا جائے گا جسے اوقاف فنڈ کہا جائے گا جو وفاقی حکومت کی عمومی نگرانی کے تحت چیف ایڈمنسٹریٹر کے زیر کنٹرول اور چلایا جائے گا، اور اسے اس طرح کی تحویل میں رکھا جائے گا۔ جیسا کہ تجویز کیا جاسکتا ہے.

(3) ہر مالی سال کے اختتام پر چیف ایڈمنسٹریٹر کے زیر انتظام اکاؤنٹس کا آڈٹ ایسی اتھارٹی سے کیا جائے گا جو ممکن ہو

چیف کمشنر، آئی سی ٹی کی طرف سے تجویز کردہ اور چیف کمشنر، آئی سی ٹی کے تبصروں کے ساتھ آڈٹ رپورٹ وفاقی حکومت کے سامنے رکھی جائے گی۔

(20) وقف املاک کے سلسلے میں کرایہ اور لیز کی رقم

وقف جائیداد کے سلسلے میں کرایہ یا لیز کی رقم کے طور پر واجب الادا کوئی بھی رقم، جس کا انتظام چیف ایڈمنسٹریٹر نے سنبھال لیا ہے اور اگر اس کے بننے کے تیس دنوں کے اندر ادا نہیں کیا گیا ہے۔ واجب الادا، لینڈ ریونیو کے بقایاجات کے طور پر وصول کیا جاسکتا ہے جیسا کہ لینڈ ریونیو ایکٹ، 1967 میں فراہم کیا گیا ہے۔

(21) چیف ایڈمنسٹریٹر کی ہدایات جاری کرنے کا اختیار:

(1) چیف ایڈمنسٹریٹر کسی بھی وقف مینیجر سے انتظامیہ کی ضرورت کر سکتا ہے جس کا اختیار اس نے نہ لیا ہو یا نہ سنبھالا ہو۔

سیکشن 8 کے تحت اسے وقف املاک سے متعلق کوئی واپسی کا بیان، اعداد و شمار یا دیگر معلومات، یا ایسی جائیداد سے متعلق کسی دستاویز کی کاپی فراہم کرنے کے لیے، اور ایسا شخص بغیر کسی تاخیر کے ایسے حکم یا ہدایت کی تعمیل کرے گا۔

چیف ایڈمنسٹریٹر وقف مینیجر کو جاری کر سکتا ہے، جس انتظامیہ کو سیکشن 8 کے تحت چیف ایڈمنسٹریٹر نے سنبھالا یا سنبھالا نہ ہو، اس طرح کی وقف املاک کے مناسب انتظام، کنٹرول، انتظام اور دیکھ بھال کے لیے ہدایات یا ہدایات ضروری سمجھے جائیں جن میں خطبات، خطبوں یا لیکچرز کی فراہمی پر پابندی لگانے والی ہدایات شامل ہوں جن میں پاکستان کی خود مختاری اور سالمیت کے خلاف کوئی بھی معاملہ ہو یا مختلف مذہبی فرقوں کے درمیان نفرت یا عدم نفرت کے جذبات کو ہوا دینے کے لیے شمار کیا گیا ہو۔ یا ملک میں ایسے گروہ اور ہدایات جو ایسے شخص سے منع کرتے ہیں۔ خطبات یا لیکچرز کے ذریعے جماعتی سیاست میں ملوث ہونا، اور وقف مینیجر کو ایسی ہدایات اور ہدایات کی تعمیل کرنی ہوگی۔

(3) چیف ایڈمنسٹریٹر سیکشن 7 کے تحت رجسٹرڈ وقف املاک کے کسی بھی وقف مینیجر سے یا سیکشن 8 کے تحت چیف ایڈمنسٹریٹر کے زیر انتظام کسی بھی وقف املاک کے کسی بھی وقف مینیجر سے رقم کو روکنے کے لیے نیچے دی گئی تمام یا کسی بھی ہدایات پر عمل کرنے کا مطالبہ کرے گا۔

منی لانڈرنگ اور دہشت گردوں کی مالی معاونت:

a) مناسب طریقے سے لیز ڈیڈ میں داخل ہونے والا شخص لیز/کرائے کی رقم اپنے بینک اکاؤنٹ کے ذریعے چیف ایڈمنسٹریٹر یا ایڈمنسٹریٹر کے نامزد اکاؤنٹ میں آن لائن جمع کرے گا، جبکہ وقف مینیجر لیز ہولڈر کو کمپیوٹرائزڈ بل فراہم کرے گا۔

b) چیف ایڈمنسٹریٹر کے ذریعہ وقف املاک کے کامیاب بولی دہندہ/ قابض کے ساتھ مناسب لیز ڈیڈ پر عمل در آمد کے بعد، اسے عام لوگوں یا کسی اتھارٹی کی معلومات اور آگاہی کے لیے سرکاری ویب سائٹ پر دکھایا جائے گا۔

c) معاہدے پر عمل در آمد کے وقت لیز ہولڈر ایک حلف نامہ فراہم کرے گا کہ اسے الاٹ کی گئی جائیداد اوراس سے حاصل ہونے والی آمدنی کسی بھی غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کی جائے گی بشمول منی لانڈرنگ یا دہشت گردی کی مالی معاونت تک محدود نہیں۔ لیز ہولڈر سالانہ تصدیق شدہ بینک اکاؤنٹ اسٹیٹمنٹ جمع کرائے گا جس میں کریڈٹ اور ڈیبٹ کی گئی رقم کی تفصیلات چیف ایڈمنسٹریٹر کو دکھائے جائیں گے۔

d) وقف املاک کے مکمل ریکارڈ کو محفوظ کرنا جس میں آڈٹ ایبل اکاؤنٹس اسٹیٹمنٹ، ملازمین یا مشیروں یا سرمایہ کاروں یا مینیجر یا اکاؤنٹنٹس کی تعداد اور ان کا گزشتہ پانچ سالوں کا مکمل بائیوڈیٹا وغیرہ شامل ہیں۔

22. مجاز حکام کو معلومات کی فراہمی۔

(1) چیف ایڈمنسٹریٹر وقف کے بارے میں مقررہ معلومات مجاز اتھارٹی کو مقررہ طریقے اور حالات سے فراہم کرے گا۔

(2) وقف مینیجر مجاز حکام کو گھریلو اور بین الاقوامی تعاون کے مقاصد کے لیے کسی بھی وقت مقرر کردہ طریقے سے، وقف املاک سے متعلق کوئی بھی معلومات فراہم کرے گا، جس میں وقف املاک کی فائدہ مند ملکیت، عملے کی رہائش گاہیں شامل ہیں لیکن ان تک محدود نہیں۔ وقف املاک، وقف املاک کے حوالے سے رپورٹنگ کرنے والے ادارے کے پاس موجود کسی بھی اثاثے یا ان کا نظم و نسق یا وقف سے متعلق کسی دوسری معلومات پر کنٹرول ہے جیسا کہ اینٹی منی لانڈرنگ ایکٹ، 2010 (VII of 2010) میں بیان کیا گیا ہے۔

23. رپورٹنگ اداروں کو معلومات کی فراہمی:

(1) چیف ایڈمنسٹریٹر اطلاع دینے والے ادارے کو وقف کی فائدہ مند ملکیت اور اثاثوں کے بارے میں معلومات مقررہ حالات اور انداز میں فراہم کرے گا اور درخواست پر۔

(2) رپورٹ کرنے والا ادارہ، وقف مینیجر سے مستفید ہونے والے مالک کے بارے میں معلومات، وقف کے اثاثوں کی تفصیلات، وقف مینیجر کے رہائشی پتے اور مستفید ہونے والوں کی تفصیلات بھی مقررہ حالات اور طریقے سے حاصل کر سکتا ہے۔

24. دائرہ اختیار کا بار:

سوائے اس ایکٹ میں واضح طور پر فراہم کردہ، کسی سول یا ریونیو کورٹ یا کسی دوسرے اتھارٹی کا دائرہ اختیار نہیں ہوگا۔

a) چیف ایڈمنسٹریٹر کے ذریعہ یا اس کے کہنے پر اس ایکٹ کے تحت کسی بھی چیز کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھانا

b) کسی بھی معاملے کے سلسلے میں جس کا تعین کرنے یا حل کرنے کے لیے چیف ایڈمنسٹریٹر کو اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت اختیار دیا گیا ہے۔

c) اس ایکٹ کے تحت چیف ایڈمنسٹریٹر کے سامنے کسی بھی کارروائی کے سلسلے میں حکم امتناعی یا دیگر حکم جاری کرنا یا اس ایکٹ کے تحت چیف ایڈمنسٹریٹر کے ذریعہ یا اس کے موقع پر کیا جانا مقصود ہے۔

25. اوور رائیڈ اثر:

اس ایکٹ کے تحت کیا گیا ہر حکم اور ہر کارروائی اس ایکٹ کے علاوہ کسی بھی دستاویز، حکم نامے یا کسی عدالت کے حکم، ڈیڈ، ایکٹمنٹ یا اس ایکٹ کے علاوہ اس طرح کے کسی قانون کی وجہ سے اثر پذیر ہونے والے کسی بھی دستاویز میں موجود کسی بھی چیز سے مطابقت نہ رکھنے کے باوجود اثر انداز ہوگی۔

26. جرائم:

(1) جو کوئی رکاوٹ ڈالتا ہے یا کوئی مزاحمت پیش کرتا ہے، یا رکاوٹ ڈالتا ہے یا دوسری صورت میں مداخلت کرتا ہے۔

a) کوئی بھی اتھارٹی، افسر یا شخص جو کسی طاقت کا استعمال کرتا ہو یا اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت یا اس پر عائد کردہ یا اس پر عائد کی گئی کوئی ڈیوٹی انجام دے رہا ہو یا بصورت دیگر اس ایکٹ کے تحت کوئی قانونی کام انجام دے رہا ہو۔

b) کوئی بھی شخص جو مذکورہ بالا کسی اتھارٹی، افسر یا شخص کے احکامات پر عمل کر رہا ہو یا جو اس ایکٹ کی تعمیل میں اپنی ڈیوٹی کے مطابق کام کر رہا ہو، اسے قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔ یا پچیس ملین تک جرمانہ یا دونوں کے ساتھ۔

(2) کوئی بھی شخص جو جان بوجھ کر سیکشن 21 کے تحت کسی بھی تقاضے کی تعمیل کرنے میں ناکام رہتا ہے اسے قید کی سزا دی جائے گی جو ایک سال سے کم ہو گی لیکن جو کہ پانچ سال تک بڑھ سکتی ہے اور جرمانے کا ذمہ دار ہوگا

جو حاصل کردہ فوائد سے کم نہیں ہوگا۔ وقف جائیداد سے لیکن جائیداد سے حاصل ہونے والی آمدنی کے تین گنا تک بڑھ سکتی ہے۔

(3) کوئی بھی شخص جو جان بوجھ کر سیکشن 7 کی فراہمی کی تعمیل کرنے میں ناکام رہتا ہے یا جان بوجھ کر کسی بھی معلومات کو چھپاتا ہے یا چیف ایڈمنسٹریٹر کو نامکمل یا غلط معلومات فراہم کرتا ہے جیسا کہ اس ایکٹ کے تحت مطلوب ہے، متعلقہ ضلع کلکٹر کے ذریعہ شمار کی گئی رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ یا کوئی اور اتھارٹی جو چیف ایڈمنسٹریٹر کے ذریعہ ایسا کرنے کا مجاز ہو، وقف املاک کی حقیقت کی مدت کے لیے یا پانچ سال تک کی قید، یا دونوں۔

(4) اس ایکٹ کے تحت قابل سزا جرموں کو سیشن کی عدالتکی طرف سے قابل سزا جرم قرار دیا جائے گا۔

27. انتظامی پابندیاں:

کوئی بھی شخص جو کسی اور وجہ سے اس ایکٹ کی کسی شق کی تعمیل کرنے میں ناکام رہتا ہے اسے پچیس ملین روپے تک جرمانہ کیا جائے گا۔

28. قوانین بنانے کی طاقت:

(1) وفاقی حکومت کی منظوری سے مشروط، چیف کمشنر، آئی سی ٹی اس ایکٹ کی فراہمی کو نافذ کرنے کے مقصد کے لیے قواعد وضع کرے گا۔

(2) خاص طور پر اور عامیت کے تعصب کے بغیر پیشگی طاقت، اس طرح کے قواعد مندرجہ ذیل تمام یا کسی بھی معاملات کے لیے فراہم کر سکتے ہیں، یعنی۔

a) اس ایکٹ کے تحت تعینات افسران کے اختیارات اور فرائض کا تعین کرنا؛

b) چیف ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے کسی ایڈمنسٹریٹر یا ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر کو کسی بھی اختیارات کی تفویض کو منظم کرنا؛

c) وہ شرائط وضوابط بیان کرنا جن پر وقف املاک کو لیز یا لیز آؤٹ کیا جا سکتا ہے۔

d) وقف املاک کی انتظامیہ اور ترقی کے لیے اسکیمیں کس طریقے سے تیار کی جائیں گی۔

e) اس ایکٹ کے تحت ملازمت کرنے والے افراد کی خدمات کی شرائط اور طرز عمل کو منظم کرنا؛

f) چیف ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے یا اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کو منظم کرنا؛

g)حساب کتاب رکھنے کا طریقہ بیان کریں۔

h)چیف ایڈمنسٹریٹر کے زیر انتظام اکاؤنٹس کے آڈٹ کے لیے اتھارٹی تجویز کریں؛

i) ICT میں ائمہ اور خطیبوں اور اوقاف اداروں کے دیگر ملازمین کی مناسب تعلیم وتربیت کے لیے نصاب اور نصاب وضع کرنا:

j)اسلامی دینی تعلیم فراہم کرنے والے اداروں کے نصاب اور نصاب کے معیارات کو مقرر اور ریگولیٹ کرنا، جس نام سے بھی پکارا جائے، اور جہاں عوامی مفاد میں ضروری سمجھا جائے، ایسے ادارے کے کھاتوں کی جانچ پڑتال؛اور

(k)عوامی نمائندوں، علمائے کرام اور دیگر ماہرین پر مشتمل مشاورتی کمیٹی کا تقرر کرنا۔

29.اوقاف (وفاقی کنٹرول) ایکٹ، 1976 کے تحت کیے گئے اقدامات کا تسلسل۔

سب کچھ کیا گیا یا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے، کارروائی کی ذمہ داری یا جرمانہ عائد کیا گیا ہے یا کارروائی شروع کی گئی ہے، افسر مقرر کیا گیا ہے یا اختیار دیا گیا شخص، اوقاف (فیڈرل کنٹرول) ایکٹ، 1976 (LVI of 1976) کے تحت جاری کردہ قاعدہ یا نوٹیفکیشن یا حکم منسوخ ہونے کے بعد سے، جہاں تک یہ اس ایکٹ کی دفعات سے متصادم نہیں ہے، نافذ رہے گا، اور جہاں تک سمجھا جاسکتا ہے کہ کیا گیا، لیا گیا، خرچ کیا گیا، شروع کیا گیا، مقرر کیا گیا، اختیار دیا گیا، عطا کیا گیا، بنایا گیا یا جاری کیا گیا اس ایکٹ کے تحت۔

30. منسوخ کرنا:

اس ایکٹ کے شروع ہونے پر، اوقاف (وفاقی کنٹرول) ایکٹ، 1976 (LVI of 1976) اس طرح منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

مقاصد اور وجوہات کا بیان:

وفاقی حکومت کی جانب سے منظور کیے گئے احکامات پر عمل درآمد کی تاثیر کو بڑھانے کے لیے اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری وقف املاک ایکٹ 2020 میں ترامیم کو اسلام آباد کی علاقائی حدود میں وقف املاک کے انتظام، نگرانی اور انتظام کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ کیپٹل ٹیریٹری، اسلام آباد، جبکہ اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری کو اس میں واقع وقف املاک کے ریگولیشن اور انتظامیہ کے لیے اپنے خصوصی قانون کی ضرورت ہے۔

مزید برآں، استثنیٰ کے ذریعے ضروری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے درکار سہولیات کو بھی تفصیل سے شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

مندرجہ بالا بحث کے مطابق 17ویں اور 18ویں صدی تک ہندوستان کے مسلمانوں پر عروج تھا۔ انگریز نے اپنی آمد کے بعد اپنی سیاسی گرفت کو مضبوت کرتے ہوئے مسلمانوں کے مذہبی قوانین میں ردوبدل شروع کردیا اور "اسلام کا قانون اوقاف" بھی اس دخل اندازی سے محفوظ نہ رہ سکا، اور اوقاف اہلیہ کو خلاف قانون قرار دے کر نظام اوقاف کو تبدیل کردیا۔

اسلام کی تاریخ مسلمانوں کے مذہبی ورفاہی اوقاف کی تفصیل سے بھری پڑی ہے۔ اسی طرح برصغیر میں اوقاف کا سلسلہ مختلف مراحل میں جاری وساری رہا اور قیام پاکستان کے بعد وقف املاک قوانین کا آغاز 1960 میں ہوا اور مختلف مراحل میں نئے قوانین پاکستان میں جاری ہوتے رہے۔

پاکستان میں باقاعدہ طور پر مرکزی اور صوبائی سطح پر محکمہ اوقاف موجود ہے جو اپنے لحاظ سے کام کررہا ہے۔ وقف املاک 2020 پاکستان کے نام سے ایک ایکٹ پاس ہوا جس کے پس منظر میں نیشنل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) شامل ہے یہ تنظیم بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک میں کام کرتی ہے۔ جس کی صورت میں یہ بل پیش کیا گیا جو کہ فصل صوم میں موجود ہے۔

باب سوم:

وقف املاک ایکٹ 2020ء کا تجزیہ و تحلیل

فصلِ اول :وقف املاک بل2020کااِسلامی قوانینِ وقف سے تقابل

فصلِ دوم:وقف املاک ایکٹ 2020ء پر ہونے والی تنقیدات کا جائزہ

فصلِ سوم:وقف املاک بل2020 ء کے لئے سفارشات وتجاویز

باب سوم

وقف املاک ایکٹ 2020 کا تجزیہ و تحلیل:

اس باب میں وقف ایکٹ 2020 کی شق (اوقاف کنٹرول پالیسی) کا اسلامی قوانین وقف سے تقابل پیش کیا گیا ہے آیا کہ اس بل میں پیش ہونے والے قوانین ، اسلامی قوانین سے کس حد تک موافق ہیں یا مخالف ہیں۔اسی طرح مختلف طبقات کی جانب سے اس بل پر ہونے والی تنقیدات اور اشکالات کو بھی پیش کیا گیا ہے اور یہ دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے ،کہ یہ تنقیدات اور اشکالات کس حد تک درست ہیں۔نیز اس ایکٹ کو سامنے رکھتے ہوئے بہتری کے لیے چند ایک سفارشات و تجاویز کو بھی پیش کیا گیا ہے۔

فصلِ اول:

اِسلامی قوانینِ وقف اور وقف املاک بل پاکستان 2020ء کا تقابل

اِس فصل میں اِسلامی قوانینِ وقف اور وقف املاک بل پاکستان 2020ء کا تقابل کیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ اِسلام کے دیئے گئے اِسلامی وقف کے قوانین اور پاکستان میں 2020ء میں پیش ہونے والے وقف املاک بل میں بنیادی طور پر کیا فرق ہے اور اس میں کیا تقابل ہے۔

اوقاف کنٹرول پالیسی: بل میں اس پالیسی کا دائرہ کار ''اسلام آباد وقف املاک بل 2020ء'' کے عنوان سے اسلام آباد میں واقع مذہبی عبادت گاہوں اور تعلیم گاہوں تک ظاہر کیا گیا ہے۔چوں کہ مقالہ ہذا ذکر کردہ وقف املاک بل کی تیسری قسم (اوقاف کنٹرول پالیسی) کے متعلق ہے اس لیے انہی شقوں کا تقابل پیش کیا جائے گا۔

مفتی تقی عثمانی صاحب وقف املاک بل 2020 کے بارے لکھتے ہیں:

"حال ہی میں پاکستان نے فیٹف کے دباؤ پر پہلے اسلام آباد کے لئے نیا اوقاف ایکٹ پاس کروایا اور اسکے بعد ساری صوبائی اسمبلیوں سے بھی انہی خطوط پر قانون سازی کروائی گئی ہے۔یہ قوانین اگر بالفعل نافذ کردیے جائیں تو دوسرے نقصانات کے علاوہ مساجد اور مدارس کے موجودہ نظام کا قائم رہنا خطرے میں پڑ جائے گا اس لحاظ سے یہ انتہائی سنجیدہ اور حساس معاملہ ہے اور ملک بھر کی دینی جماعتیں اِس کے خلاف آواز اُٹھا رہی ہیں"[1]

---

[1] عثمانی، مفتی تقی، نیا اوقاف ایکٹ، **ماہنامہ البرہان**، مئی 2021، ص:28

اِس سے معلوم ہوا کہ یہ نیا منظور ہونے والا بل مساجد و مدارس کے حق میں نظر نہیں آرہا بلکہ یہ بیرونی سازش کی بناء پر دینی طبقہ اور دینی مراکز کے خلاف نظر آرہا ہے۔ ذیل میں وقف املاک بل 2020 کا دینی اور اسلامی قوانینِ وقف کے ساتھ تقابل پیش کیا جارہا ہے:

1۔ پاکستان وقف املاک بل 2020ء:

Appointment of chief administrator of auqaf:

(1)The Chief Commissioner ICT shall appoint a chief administrator Auqaf for the Islamabad Capital Territory (ICT) and may by order، vest in him the waqf properties situated in the territorial limits of ICT including all rights, assets, debts, liabilities, and obligations relating thereto.[1]

اوقاف کے چیف ایڈمنسٹریٹر کی تقرری:

(1) چیف کمشنر، آئی سی ٹی اسلام آباد کیپٹل ٹیریٹری (آئی سی ٹی) کے لیے ایک چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کا تقرر کرے گا اور اسے حکم کے ذریعے، آئی سی ٹی کے علاقائی حدود میں واقع وقف املاک بشمول تمام حقوق، اثاثہ جات، قرض، واجبات کا اختیار دے سکتا ہے۔ اور اس سے متعلق ذمہ داریاں۔

پاکستان کے قانون میں یہ لکھا ہے کہ چیف کمشنر ایک شخص کو متعین کرے گا جو کہ اوقاف کا سرابراہ تصور کیا جائے گا اور اسلام کی حُدود میں واقع تمام املاک بشمول تمام حقوق، اثاثہ جات، قرض، واجبات وغیرہ کا اختیار اُسکے پاس ہوگا جبکہ شرعی نقطۂ نظر سے جس شخص نے جو زمین وقف کی ہے تو اُسے ہی اختیار ہوتا ہے یا پھر اُس نے جسے متولی کر دیا ہو کسی کمشنر یا ڈپٹی کے ذریعہ سے۔

اِسلامی قوانین کا پاکستان وقف املاک 2020 بل سے تقابل:

پاکستان کے منظور شدہ قانون میں یہ ہے کہ وقف کی زمین کو منتقل کیا جاسکتا ہے اور اُسے بیچا بھی جاسکتا ہے اور اُس میں تغیر و تبدیل چیف کمشنر کے آرڈر سے کیا جاسکتا ہے جبکہ شرعی طور پر وقف کی زمین بندے کی ملکیت سے نکل کر اللہ رب العزت کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور اُس میں تصرف کا حق اُسے ہوتا ہے کہ جسے ولی بنایا جاتا ہے پھر اُسکا اقرب یا پھر اُسکے خاندان کا شخص جو کہ اُسکے قریبی ہو چُنانچہ فقہِ حنفی کی معتبر کتاب الدر المختار میں ہے:

[1] Waqf property act 2020,page,3

"ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه ثم للقاضي"[1].

ترجمہ: کہ وقف کو قائم کرنے کا حکم واقف کو ہے، پھر اُسکے وصی کو اور پھر قاضی کو۔

فقہِ مالکی کے مطابق وقف کنندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے وقف کردہ مال پر کسی کو متولی بنائے اگر وہ کسی کو متولی مقرر کر دے تو اُس سے انحراف جائز نہ ہوگا اور اگر وقف کنندہ کی زندگی میں ہی متولیِ وقف فوت ہو جائے تو وقف کنندہ اُسکی جگہ کسی اور کو متولی بنانے کا حق دار ہوگا اور اگر وقف کنندہ بھی مر گیا تو وقف کنندہ کا وصی کسی کو متولی نامزد کرے گا اگر کوئی وصی نہ ہو تو پھر حاکمِ وقت کسی کو اِس موقوفہ جائیداد کا متولی مقرر کرے گا۔[2]

اِس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے وقف کا اختیار واقف کو ہی ہے اور پھر اُسکے وصی کو اور پھر قاضی کو ہے اور جیسا کہ پاکستان کے قانون میں ہے۔ جبکہ اُمتِ مسلمہ کا چودہ سو سال سے یہی عمل چلتا آرہا ہے کہ یہ ادارہ خود مختار اور آزاد چلتا آرہا ہے اور اگر کبھی ریاست نے وقف جائیداد کا نظام سنبھالا ہے تو وہ درج ذیل صورتیں تھیں:

- وہ خود ریاست یا بادشاہوں کی وقف شدہ تھیں۔
- یا پھر ریاست کو اُن کی تولیت سپُرد کی گئیں تھیں جیسا کہ وزارتِ اوقاف کے کوئی جائیداد حوالے کی جائے۔
- یا حاکم نے بنجر زمین کسی کے سپرد کی تھی اور مالک نے وقف کردی تھی۔
- یا وہ بیت المال کی زمینیں تھیں جو بیت المال کے مصارف پر وقف کی گئیں تھیں۔

اگر ان مذکورہ صورتوں کے علاوہ کوئی صورت پائی جائے تو وہ حکمرانوں کی اپنی منشاء کے مطابق ہوتا ہے شریعت کے مطابق نہیں۔ اور اسلام سے پہلے کی بات کریں تو وقف کا بُنیادی تصور تمام مذاہب و نظریات میں پایا جاتا تھا جیسا کہ مسجدِ حرام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور مسجدِ اقصیٰ حضرت سُلیمان علیہ السلام کے اوقاف میں سے تھیں، اِسی طرح بئرِ زمزم اور دیگر کنوئیں جو اُس زمانہ میں کھودے گئے تھے وہ عام مسلمانوں کے فوائد کے لئے تھے۔ اِسی طرح زمانہِ جاہلیت میں بحیرہ، سائبہ وغیرہ کی شکلوں میں جانوروں کو بُتوں کے لئے وقف کیا جاتا تھا جن کو کوئی دودھ استعمال نہ کرتا تھا اور نہ ہی اُن سے کوئی فائدہ اُٹھاتا تھا۔ اِن تمام مذاہب میں یہ خصوصیت مشترک تھی کہ اوقاف کو نہ تو کوئی بیچ سکتا

---

1 ابنِ عابدین، محمد امین بن عمر، **الدر المختار**، (بیروت: دار الفکر، 1412ھ)، 380/4

2 محمد الشربینی الخطیب، **مغنی المحتاج**، (بیروت: دار الفکر، 1413ھ)، 394:2

تھا اور نہ ہی اُسکا مالک بن سکتا تھا۔اِس پاکستان کے قانون میں ایسی شق داخل کی جارہی ہے کہ جو سابقہ اُن ادیان میں بھی نہ تھا اور اُن اقوام کے ہاں بھی ایسا نہ تھا کہ جو خُدا کو بھلا چکے تھے۔

2۔پاکستان وقف املاک بل 2020ء، سیکشن آف پاکستان:

Explanation 2.

Property allotted in lieu of or in exchange of waqf property left in India shall be deemed to be waqf property.[1]

یعنی بھارت میں چھوڑی گئی وقف جائیداد کے بدلے الاٹ جگہ وقف متصور ہو گی۔

اب یہاں پر اِسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس انڈیا میں وقف جائیداد تھی تو حکومت نے اگر اُسے پاکستان میں وقف جائیداد دے دی ہے تو وہ وقف ہی تصور ہو گی حالانکہ ایسا کرنا حکومت پر فرض نہ تھا اور اب اگر حکومت نے کسی شخص کو کوئی جگہ وقف کر دی ہے تو وہ شخص ہی اب اُسکا مالک ہے اُس سے وہ جگہ چھیننے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔اب چونکہ وہ شخص اِس زمین کا مالک ہو چکا تھا اور وہ اُسکے قبضہ میں تھی اور کسی کے قبضہ سے جگہ خالی کروانا اِسلام میں ممنوع اور ناجائز ہے۔

اِسلامی قوانین کا پاکستان وقف املاک 2020 بل سے تقابل:

اِسلامی قوانین میں وقف شُدہ زمین کو کسی کے تصرف اور قبضہ سے واپس لینا شرعاً دُرست نہیں ہے چُنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ اپنی صحیح میں لکھتے ہیں:

((من أخذ شبرا من الأرض ظلما، فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين))[2]

ترجمہ: کہ جس شخص نے کسی کی زمین ناحق طور پر ایک بالشت بھی قبضہ کی تو قیامت کے دن وہ زمین، سات زمینوں تک اُسکے گردن میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ پاکستان میں بنایا جانے والا قانون اِسلام کے اِس قانون کے متصادم ہے قانون کے مطابق کسی کو وقف زمین کے بدلہ دی جانے والی زمین وقف کی ملکیت ہو گی حالانکہ حدیث میں اِس سے منع کیا گیا

[1] Waqf property act 2020,ex,2,p2

[2] البخاری،،الجامع الصحیح،ح3198

ہے کہ کسی کی زمین کو قبضہ نہ کیا جائے اور نہ ہی اُسکی رضا کے بغیر وہ زمین حاصل کی جائے ورنہ یہ اللہ رب العزت کی ناراضگی کا ذریعہ ہو گا۔

3۔ پاکستان وقف املاک بل 2020ء، سیکشن آف پاکستان:

Property permanently dedicated for the purposes of a Mosque, Takia, Khankah, Dargah, or other shrines shall be deemed to be a waqf property.[1]

مسجد، تکیہ، خانقاہ، درگاہ یا دیگر مزارات کے مقاصد کے لیے مستقل طور پر وقف کی گئی جائیداد کو وقف جائیداد تصور کیا جائے گا۔ پاکستان کے آئین کے مطابق ہر وہ جگہ کہ جو مستقل طور پر مسجد، خانقاہ، درگاہ یا مزارات یا عبادت گاہ کے طور پر وقف کی گئی ہے وہ وقف کے تحت رجسٹرڈ متصور ہوں گی۔

اسلامی قوانین وقف سے تقابل:

رجسٹریشن کے معاملے میں دینی مدارس کے حالیہ تجربات (جن میں اکثر وقف ہیں) یہ ہیں کہ اس مسئلہ کو مکمل طور پر حکومت کی من مانی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ متعدد بار قانون نافذ کرنے والے ادارے غلط استعمال ہوتے ہوئے ان اداروں کی انتظامیہ کو پریشان کرنے اور بلا جواز مطالبات کرنے کا اعلی کار ثابت ہوئے ہیں۔ لہذا اس طرح کے قوانین کبھی بھی پائیدار ثابت نہیں ہو سکیں گے۔ جب تلک دینی اداروں کی کوئی متحدہ تنظیم کو اوقاف آئی سی ٹی میں شامل نہ کرے۔

حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی اِسلامی فقہ میں ایسا کوئی قانون ہے اور نہ ہی وقف شدہ زمین اوقاف کے تحت رجسٹرڈ ہونے کی محتاج ہیں۔ دنیا سے اسلامی اقتدار کے غروب کے بعد یہ انگریزی حسرت تھی کہ دینی مراکز بھی سرکاری تحویل میں لیے جائیں، جو مذہبی آزادی اور مذہبی رسومات وعبادات کی آزادانہ ادائیگی پر قدغن کے مترادف ہے۔ دین اور دینی رسوم سے ناآشنا انتظامیہ کو دینی مراکز پر تسلُّط دینا در حقیقت ان دینی مراکز کی تباہی اور ویرانی کا ذریعہ ہے، اس لیے مدارس و مساجد کا سرکاری کنٹرول میں آنا شرعاً درست نہیں ہے۔

پاکستان وقف املاک بل 2020ء، دفعہ تین کی شق نمبر دو:

---

[1] waqf property act 2020,Ex ,5,p,2

No person shall be appointed as chief administrator unless he is a Muslim and serving Government servant of BS-19.[1]

پاکستان وقف املاک بل کے مطابق اوقاف کے ایڈمنسٹریٹر صرف وہی شخص ہو گا کہ جو مسلمان ہو اور 19 اسکیل کا آفیسر ہو اِس کے علاوہ کوئی اور شخص اِس کا ایڈمسنٹریٹر نہیں بن سکتا حالانکہ یہ قانون بھی اِسلامی قوانین کے خلاف ہے۔

اِسلامی قوانین کا پاکستان وقف املاک 2020بل سے تقابل:

اِسلامی قانون کے مطابق وقف املاک کا ایڈمنسٹریٹر صرف وہی شخص ہو گا کہ جسے وقف کنندہ نے خود متولی بنایا ہو یا پھر اُسکے سپرد اُس وقف کے املاک کی ذمہ داری دی ہو، یا پھر وہ جو اُسکے قریب ہوں یا اُسکے وصی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔

4۔ سیکشن آف پاکستان، وقف املاک بل 2020ء:

Any person who willfully fails to comply with any requirementunder section 21 shall be punished with imprisonment which shall notbe less than one yearbut which may extend to five years and shall beliable to fine which shall not be less than the benefits derived from thewaqf property but may extend to three times of the amount of incomederived from the property.[2]

کوئی بھی شخص جو جان بوجھ کر دفعہ 21 کے تحت کسی بھی تقاضے کی تعمیل کرنے میں ناکام رہتا ہے اسے قید کی سزا دی جائے گی جو ایک سال سے کم نہیں ہو گی لیکن جو کہ پانچ سال تک بڑھ سکتی ہے اور جرمانے کا ذمہ دار ہو گا جو کہ اس سے حاصل ہونے والے فوائد سے کم نہیں ہو گا۔ وقف جائیداد لیکن جائیداد سے حاصل ہونے والی آمدنی کے تین گنا تک بڑھ سکتی ہے۔

Any person who is carrying out the orders of any suchauthority،officer or person as aforesaid or who is otherwiseacting in accordance with his dutyin pursuance of this Act،shall be punished with imprisonment for a term which

[1] Waqf property act 2020,Ex,3 ,p3
[2] Waqf property act 2020,Ex,4,p9

mayextend to five years or with fine upto twenty five million or with both. [1]

کوئی بھی شخص جو مذکورہ بالا کسی اتھارٹی، افسر یا شخص کے احکامات پر عمل کر رہا ہے یا جو اس ایکٹ کی تعمیل میں اپنی ڈیوٹی کے مطابق کام کر رہا ہے، اسے قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔ پچیس لاکھ تک جرمانہ یا دونوں کے ساتھ۔

اِسلامی قوانین کا پاکستان وقف املاک 2020 بل سے تقابل:

پاکستان کے قانون کے مطابق وقف املاک کو پاکستان قانون کے مطابق درج نہ کروانے والے کو ایک سے پانچ سال کی سزا دی جا سکتی ہے جبکہ پچیس لاکھ تک جرمانہ بھی ہو سکتا ہے جو کہ اِسلامی قوانین کے خلاف ہے، ذیل میں تفصیلات درج کی جارہی ہے۔

حقیقت میں اِس مسئلہ میں علماء کے ہاں دو نظریات ہیں بعض کے ہاں مالی جرمانہ لینا جائز ہے جبکہ جمہور کے نزدیک مالی جرمانہ لینا جائز نہیں ہے۔ اور جمہور علماء کا نظریہ یہ ہے کہ وہ جرائم کہ جن پر حد لازم نہ ہوتی ہو اور نہ ہی کفارہ تو ایسے جرائم اور معاصی میں مالی جرمانہ لینا غیر مشروع ہے اور اُن میں سے احناف، حنابلہ، مالکیہ، شافعیہ اور زیدیہ وغیرہ ہیں اُن کے دلائل درج ذیل آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ ہیں:

اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيۡنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيۡقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [2]

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے پاس اس سے غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔

اِسی طرح ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيۡنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

---

[1] Waqf property act 2020, Ex4, p7

[2] البقرة 2 :188

مِّنْكُمْ﴾[1]

ترجمہ:اےاے ایمان والو ! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضا مندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے)

۔

اِن آیات سے وجہِ استدلال اِس طرح سے ثابت ہورہی ہے کہ کسی بھی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بھی اور شخص کے مال کو اُسکی اجازت کے بغیر نہ لے اور نہ ہی نہ کسی شرعی عذر کے بغیر کسی بھی شخص کا مال اخذ کرنا جائز ہے۔اِس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغل خوری سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لئے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک لے جانا ناجائز و حرام ہے اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لئے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے جو حکام رس لوگ ہیں وہ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں حدیث شریف میں مسلمانوں کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے۔

اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی ثابت ہے کہ کسی بھی شخص کے مال کو لینا شرعاً جائز نہیں ہے چُنانچہ امام مسلم اپنی صحیح میں لکھتے ہیں:

((إن دماءكم وأموالكم حرام عليكم، كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا، في بلدكم هذا))[2]

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسا کہ یہ دن(یومِ عرفہ)اِس ماہ(ذی الحجہ)میں اوراِس شہر کی وجہ سے حرام ہے۔

اِسی طرح امام ابنِ ماجہؒ اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں:

((ليس في المال حق سوى الزكاة))[3]

ترجمہ: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مال میں سوائے زکاۃ کے اور کوئی حق نہیں ہے۔

---

[1] النسآء 29:4

[2] نیشاپوری، مسلم بن حجاج، **المسند الصحیح**، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1421ھ)، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ، ح1218

[3] ابنِ ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، **سنن ابنِ ماجہ** (بیروت: داراحیاء الکتب العربیہ، 1409ھ)، کتاب الزکاۃ، باب ما ادی زکاتہ لیس بکنز، ح:1789

قرآن وسنہ کی طرح اِس پر اجماعِ صحابہ بھی ہے جیسا کہ کُتبِ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد عہدِ صدیقی میں جن لوگوں نے زکاۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے جہاد کیا اور جب تک وہ باز نہ آئے اُن سے لڑتے رہے مگر ایسا نہ ہوا کہ اُنہوں نے کسی سے مالی جرمانہ لیا ہو۔

اِسکے علاوہ کُتبِ فقہ میں بھی موجود ہے کہ مالی جرمانہ لینا جائز نہیں ہے جیسا کہ **مجمع الانہار** میں مالی جرمانہ کے بارے میں ہے:

"**ولا يكون التعزير بأخذ المال من الجاني في المذهب**"[1]

ترجمہ: کسی بھی شخص سے مالی تعزیر لینا ظاہر مذہب میں جائز نہیں ہے۔

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ اپنی کتاب "ردالمختار" میں لکھتے ہیں:

"**والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال**"[2]

ترجمہ: اور خلاصہ یہ ہے کہ مذہب اِسی پر ہے کہ مالی جرمانہ نہ لیا جائے۔

البحر الرائق شرح کنزالدقائق میں ہے:

"**لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي**"[3].

ترجمہ: کسی بھی مسلمان کا مال شرعی عذر کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔

اور البحر الرائق میں مالی جرمانہ کے جواز کی صورت یوں بیان کی گئی ہے:

"**وجواز التعزير بالقتل وجوازه بأخذ المال. ومعناه على ما في البزازية إمساكه عنه إلى أن يتوب**"[4].

ترجمہ: قتل کی تعزیر جائز ہے اور اُس میں مال لینا بھی جائز ہے اور اِسکی صورت یہ بنے گی کہ قاتل سے تعزیراً مال لیا جائے اور جب وہ توبہ کر لے تو اُسکا مال واپس کر دیا جائے جیسا کہ البزازیہ وغیرہ میں ہے۔

---

[1] شیخ زادہ، عبد الرحمٰن بن محمد، **مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1398ھ)609/1

[2] ابنِ عابدین،، **ردالمختار علی الدر المختار**،62:4

[3] ابنِ نجیم، زین الدین بن ابراہیم، **البحر الرائق**، (بیروت: دار الکتاب الاسلامی، 1420ھ)44/5

[4] المرجع السابق: ص:360/6

اِس جگہ قرآن، احادیث، فقہائے اسلام، اجماعِ اُمت وغیرہ سے ثابت ہوا کہ مالی تعزیر لینا جائز نہیں ہے اور یہ جو پاکستان میں وقف املاک بل میں کہا گیا ہے یہ اِسلامی قوانین کے خلاف ہے۔ یہ چند ایک فقہاءِ اسلام کے اقوال ذکر کئے جن سے واضح ہوا کہ مالی تعزیر لینا شرعاً جائز نہیں ہے جبکہ بعض فقہاء جیسا کہ امام ابو یوسف، امام مالک وغیرہ کے ہاں مالی تعزیر لینا جائز ہے اور اُنہوں نے اِس پر اپنے دلائل ذکر کئے ہیں اور جن فقہاء نے مالی تعزیر لینے کا جواز ذکر کیا ہے تو اُنہوں نے وجہ یہ بیان کی ہے کہ اِس سے جرائم کی روک تھام میں کمی آئے گی جبکہ دینی مدارس اور مزاراتِ اولیاء وغیرہ کی تولیت کوئی جرم نہیں ہے بلکہ وہاں پر قرآن وسنہ کا درس چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے اور یہ کوئی بھی شخص جاری کر سکتا ہے۔

اور جن فقہاء نے اِسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے اُنہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ بادشاہِ وقت کو چاہیے کہ وہ مالی جرمانہ وُصول کرے مگر جب وہ شخص توبہ کر لے تو اُسے چاہیے کہ وہ واپس کر دے لیکن اُس مال کو بیت المال میں یا قومی خزانہ میں جمع نہ کروایا جائے جیسا کہ پاکستان میں ہوتا ہے۔ اور اگر ایسا کیا جائے تو کسی مسلمان کا مال اُس کی مرضی کے بغیر اور شرعی عذر کے بغیر لینا شمار ہو گا جو کہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

سیکشن آف پاکستان، وقف املاک بل 2020ء:

"سیکشن آف پاکستان وقف املاک بل میں یہ بھی شق منظور ہوئی کہ ایڈمنسٹریٹر کے کسی حکم کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکے گا"۔[1]

اِسلامی قوانین کا پاکستان وقف املاک 2020 بل سے تقابل:

قانون اسلامی سے کوئی بالا نہیں ہے سوائے اللہ تعالی کی ذات کے

﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾[2]

ترجمہ: وہ جو کچھ کرتا ہے اس کا کسی کو جواب دہ نہیں ہے، اور ان سب کو جواب دہی کرنی ہوگی۔۔

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ

---

[1] وقف املاک ایکٹ، 2020، سیکشن، 3، ص، 3

[2] الأنبیاء 23

سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾[1]

ترجمہ: کیا ان لوگوں کو یہ حقیقت نظر نہیں آئی کہ ہم ان کی زمین کو چاروں طرف سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں ؟ ہر حکم اللہ دیتا ہے، کوئی نہیں ہے جو اس کے حکم کو توڑ سکے، اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا سے بھی مواخذہ:

((عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ المرْأَةُ المخْزُومِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ... «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ» ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ، قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَايْمُ اللَّهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا))[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لیے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے۔۔۔ " پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے"۔

ہر ایک قابل احتساب ہے:

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»، قَالَ: فَسَمِعْتُ هَؤُلاَءِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

---

[1] الرعد 41

[2] بخاری ، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری**(8، 160/6788)

«وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) [1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، تم میں سے ہر فرد ایک طرح کا حاکم ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ پس بادشاہ حاکم ہی ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ ہر انسان اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے والد کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ پس ہر شخص حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ کسی بھی حکم کا نان چیلنج ایبل ہونا یہ شریعتِ اسلامیہ اور عالمی قوانین سے متصادم ہے۔ کیونکہ عہدِ فاروقی میں جب بھی کسی گورنر سے کسی مسلمان کو کوئی شکایت ہوتی تو وہ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اُس گورنر کی شکایت لے کر حاضر ہو جاتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کی شکایت کا ازالہ فرماتے تھے۔

یہ چیز آئین کے آرٹیکل 199 کے خلاف ہے۔ اس ایکٹ میں اوقاف کی رقم کی نیلامی اور فروخت کا پورا نظام ذکر کیا گیا حتی کہ فصلیں تک ضبط کرنے اور عمارتیں منہدم کرنے کی بات کی گئی جب کہ شرعی طور پر وقف چیز کی خرید وفروخت یا نیلامی جائز نہیں اسی طرح شرعی طور پر وقف چیز جن مقاصد کے لیے وقف کی جائے انہیں پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جب کہ اس ایکٹ کے ذریعے وقف کی رقم کو اسکول، سڑکیں وغیرہ بنانے اور دیگر مقاصد کے استعمال کرنے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سیکشن آف پاکستان، وقف املاک بل 2020ء:

پاکستان کے بل میں یہ بھی پیش ہوا کہ مسجد و مدرسہ کو رقم دینے والے اپنے منی ٹریل دینے کے پابند ہوں گے۔

اِسلامی قوانین کا پاکستان وقف املاک 2020 بل سے تقابل:

[1] بخاری، محمد بن اسماعیل، **الصحیح البخاری** (3، 120/2409)

یہ شخصی مالی عبادت پر قدغن ہے، اور کارِ خیر کے انسداد کا باعث ہے جو شرعاً ظلم بھی ہے۔ اور آج تک کبھی بھی ایسا نہیں ہوا نہ ہی اسلام میں اور نہ ہی قبل از اسلام کہ جو شخص اللہ کے راہ میں دیتا ہو وہ اپنا منی ٹریل بھی پیش کرے

۔

حضرت سیدنا عمرِ فاروق نے اپنے گھر کا آدھا مال وقف کر دیا مگر کسی بھی عدالت نے اُن سے منی ٹریل نہیں لیا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال وقف کر دیا مگر کسی بھی عدالت نے اُن سے منی ٹریل نہیں لیا، سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کا اکثر حصہ وقف کر دیا اور آج بھی اُن کے نام کا مدینہ کے ایک بنک میں اکاونٹ اوپن ہے جہاں سے غریبوں، مساکین کی خدمت ہو رہی ہے مگر کبھی کسی نے کسی صحابی سے، تابعی سے، تبع تابعی سے منی ٹریل نہیں لیا کہ یہ مال کہاں سے اور کیسے آیا ہے؟

اگر ایسا کرنا شروع ہو گیا تو دین کی نشر واشاعت میں کافی مسائل پیدا ہوں گے اور لوگ دین سے دور ہونا شروع ہو جائیں گے اور جس سے دین کی سرفرازی کو ٹھیس پہنچے گی۔

سیکشن آف پاکستان، وقف املاک بل 2020ء:

پاکستان کے بل میں یہ بھی پیش ہوا کہ وقف ادارے کے تمام عہدیداروں کا مکمل ڈیٹا اور ٹیکس ریکارڈ حکومت چیک کرے گی۔ اوقاف کی ایسی چیکنگ یا دخل اندازی جو اوقاف کے مطلوبہ مقاصد کی نفی یا تعطل کو مستلزم ہوں جائز نہیں، حکومتی پڑتال کا مبیّنہ مقصد اور ضرر یہی معلوم ہو رہا ہے۔

سیکشن آف پاکستان، وقف املاک بل 2020ء:

پاکستان کے بل میں یہ بھی پیش ہوا کہ وقف املاک پر قائم عمارت کے منتظم منی لانڈرنگ میں ملوث پائے گئے تو حکومت ان کا انتظام سنبھال سکے گی۔

اسلامی قوانین وقف سے تقابل:

اس شق کے تحت جدید وقدیم اداروں کے خاتمے کے ساتھ ان اداروں کی خدمت سے لوگوں کو روکنا ہے تاکہ کوئی بھی شخص ڈر کے مارے مدرسہ کی انتظامیہ اور کمیٹی کا رکن نہ بنے، کہیں منی لانڈرنگ کے الزام کے تحت جیل اور بھائی جرمانہ کا شکار نہ ہو جائے۔ منی لانڈرنگ کا مبینہ مفہوم مساجد و مدارس پر مالی معاونت کی صورت میں کی جانے

والی عبادت پر صادق نہیں آتا، اس کے باوجود ایسی املاک کو ناروا بہانے سے سرکاری تحویل میں لینا اسلامی ملک میں مذہبی آزادی سلب کرنے کی ناجائز کوشش ہے۔

سیکشن آف پاکستان، وقف املاک بل2020ء کے اہم نکات:

قانون کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

- اینٹی منی لانڈرنگ (انسداد منتقلی رقوم)
- اینٹی ٹیررازم (انسداد دہشت گردی)

اوقاف کنڑول پالیسی

اس کے تیسرے جزء میں پنجاب وقف املاک بورڈ ۱۹۷۹ء کو منسوخ کرکے دارالحکومت وقف املاک ایکٹ ۲۰۲۰ء منظور کیا گیا ہے جس کے مطابق وفاق کے زیر اہتمام علاقوں میں مساجد وامام بارگاہوں کے لیے وقف زمین چیف کمشنر کے پاس رجسٹرڈ ہو گی اور اس کا انتظام وانصرام حکومتی نگرانی میں چلے گا۔

- حکومت کو وقف املاک پر قائم تعمیرات کی منی ٹریل (آمدن و خرچ) معلوم کرنے اور آڈٹ (احتساب) کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔
- وقف زمینوں پر قائم تمام مساجد، امام بارگاہیں اور مدارس وفاق کے کنڑول میں ہوں گے۔
- وقف املاک پر قائم عمارتوں کے منتظم منی لانڈرنگ میں ملوث پائے گئے تو حکومت ان کا انتظام سنبھال لے گی۔
- قانون کی خلاف ورزی پر ڈھائی کروڑ جرمانہ اور پانچ سال تک سزا ہو سکے گی۔
- حکومت چیف کمشنر کے ذریعے وقف املاک کے لیے منتظم اعلیٰ تعینات کرے گی۔
- منتظم اعلیٰ کسی خطاب، لیکچر یا خطبے کو روکنے کی ہدایات دے سکے گا۔
- منتظم اعلیٰ قومی خود مختاری اور وحدانیت کو نقصان پہنچانے والے کسی معاملے کو بھی روک سکے گا۔
- خطبے یا تقریر کی شکایت کی صورت میں چھ ماہ تک قید رکھا جا سکتا ہے، جس کے لیے وارننگ کی ضرورت ہو گی۔ چھ ماہ تک اس کی ضمانت ہو گی نہ عدالت مداخلت کر سکے گی۔ جرم ثابت نہ ہوا تو چھ ماہ بعد رہائی ملے گی مگر اس حبس بے جا پر سوال نہیں کیا جا سکے گا۔

- مسجد اور مدرسے کو چلانے والی انجمن کے تمام عہدیداروں کی مکمل ویریفیکیشن (تصدیق) ہو گی اور ان کا ٹیکس ریکارڈ بھی چیک کیا جائے گا۔
- مسجد اور مدرسے کو زمین یا فنڈ دینے والے اپنی منی ٹریل بھی دے گا کہ اس نے یہ رقم کہاں سے حاصل کی۔
- مسجد اور مدرسہ کسی وقت اخراجات، فنڈنگ کرنے والوں کی تفصیل یا منی ٹریل نہ دے سکے گی تو وہ عمارت حکومت کے قبضے میں چلی جائے گی۔"

اسلامی قوانین وقف سے تقابل:

اب اگران مذکورہ بالا اہم نُکات کو دیکھا جائے اور اِن کا تقابل کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اِن میں سے اکثر ایسے ہیں کہ جواِسلامی قوانین کے خلاف ہیں اور اگران نُکات پر عمل پیرا ہونا شروع ہو گیا تو پھر دینی مدارس و مساجد کی تعداد کم ہونا شروع ہو جائے گی اور یہ سب ایک اہم سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے۔اصل میں غیر مسلم ممالک چاہتے بھی یہی ہیں کہ پاکستان میں دینی واخلاقی تربیت کو ختم کیا جائے اور یہ ایک عالمی سازش ہے کہ عالمِ اسلام سے دینی وحمیت مراکز کو کم کیا جائے اور فحاشی وبے حیائی کے اڈوں کو پروان چڑھایا جائے۔

کیاآج تک پاکستان میں سینما گھر، جوؤں کے اڈوں، شراب خانے اور بے حیائی کی دیگر جگہیں رجسٹرڈ ہیں؟ اگر نہیں تو کیا مساجد میں زیادہ دہشت گردی ہوتی ہے جواِن جگہوں پر نہیں ہو سکتیں؟ کیاآج تک شراب پینے والے، جواء کھیلنے والے نے اپنے مال کا منی ٹریل دیا ہے؟ تو جواب یہی آئے گا کہ نہیں تو پھر مساجد، مدارس اور دینی مراکز کو اوقاف کے تحت رجسٹر کرنے کی کیا ضرورت آئی؟ لہٰذا یہ بل کئی ایک دینی اور سماجی مسائل کی وجہ سے پریشان کن حالت میں ہے۔اِس لئے اِس بل کے متعلق علماء کی بیان کردہ ترامیم پر عمل کیا جائے۔

فصل دوم:

وقف املاک ایکٹ 2020 پر ہونے والی تنقیدات اور اشکالات:

اس فصل میں وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان پر مختلف طبقات کی جانب سے ہونے والی تنقیدات اور اشکالات کو پیش کیا گیا ہے۔اور ان تنقیدات اور اشکالات ایک تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ہم نے ماہرین کی رائے کیلئے ایسی شخصیات کا انتخاب کیا ہے جن میں سر فہرست تمام مسالک کے جو وفاق ہیں انکے ناظمین شامل ہیں اسی طرح مختلف تنظیموں کے سربراہان کی رائے کو بھی حصہ بنایا گیا اور کچھ حکومتی نمائندوں کی رائے کو بھی شامل کیا گیا ہے۔جس کے کچھ نکات درج ذیل ہیں۔

1۔مساجد و مدارس کی قلت:

وقف املاک بل 2020 کے مطابق جو شخص بھی مسجد یا مدرسہ کے قائم کے لئے کوشش کرے گا تو اُس گورنمنٹ سے اجازت طلب کرنا پڑے گی اور پھر اُسے اپنی آمدن کے ذرائع بھی بتانے پڑیں گے جس سے ایسے افراد پر مزید ٹیکسز اور دیگر لوازمات لاگو ہوں گے جس سے لوگ مساجد و مدارس کو فنڈنگ دینا ختم کردیں گے اور یوں لوگوں کی اِس طرف توجہ ختم ہونا شروع ہو جائے گی۔چُنانچہ اِس سلسلہ میں جامعہ فاروقیہ رضویہ گجرپورہ لاہور کے ناظمِ اعلیٰ علامہ عبدالرؤف نورانی صاحب سے جب ایک انٹرویو لیا گیا تو اُنہوں نے بتایا:

> " مدارسِ اسلامیہ قرآن وسنہ کے آماجگاہ ہیں جہاں پر صبح وشام قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ کی صدائیں بُلند ہوتیں اور طلباء کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ، اُن کے قیام وبعام اور غیر نصابی سرگرمیوں جیسا کہ کرکٹ وغیرہ کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ طلباء بہترین طریقہ سے دین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی صحت کو بھی قائم و دائم رکھ سکیں، مگر اِس کے ساتھ ساتھ اگر حکومت کے رویہ کو دیکھا جائے تو آئے روز اُن کی طرف سے بجائے مساجد و مدارس کی خدمت کرنے اور اُن کے ساتھ تعاون کرنے کے، اِن پر ایسی شرائط وضوابط لگائے جاتے ہیں کہ جس سے لوگ مساجد ومدارس کی خدمت کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں اور مُعاونین کو خوف ہوتا ہے کہ کہیں اُن کا نام دہشت گردوں کی لسٹ میں شامل نہ ہوجائے اور نہ ہی اُن

پر کسی قسم کا کوئی الزام لگایا جائے حالانکہ وہ تو اللہ کی رضا کے لئے تعاون کرتے ہیں"[1]۔

اِس انٹرویو کے بعد بھی علامہ صاحب سے ملاقات میں گفتگو ہوتی رہی جس میں آپ اِس بل کے مذہبی اثرات کو بیان کرتے رہے جس سے واضح ہو رہا تھا کہ اِس بل میں کچھ ایسے نُکات بھی پائے جاتے ہیں کہ جو مذہبی لحاظ سے اِسلام اور مسلمین کے لئے بہتر نہیں ہیں۔

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سابق چیئرمین مفتی منیب الرحمٰن کا کہنا ہے:

" یہ قانون نہ صرف اسلامی تعلیمات اور ہماری روایات بلکہ آئین پاکستان اور قانون کے بھی خلاف ہے۔'انڈپینڈنٹ اردو سے گفتگو میں انہوں نے کہا کہ تمام مساجد اور مدارس اس قانون کی مزاحمت کریں گے اور اس سلسلے میں تمام مکاتب فکر ایک ہی صفحے پر ہیں۔"[2]

اور اُنہوں نے مزید اپنے ایک انٹرویو میں کہا:

"ملک بھر میں مساجد اور دینی مدارس کے منتظمین نے اس قانون کے نفاذ پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اسکے خلاف مزاحمت کے لیے تحریک تحفظ مساجد ومدارس کے نام سے تنظیم تشکیل دی ہے،جس میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علما اور مذہبی شخصیات شامل ہیں۔جماعت اسلامی نے بھی تحریک کی حمایت اور قانون کی مخالفت کا اظہار کیا ہے۔"[3]

اِس سے معلوم ہوا کہ مذہبی طبقہ کے ہاں اِس بل سے کافی مُنافرت پائی جاتی ہے اور اُنکے نزدیک مدارسِ اسلامیہ کی قلت کا سبب یہ ہے کہ گورنمنٹ مدارس کے مسائل و معاملات میں مُداخلت کرے۔اور اگر اِن کے مسائل و معاملات کو توجہ سے اور پُورے انہماک کے ساتھ حل نہ کیا گیا تو اِس سے مدارسِ اسلامیہ قلت کا شکار ہو جائیں گے۔جب کہ مختلف مکتبہِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و محققین نے اِس بل کو اِسلام کے خلاف ایک سازش قرار دے دیا ہے اور مفتی منیب الرحمن نے اسلام آباد میں تحریک تحفظ مساجد و مدارس کانفرس سے خطاب کرتے ہوئے قانون

[1] انٹرویو، علامہ عبدالرؤف نورانی، 15/10/2022 بروز بدھ، بوقت 11:30

[2] انٹرویو، مفتی منیب الرحمٰن، اُردو انڈیپنڈنٹ، 07/01/2021

[3] ایضاً۔

کے خلاف ذاتی طور پر احتجاج کرنے کا اعلان بھی کیا اور اُس پر عمل پیرا بھی ہوئے اور ملک میں شاندار قسم کے احتجاج بھی ریکارڈ کروائے تھے اور حکومتِ وقت کو وارننگ دی گئی ہے کہ مساجد و مدارس کا انتظام و انصراف حکومتِ وقت کے پاس چھوڑ دیا جائے۔

اور اُس تحریک کے رہنما علامہ زاہد الراشدی کے مطابق:

”اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ پاکستان میں مساجد و مدارس کے بارے میں عالمی استعمار کے اس مبینہ ایجنڈے کی تکمیل کا فیصلہ کن قدم ہوگا جس سے ڈیڑھ سو سال سے دینی تعلیم و عبادت کا آزادانہ کردار باقی نہیں رہے گا۔“

تحریک تحفظ مساجد و مدارس نے قانون میں ترامیم کا مطالبہ کرتے ہوئے اس سے متنازع شقوں کو نکالنے کا مطالبہ کیا ہے۔ مفتی منیب الرحمٰن نے بتایا کہ سپیکر قومی اسمبلی کو قانون میں مجوزہ ترامیم کا مسودہ بھیج دیا گیا اور انہوں نے اس سلسلے میں وعدہ بھی کیا ہے۔

وقف املاک بل 2020 کے مذہبی اثرات کے حوالہ سے جب مولانا طاہر اشرفی صاحب سے انٹرویو لیا گیا تو اُنہوں نے ایک لائیو شو میں انٹرویو دیتے ہوئے کہا[1]:

"پاکستان میں مذہبی دینی طبقہ میں، مساجد و مدارس میں وقف املاک بل ایکٹ میں ایک بے چینی پائی جاتی ہے اور اُس بے چینی کی بہت سی وُجوہات ہیں لیکن اُس میں اضافہ کچھ ایسے لوگ بھی کر رہے ہیں کہ جن کا مقصد صرف اور صرف سیاست کرنا ہے جنہوں نے کبھی ماضی میں جب مسجد و مدرسہ کتاب میں آیا کبھی اُن زخموں پر مرحم نہیں رکھا جو زخم آئے۔ اور جب تک ہم موجود ہیں مسجد و مدرسہ کو کوئی خطرہ نہیں ہے.

اور جو صاحب بھی میرے ساتھ اِس موضوع پر مکالمہ کرنا چاہیے تو کر سکتا اور موجودہ دور میں مسجد و مدرسہ سابقہ ادوار کی نسبت زیادہ محفوظ ہے نہ کوئی شخص کسی بنات کے مدرسہ میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی ناظم یا معلم کو تھریٹ کر سکتا ہے اور نہ ہی ہماری موجودگی میں کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ ہم دلیل سے بات کرتے ہیں گالی سے نہیں"۔

[1] پاکستان علماء کونسل گوجرانوالہ فیس بک پیج، 5 اپریل 2021

اِس سے معلوم ہوا کہ مولانا صاحب وہ واحد ہستی ہیں کہ جو اِس قانون کے حق میں بول رہے ہیں اور اُنہوں نے کافی دلائل بھی دیئے اور واضح کیا کہ یہ قانون مسجد و مدرسہ کے حق میں ہے نا کہ اِس کی مخالفت میں۔

2۔ علماء کا باہم اتحاد:

ویسے تو علماء کا اِس ملک میں متحد ہونا ناگزیر ہے مگر حالاتِ حاضرہ کی وجہ سے ملکِ پاکستان کے تمام عُلماء و مشائخ ایک پیج پر جمع ہو گئے اور وہ یہی وقف املاک بل تھا چُنانچہ اِس سلسلہ میں ابو عُمار زاہد الراشدی اپنے ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں:

"اس سلسلہ میں تمام دینی مکاتب فکر کا متفکر اور متحرک ہونا فطری بات ہے چنانچہ اسلام آباد ، راولپنڈی اور گوجرانوالہ ہمیں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام نے مشترکہ اجتماعات کرکے اپنے موقف اور تحفظات کا اظہار کردیاہے، جب کہ دینی مدارس کے مشترکہ فورم "اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان "کا موقف اور اعلان بھی سامنے آگیاہے ،البتہ چونکہ دینی مدارس کے تمام وفاقوں کا دائرہ کار صرف مدارس تک محدود ہے اور ملک بھر کی لاکھوں مساجد اور عمومی اوقاف انکے ایجنڈے کا حصہ نہیں ہیں اس لیے بہت سے معاملات ابھی تشنہ اور توجہ طلب ہیں۔

اس پس منظر میں ضلع سیالکوٹ کی معروف نقش بندی خانقاہ علی پور شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر سید منور حسین جماعتی اور اہلسنت بریلوی مکتب فکر کے ممتاز راہنما سردار محمد خان لغاری نے راقم الحروف سے رابطہ کیا تو مولانا ڈاکٹر حافظ محمد سلیم، مولانا قاری جمیل الرحمان اختر ،قاری محمد عثمان رمضان اور حافظ امجد محمود معاویہ کے ہمراہ میں نے ان سے ملاقات کی جس میں باہمی مشورہ کے ساتھ پہلے مرحلہ میں آگاہی اور بیداری کی مشترکہ جدوجہد کا فیصلہ کیا گیا جس کا آغاز ۲۴ مارچ کو ڈسکہ میں منعقدہ "علماء ومشائخ کنونشن" کے ذریعے ہو گیاہے۔اس کنونشن میں دیوبندی ،بریلوی ،اہلحدیث اور شیعہ مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام ومشائخ عظام نے شریک ہو کر اس میں شمولیت کا اظہار کیاہے۔مجھے بھی مولانا قاری جمیل الرحمان اختر اور مولانا حافظ امجد محمود معاویہ کے ہمراہ اس کنونشن میں شرکت اور کچھ معروضات پیش کرنے کا موقع ملا۔جب کہ اسی روز شام کو لاہور میں تمام دینی مکاتب فکر کے مشترکہ فورم "ملی مجلس شرعی پاکستان "کا ایک اہم مشاورتی اجلاس راقم الحروف کی صدارت میں ہوا جس کی رپورٹ مجلس کے سیکرٹری جنرل

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین کے قلم سے پیش کی جارہی ہے ۔ اسی دوران اہل تشیع کے معروف مرکز جامعۃ العروۃ الوثقیٰ لاہور کے سربراہ علامہ سید جواد نقوی کے نمائندوں علامہ ذوالفقار علی اور حاجی عابد حسین نے مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ہمارے ساتھ ملاقات کرکے وقف قوانین کے بارے میں اسلام آباد کے علماء کرام کے متفقہ موقف کی حمایت وتعاون کا اظہار کیا اور جدوجہد میں بھرپور شرکت کا یقین دلایا"[1]۔

یعنی تمام مکاتبِ فکر کے علماء و اسکالرز نے مل کر اس وقف املاک بل کے خلاف احتجاج کیا اور اِس پر متحد ہو کر کام کیا اور پاکستان کی تاریخ میں ایک بار پھر اتفاق واتحاد قائم کر کے مثال پیدا کر دی۔

محترم سینیٹر ساجد میر سے جب انٹرویو لیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا:

وقف املاک بل ایکٹ 2020 کو بہت جلد پاس کیا گیا اور اِس میں ایسے قوانین تھے کہ جو تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور دینی جماعتوں کے لئے خطرناک تھے اِس لئے سب جماعتوں نے احتجاج کیا۔ ہونا یہ تھا کہ یہ بل اتفاقِ رائے سے منظور کیا جاتا مگر حکومتی پارٹی نے بلڈوزر کی طرح ہر چیز کو بلڈوز کیا اور شوروغل میں اِس بل کو پاس کیا مگر جب ہمارے پاس آیا تو ہم نے اِسے رد کر دیا۔ اور اسمبلی میں کسی کو ترامیم پیش کرنے کا موقع ہی نہیں ملا[2]۔

یعنی یہ ایسے بل ہے کہ جس میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء جمع ہو گئے اور سب نے مل کر اِس بل کی مخالفت کی اور حکومتِ وقت سے مطالبہ کیا کہ وہ اِس بل میں ترامیم کریں۔

اِس بل اور اِسلامی قوانین کے حوالہ سے جب مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب سے انٹرویو لیا گیا تو اُنہوں نے اِس حوالہ سے بتایا کہ:

"اس قانون سازی میں جس عجلت، تحکم اور دھاندلی سے کام لیا گیا، اس پر اپوزیشن کے تحفظات میڈیا کے ریکارڈ پر موجود ہیں، ان سے بحث کرنا ہمارا موضوع نہیں ہے ۔ لیکن اتنا ضرور محسوس ہورہا تھا کہ یہ قانون سازی یا ترمیمی بل معمول کی قانون سازی اور روایتی طریقے سے ہٹ کر کسی زبردست دباؤ کے نتیجے اور افراتفری کے ماحول میں پاس کرایا گیا ہے۔ جب بل منظوری کے تقاضے پورے ہونے کے بعد منظر عام پر آیا تو اس سے اُن خدشات کو تقویت ملی کہ فی الواقع یہ بل معمول کی قانون سازی

---

1 الراشدی، ابو عمار زاہد الراشدی، وقف املاک کے نئے قوانین اور ہماری ذمہ داری، 26 مارچ 2021

2 انٹرویو وقف ایکٹ کیسے منظور ہوا؟ سینیٹر ساجد میر، 2 جنوری 2021

کی بجائے خالص بیرونی دباؤ کے نتیجے میں منظور ہوا ہے۔اس بل میں پاکستانی عوام اور اُنکے مذہبی رجحانات کی بے ہنگم پامالی کی گئی ہے اور یہ بل کئی شرعی احکام کے منافی ہونے کی بناپر قانون سازی کے عمل سے آئینی طور پر گزر ہی نہیں سکتا تھا''[1]۔

مفتی صاحب سے جب یہ سوال کیا گیا کہ بل کے مطابق اوقاف کے ایڈمنسٹریٹر کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا تو اُسکے جواب میں اُنہوں نے بتایا کہ :

'' اور یہ جو بل میں ہے کہ ایڈمنسٹریٹر کے کسی حکم کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکے گا ۔ ''کسی بھی حکم کا نان چیلنج اپیل ہونا یہ شریعتِ اسلامیہ اور عالمی قوانین سے متصادم ہے''[2]۔

اِس انٹرویو سے معلوم ہوا کہ مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب بھی گورنمنٹ کے اِس بل سے پریشان ہیں اور وہ بھی یہی بتا رہے ہیں کہ یہ بل اِسلام کے بتائے ہوئے قوانین کے خلاف ہے اور کئی وُجوہات سے یہ بل پاکستان میں لاگو ہونا دُرست نہیں ہے اور نہ ہی اِس بل سے پاکستان کے دینی مدارس ومساجد قائم ودائم رہ سکتے ہیں۔

حافظ اُسامہ عزیز سے جب اوقاف بل 2020ء کے بارے میں انٹرویو کیا گیا تو اُنہوں نے بتایا کہ :

''قیام پاکستان کے بعد مل کے اقتدار پر لادین طبقہ قابض ہو گیا اور دینی تعلیم، مساجد و مدارس کے نظام کو سرے سے نظرانداز کیا گیا۔ ایسی صورت حال کے پیش نظر علماء حق نے دینی تعلیم وتربیت کے لئے مدارس کے قیام کو عملی جامہ پہنایا اور وہی انداز اختیار کیا گیا جو 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد کیا گیا تھا ۔اقتدار کے نشے میں حکمران اور اشرافیہ نے اس حوالے کوئی کام نہ کیا ۔دینی طبقے نے گلی کوچوں کا رخ کیا ،اپنوں اور غیروں کے طعنے برداشت کیے، لیکن انکے ماتھے پہ شکن نہ آیا۔آج 72 برس گزرنے کے بعد کسی بھی قسم کی حکومتی سرپرستی کے بغیر پاکستان میں ہزاروں مدارس موجود ہیں جن میں لاکھوں طلبہ زیر تعلیم ہیں ۔ یہ ادارے عوام الناس کے تعاون سے چلتے ہیں۔حکومت اور اشرافیہ

---

[1] بالاکوٹی، مفتی رفیق احمد، انٹرویو، 15 نومبر 2020

[2] ایضاً۔

نے نہ صرف دینی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ذمہ داری پوری نہیں کی بلکہ بیرونی پریشر کے پیشِ نظروہ دینی مدارس کو ختم کرنے کے درپے ہے"[1]۔

اِس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ حافظ صاحب نے بھی اِس موجودہ بل کے خلاف نظر آتے ہیں اور واضح کیا کہ جو مدارس جنگِ آزادی سے قبل خود مختار چل رہے تھے مگر برطانوی حکومت نے اُنہیں اپنے زیرِ اثر لینے کی کوشش کی تو وہ بند ہوگئے اِسی طرح عہدِ حاضر میں بھی اگر اِس بل پر عمل درآمد کیا گیا تو یہ مدارس بند ہو جائیں گے۔ لہذ احکومتِ وقت کو چاہیے کہ وہ ایسے قوانین بنانے سے قبل مدارس کے نظام کو اچھی طرح دیکھ لے تاکہ اِس سے ملک و قوم کا فائدہ ہی ہو سکے نقصان نہ ہو تاکہ یہ نظام تاابد جاری وساری رہ سکے۔

3۔ وقف جائیداد کی منتقلی یا اُسے فروخت کرنا اسلام کے خلاف ہے:

حال ہی میں پاکستان میں جو بل پیش ہوا ہے اُس کی ایک شق یہ بھی ہے کہ کمشنر اگر تو چاہیے اور بہتر سمجھے تو وقوف املاک یا مسلمانوں کے رفاعِ عامہ کے لئے استعمال ہونے والی پراپرٹی کو فروخت بھی کر سکتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ صدقہ اور وقف شریعتِ مطہرہ کے احکام ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے اس کے بتائے ضابطوں کے مطابق ہی روز قیامت اجر وثواب کا وعدہ دیتے ہیں۔ چنانچہ وقف کا مشہور اصول ہے کہ وقف شدہ چیز کو فروخت نہیں کیا جا سکتا، جبکہ پیشِ نظر قانون میں وقف جائیداد کو فروخت کرنے کا پورا نظام یوں پیش کیا گیا ہے:

17 .Sale process of waqf property:

(1) The Chief Commissioner, ICT may‹where itis satisfied that circumstances exist‹sell or otherwise dispose of any waqf property inorder:

a) To secure maximum economic benefits out of such property and to avoid loss ordamage to such property;

b) To serve the best public interest and public purpose for which such property was dedicated;

c) To give effect to such wishes of the person dedicating the property as can be ascertained;

e) To provide maintenance to those who‹on account of unemployment‹sickness‹infirmity or old age are unable to maintain themselves;

---

[1] حافظ اُسامہ عزیز، وقف املاک ایکٹ بل اور اس کا پس منظر، مجلہ ہم سب، جون 2021ء

f) To provide education،medical aid, housing, public facilities and services such asroads, sewerage, gas and electric power;

g) To prevent danger to life.[1]

وقف جائیداد کی فروخت:

چیف کمشنر اسلام آباد جہاں مطمئن ہو کہ ایسے حالات موجود ہیں تو وقف املاک کو فروخت یا درج ذیل مقاصد میں زیر استعمال لایا جاسکتا ہے کہ ایسی جائیداد کو خسارہ یا نقصان سے بچانے کے لئے یا زیادہ سے زیادہ اقتصادی فوائد حاصل کرنے کے لئے یا اس عوامی مفاد اور مقصد ک بجاآوری ک غرض سے جس کے لئے جائیداد وقف کی گئی تھی، یا جائیداد وقف کرنے والے شخص ک ایسی خواہشات کو مؤثر بنانے کے لئے جن کا تعین کیا جاسکتا ہو یا ایسے غریب لوگوں کو نان نفقہ مہیا کرنے کے لئے جو بے روزگاری، بیماری، کمزوری یا ضعیف العمری کی وجہ سے اپنا خرچ اٹھانے کے لئے قابل نہیں رہے۔ یا تعلیمی، طبّی امداد، ہاؤسنگ، عوامی سہولیات، اور سڑکوں، سیوریج، گیس اور بجلی جیسی دیگر خدمات ک فراہمی کے لئے وغیرہ"''اسلام آباد وقف املاک ایکٹ' کے سیکشن 17 میں اوقاف کی رقم کی نیلامی اور فروخت کا پُورا نظام ذکر کیا گیا ہے جو کہ جائز نہیں ہے:

چُنانچہ حدیث میں آتا ہے:

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ الَّذِي بِثَمْغٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقَالَ: «احْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَهَا))[2]

سیدنا عمر بن خطاب □ نے نبی کریم سے ایک کھجور کو صدقہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے انہیں اسے وقف کرنے کی ہدایت کی اور فرمایا: اصل مال کو وقف کر دو، نہ تو اسے آگے بیچا جائے گا، نہ اس کو آگے عطیہ کیا جاسکتا ہے، نہ اس کا کوئی وارث بنے، تاہم اس کے پھل کو فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا ترجمہ یوں ہے کہ ''اس کا اصل نہ فروخت کیا جائے اور نہ ہی خریدا جائے۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

---

[1] پاکستان وقف املاک بل 2020، ص:3

[2] دار قطنی، ابو الحسن علی بن محمد، **سُنن دار قطنی**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 2004ء)، رقم الحدیث: 4426

"**زاد الدارقطني من طريق عبيد الله بن عمر عن نافع حبيس ما دامت السماوات والأرض**"[1].

امام دار قطنی نے اس فرمان نبوی میں ان الفاظ کا بھی اضافہ روایت کیا ہے کہ ''آسمان وزمین کے قائم رہنے (قیامت) تک یہ کھجور راہ خدا میں رکی ہوئی (وقف شدہ) ہے۔ ''

عباسی خلافت کے نامور قاضی ابوالحسن ماوردی فرماتے ہیں:

"علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ وقف کو خرید نا باطل (ناجائز) ہے"[2]

وقف املاک ایکٹ کے سیکشن 23 ک ش، د میں وقف کے متولی کے لئے beneficial owner کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے، یہی اصطلاح اسی سیکشن کی شق ایک، اور سیکشن 22 کی شق دو میں بھی درج کر کے قانون سازی کی گئی ہے۔ beneficial owner یعنی مالک منتفع کی وضاحت سیکشن دوم کی شق میں بھی کر دی گئی ہے۔ اس پر تنقید کرتے ہوئے مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

''منتفع مالک'' کی تعریف قرآن وسنت کے منافی ہے۔ وقف کی ملکیت نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی اُسکی ملکیت منتقل ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے ان کے وقف کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ:

((إن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعمر في وقفه: «لا يباعأصلها، ولا يبتاع، ولايوهب، ولا يورث». قال الترمذى: العمل على هذا الحديث عند أهل العلم منأصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وغيِّهم، لا نعلم بى أحد من المتقدمين منهم في ذلك اختلَفا))[3]

بے شک نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو اُن کے وقف میں فرمایا: وقف کے اصل کو نہ بیچا جائے اور نہ ہی خریدا جائے اور نہ ہی ہبہ کیا جائے اور نہ ہی اُسکا وارث بنا جائے، امام ترمذی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے اہلِ علم کا اِسی پر ہی عمل ہے اور ہم متقدمین میں سے کسی ایک کو بھی نہیں جانتے کہ جس نے اِس کی مخالفت کی ہو۔

---

[1] العسقلانی، **فتح الباری**، ص: 401/5

[2] سیوطی، ابو بکر، **الحاوی للفتاوی** (بیروت: دار الفکر، 1404ھ) ص: 332/3

[3] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1429ھ)، رقم الحدیث: 1352

وقف کی غیر منقولہ جائیداد کی اصلیت نہ تو بیچی جاسکتی ہے اور نہ ہی خریدی جاسکتی ہے، نہ عطیہ کی جاسکتی ہے اور نہ ہی وراثت میں مل سکتی ہے۔

نیز امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب میں سے جو اہلِ علم تھے اُن کا یہی طریقہ تھا اور متقدمین میں سے کسی کا بھی اِس میں اختلاف نہ تھا اور نہ ہی ہمیں اِس کے بارے میں کوئی علم ہے[1]۔

وقف کو فلاحی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی ممانعت پر مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ:

"ایکٹ کی دفعہ 18 اور 19 چیف ایڈ منسریٹر کو یہ اختیار دیتی ہیں کہ وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی کو اسلام کے کسی ایسے مسلمہ، نیک، مذہبی یا خیراتی مقصد کے لئے، جسے وہ مناسب سمجھے، استعمال کرسکتا ہے۔ حالانکہ وقف آمدنی کے اخراجات کا حقیقی مصرف وقف سے مستفی ہونے والے مستحقین ہیں جو واقف کے ذریعے مقرر کئے گئے ہوں یا جن کو وقف نے خود بحال رکھا ہو۔ جب یہ ابہام ہوتا ہے کہ مستفی ہونے والے کون ہیں، تو جائزہ لینے کے لئے اس معاملے کو غیر جانبدار اور ماہرین کے پاس بھیجنا ہوگا۔ اس بات کا تعین کرنا کہ وقف کی آمدن کہاں خرچ ہو، چیف ایڈ منسٹریٹر کا دائرہ اختیار نہیں ہے۔[2]

تو اِس سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ نے جو بل پاس کیا ہے وہ قرآن وسنت کی رُو سے اِسلامی قوانین کے خلاف ہے اور اِس پر عمل کرنے سے کافی حد تک ہم اِسلام سے دور ہو سکتے ہیں۔

وقف املاک بل ۲۰۲۰ اور علماء کے تحفظات:

اگر وقف املاک بل 2020 کا جائزہ لیا جائے تو اِس کا ایک یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اِس سے ناظمینِ ادارہ تو پریشان نظر آتے ہیں مگر عملہ خوش ہے کیونکہ اِس سے ایک چیز جو ختم ہوگی وہ ناظمینِ ادارہ کی من مانی اور اُن کا عملہ سے ناروا سلوک تھا۔

ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ سے انٹرویو:

---

[1] ایضا

[2] عثمانی، مولانا محمد تقی، نیا اوقاف ایکٹ خلافِ شریعت وخلافِ آئین ہے (لاہور: ماہنامہ 'البرہان' مئی 2021ء)، ص: 24

علامہ محمد یٰسین ظفر ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ سے جب اِس موجودہ قانون کے بارے میں انٹرویو لیا گیا تو اُنہوں نے بہت ہی قیمتی نُکات قلمبند کروائے، آپ نے کہا:

وقف املاک بل 2020 پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں بڑی جلد بازی میں پاس کیا گیا۔ دراصل یہ بل عالمی مالیاتی اداروں کی خواہش پر منظور کیا گیا ہے اور فوری طور پر نافذ العمل سمجھا گیا۔ جب کہ اِس پر مختلف حلقوں کی طرف سے تحفظات کا اظہار کیا گیا۔ ابتدائی طور پر اِس کا دائرہ اسلام آباد کی حد تک رکھا گیا۔ لیکن صوبائی اسمبلیوں نے بھی اِس سے ملتا جلتا بل پاس کر لیا ہے۔ اِس کی اصل روح یہ ہے کہ تمام اوقاف سرکاری یا پرائیویٹ براہِ راست انتظامیہ کے کنٹرول میں جائیں گے۔ اور کمشنر اِسکے ذمہ دار ہوں گے۔ جو اِس بات کا جائزہ لے گا کہ آیا یہ وقف عوامی مفاد میں ہے یا نہیں[1]۔

- پنجاب حکومت نے بھی اِس بل کو پاس کیا ہے۔ آئندہ تمام وقف زمین اور املاک کمشنر کے پاس رجسٹر ہو گی اور حکومت انتظام کرے گی۔
- حکومت کو وقف املاک پر قائم تعمیرات کی آمدن و خرچ معلوم کرنے اور آڈٹ کرنے کا اختیار ہو گا۔
- اگر وقف املاک میں غیر قانونی ذرائع سے پیسہ خرچ ہونے کا ثبوت ملا تو حکومت اُن پر قبضہ کر لے گی۔
- قانون کی خلاف ورزی پر ڈھائی کروڑ روپے جُرمانہ اور پانچ سال قید ہو گی۔
- کمشنر کے ذریعے منتظم مقرر کیا جائے گا۔
- وقف مسجد، امام بارگاہ، مدرسہ میں کوئی درس یا لیکچر منتظم کی مرضی کے بغیر نہیں ہو گا۔
- منتظمِ اعلیٰ قومی مفاد میں پروگرام روک سکے گا، خلاف ورزی پر چھ ماہ قید ہو گی چھ ماہ تک ضمانت ہو سکے گی نہ عدالت مداخلت کر سکے گی۔
- جرم ثابت نہ ہونے پر چھ ماہ بعد رہائی ہو گی۔
- وقف چلانے والے (ذمہ داروں) کی مکمل تصدیق ہو گی۔
- وقف مسجد، مدرسہ کو چندہ دینے والے کو اپنی منی ٹریل دینی ہو گی۔ کہ اُس نے یہ رقم کہاں سے حاصل کی۔ بصورتِ دیگر بلڈنگ حکومت کی تحویل میں ہو جائے گی۔

[1] محمد یٰسین ظفر، ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ، انٹرویو، 05/11/2022

سابقہ قانونِ وقف بہت اچھا تھا کیونکہ وہ بہت سادہ اور عام فہم تھا۔ اگرچہ اُسکی رجسٹریشن بھی حکومت کے پاس ہوتی تھی اور منتظمین اپنی جیب سے چندہ وُصول کر کے نظام چلاتے تھے جس کی آڈٹ رپورٹ تیار کی جاتی تھی مُنتظمین پر مشتمل کمیٹی 1860 کے قانون کے تحت باقاعدہ رجسٹرڈ ہوتی تھی۔ یہ وقف زمین یا املاک مسجد، مدرسہ ہسپتال وغیرہ کے نام ہوسکتی تھی۔ اِس کی نگرانی کے لئے باقاعدہ محکمہِ اوقاف موجود ہے لیکن نئے قانون کے تحت اُسے سائیڈ لائن کر دیا گیا ہے۔

نئے قانون کے تحت اب مسجد یا مدرسہ کے منتظمین پریشان ہیں اور کھل کر کام کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ اِس کے تحت آمدن کے تمام ذرائع کا منی ٹرائل دینا ہوگا۔

اِس بل میں اصلاحات ممکن ہیں۔ اتحادِ تنظیمات مدارس کی اعلیٰ قیادت نے بل کی شکل میں ترمیم حکومت، خاص کر قومی اسمبلی اسپیکر کے پاس جمع کرادیں ہیں۔ جس میں پیش پیش پروفیسر ساجد میر صاحب اور مفتی تقی عثمانی صاحب شامل ہیں۔

بل کے نفاذ کے بعد عوام کا مساجد، مدارس کے ساتھ تعلق زیادہ کمزور ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی بھی اب اپنی زمین یا املاک وقف کرنے کی جراءت نہیں کرے گا، جہاں اجر و ثواب سے محروم ہوں گے وہاں آئندہ کارِ خیر کا دروازہ بند ہو گا۔[1]۔

ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ (دیوبند) سے انٹرویو:

مولانا محمد حنیف جالندھری جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ (ملتان) سے جب وقف املاک بل 2020ء سے متعلق سوال کیا گیا اور آپ سے انٹرویو لیا گیا تو اُنہوں نے اپنے تاثرات کا یوں اظہار کیا:

"گزشتہ دنوں ''وقف املاک بِل ۲۰۲۰ء'' پارلیمان کے مشترکہ اجلاس میں پیش کیا گیا اور پارلیمانی روایات اور طے شدہ طریقہ کار کے برعکس بڑی عجلت میں پاس کرالیا گیا اور اسے ایکٹ بنادیا گیا۔ اس ایکٹ کے حوالے سے بہت کچھ کہا سنا جارہا ہے اور ہمیشہ نہ صرف یہ کہ کہا سنا جائے گا بلکہ اس کے اثرات پاکستان کے مستقبل، نئ نسل، خاص طور پر دینی اور رفاہی وفلاحی خدمات سرانجام دینے والوں کو ہمیشہ بھگتنے پڑیں گے"۔

1 محمد یٰسین ظفر، ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ، انٹرویو، 05/11/2022

اس ایکٹ کے حوالے سے چند اہم امور درج ذیل ہیں:

اس ایکٹ کی تیاری سے لے کر منظوری تک کے جملہ مراحل میں نہ اسلامی تعلیمات کو پیش نظر رکھا گیا، نہ پاکستان کے آئین کی رعایت برتی گئی، نہ ہمارے معاشرے، ثقافت اور تہذیب کو خاطر میں لایا گیا اور نہ ہی پاکستان کے مستقبل پر پڑنے والے اثرات کو مد نظر رکھا گیا، اور سب سے اہم یہ کہ پاکستان کی خود مختاری، حریت و آزادی اور قومی سلامتی کو اس بل کے ذریعے اور ایف اے ٹی ایف کے حوالے سے بننے والے دیگر قوانین کے ذریعے جس طرح نظر انداز کیا گیا، وہ ہم سب پاکستانیوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ اس کے مقاصد اور وجوہات میں باقاعدہ لکھا گیا ہے کہ ہم ایف اے ٹی ایف کی ہدایات پر یہ ایکٹ بنا رہے ہیں، یعنی قانون سازی کا اختیار پارلیمان کے بجائے ایف اے ٹی ایف کو قرار دیا گیا، لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ اگر آج ایف اے ٹی ایف یا بیرونی قوتوں کے ایما پر ہم نے اپنی اسلامی تعلیمات، مدتوں سے جاری روایات کو جس طرح پامال کیا۔

ہمارے پاس کیا گارنٹی ہے کہ کل "ڈو مور" کا تقاضا نہیں کیا جائے گا؟ سچ پوچھیے تو ہمارا معاملہ وہی ہے کہ ہم از خود اپنے وطن کو کٹہرے میں کھڑا کرتے ہیں، بھارتی لابی کی جانب سے لگائے جانے والے الزامات کا توڑ کرنے کے بجائے اور ان کی سفارتی کوششوں اور لابنگ کو کاؤنٹر کرنے کے بجائے سراسیمگی کے عالم میں ایسے اقدامات اٹھاتے ہیں، جو بلاوجہ ہمیں مشکوک ٹھہراتے ہیں اور اقوام عالم کو اپنے طرزِ عمل سے ہم یہ باور کرواتے ہیں کہ ہاں ہمارے ہاں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ دہشت گردی کی مالی معاونت یا منی لانڈرنگ کی روک تھام ایک اصولی بات ہے اور اس سے کوئی پاکستانی بھی اختلاف نہیں کرتا، خاص طور پر موجودہ عالمی حالات میں اس قسم کے معاملات کی روک تھام اور مالی معاملات کو جتنا شفاف بنایا جاسکتا ہے ضرور بنانا چاہیے، لیکن اس معمولی سی بات کی آڑ میں وقف کے پورے نظام کو منہدم کر دینا، شخصی آزادیوں کو سلب کر لینا اور پاکستان کے آئین کے منافی قانون سازی کر لینا اور پاکستان میں مدتوں سے جاری تعلیمی، رفاہی، دینی کاموں کا ناطقہ بند کر دینا، حیران کن اور ناقابل فہم ہے [1]۔

سیاسی اُمراء اور دینی اداروں کی خدمات:

ہمارے ہاں دینی مدارس لاکھوں بچوں کی کفالت کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں، ہمارے رفاہی ادارے اور خدمت خلق کا عوامی جذبہ ۲۰۰۵ء کے زلزلے اور سیلابوں سمیت تمام آفات کے موقع پر بحرانوں میں گھرے ملک

---

1 جالندھری، محمد حفیظ، **وقف املاک ایکٹ**، (کراچی: ویب سائیٹ: اسلامک ریسرچ اکیڈمی، 16 اکتوبر 2020).

و قوم کو سنبھالا دیتے ہیں اور ہماری سرکار اپنی نااہلی کے باعث مساجد اور دینی کاموں کو اپنا کام ہی نہیں سمجھتی اور وزارتِ اوقاف تو چند مساجد کے بل ادا نہیں کر پاتی جبکہ عوام الناس اپنی مدد آپ کے تحت سارے دینی سلسلوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

لیکن وقف ایکٹ اور اس سے ملتے جلتے قوانین کے ذریعے ان تمام سلسلوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی جارہی ہے، تاکہ کل پاکستان پر کوئی مشکل وقت آئے تو اس ملک اور اس کے عوام کو سنبھالا دینے والا کوئی نہ ہو، دینی کام کرنے والے اور مفت تعلیم اور مفت کفالت کرنے والوں کو اس طرح الجھا کر رکھ دیا جائے کہ وہ اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے کچھ نہ کر سکیں۔ یاد رہے کہ یہ وقف ایکٹ صرف وفاقی دارالحکومت کے لیے ہی منظور نہیں کیا گیا بلکہ یہ اس سے قبل پنجاب سے پاس اور لاگو کیے گئے چیریٹی ایکٹ کا چربہ اور ملغوبہ ہے۔

حکمرانوں کی مداخلت اور دینی ادارے:

پاکستان میں اگر یہ وقف املاک بل پر عمل کیا جائے اور اِسکے بل کے مطابق تمام مدارس متعلقہ بیوروکریٹس کی نظر کر دیئے جائیں تو اِس سے ملکِ پاکستان میں افراتفری پیدا ہوسکتی ہے اور ہر نئی آنے والی جماعت اپنی اپنی مرضی کے مطابق پاکستان کے دینی مدارس میں تبدیلیاں کرنا پسند کریں گی جس سے نہ صرف دینی مدارس کا نظام درہم برہم ہوگا بلکہ اِس سے وطنِ عزیز انتشار کا شکار بھی ہوسکتا ہے۔

اِس طرح اگر ہم اِس وقف بل کو مختلف پہلوؤں سے دیکھیں تو کچھ فوائد بھی نظر آرہے ہیں جو کہ صرف نظر آنے کی حد تک ہی منحصر ہیں اُن کا حقیقت میں ہونا ناپید لگ رہا ہے جیسا کہ اگر افغانستان کی طرح پاکستان میں بھی علماء کی حکومت قائم ہوجائے تو اِس طرح پاکستان کی ہر مسجد اسکول، ہر مدرسہ کالج اور ہر خانقاہ یونیورسٹی کا منظر پیش کرتے ہوئے نظر آئے گی اور تمام علماء ومشائخ کی کوششوں سے پاکستان میں عوام الناس کی بھرپور خدمت کی جائے گی اور جو تعلیم کے نام پر لوٹ مار ہے یہ ناپید ہوجائے گی اور یوں ہر محلہ ہر علاقہ اور ہر ٹاؤن میں ایک یونیورسٹی، کالجز اور سینکڑوں اسکولز ملیں گے جہاں پر معیاری فری تعلیم ہوسکتی ہے۔

مدارس، مساجد اور دیگر عبادت گاہوں کے انتظام وانصرام کی اہلیت مذہب سے وابستہ لوگوں میں منحصر ہے، وہی اس ذمہ داری کو نبھا سکتے ہیں۔ سرکاری کارندوں کو ان مناصب پر فائز کرنا ان مناصب اور اوقاف املاک کے ضیاع

کے مترادف ہے اور حکومت کے لیے ایسے اقدامات کرنا حرام ہوتا ہے، کیوں کہ یہ خیانت ہے، اس لیے ان مقاصد کی برآری شریعتِ اسلامیہ اور ملکی آئین سے متصادم ہے، اس میں وقف کے منصوص و مصرح احکام کی پامالی بھی ہے۔

علامہ محمد یٰسین ظفر ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ سے جب اِس موجودہ قانون کے بارے میں انٹرویو لیا گیا تو اُنہوں نے بہت ہی قیمتی نُکات قلمبند کروائے، آپ نے کہا:

> ''بل کے نفاذ کے بعد عوام کا مساجد، مدارس کے ساتھ تعلق زیادہ کمزور ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی بھی اب اپنی زمین یا املاک وقف کرنے کی جراءت نہیں کرے گا، جہاں اجر و ثواب سے محروم ہوں گے وہاں آئندہ کارِ خیر کا دروازہ بند ہو گا۔ ''[1]

علامہ محمد یٰسین ظفر نے اِس موجودہ بل کے مذہبی و سماجی اثات کو بیان کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اِس بل کی وجہ سے لوگ دین سے دور ہوتے دیکھا دے رہے ہیں اور مساجد و مدارس کا جو ایک طویل سلسلہ تھا وہ ختم ہوتا نظر آرہا ہے۔

علماء اور مذہبی راہنماؤں کا سیاست سے دور رہنا:

وقف املاک بل 2020 جو کہ سیاسی اکثریت کی بناء پر راتوں رات منظور کر لیا گیا مگر اُس بل میں ایک یہ بھی شق تھی کہ مساجد و مدارس کے ناظمین اور منتظمین سیاست سے دور رہیں گے وہ کسی بھی سی سیاسی جماعت یا پارٹی کو نہ تو سپورٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی الیکشن لڑ سکتے ہیں اور یہ انسانی آزادی کے بھی خلاف ہے اور پاکستان کے آئین اور قانون کے بھی چُنانچہ اِس سلسلہ میں رانا محمد شفیق خاں پسروری صاحب سے وقف املاک بل 2020 ایکٹ سے متعلقہ سوال ہوا تو اُنہوں نے جواب دیا:

اور پھر اِس بل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ناظم کا سیاست سے کوئی تعلق نہ ہو یہ تو انسانی آزادیِ حق کے خلاف ہے۔ اور پاکستان میں جو لوگ دینی اداروں کو دیتے ہیں تو سب سے بڑھ کو وہ دینی شخصیات کو دیتے ہیں جس پر عوام کو اعتماد ہوتا ہے اُسی کو ہی دیتے ہیں۔

اور مزید پسروری صاحب نے اپنی انٹرویو میں کہا:

---

[1] محمد یٰسین ظفر، ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ، انٹرویو، 05/11/2022

ہم مانتے ہیں کہ اِس میں لوگ کرپشن کرتے ہیں مگر ہر جگہ اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی ہم چند بُرے لوگوں کی وجہ سے اچھے لوگوں کو بھی پس پُشت ڈال رہے ہیں اور دینی مدارس و مساجد کا نظام با قاعدہ رجسٹرڈ ہوتا ہے اور اِسکا پورا سسٹم ہوتا ہے جسکے تحت کا نظام چلتا ہے لیکن جس طرح حکومت یا رفاہی اداروں میں کرپشن ہو رہی ہے اُس طرح اِس جگہ نہیں ہے اگر حکومت اِن مساجد و مدارس کی خود مختاری کو ختم کر کے اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کرے گی تو اِس سے ملک کا نظام خراب ہو گا اور دینی مدارس کا نظام درہم برہم ہو گا[1]۔

تو اِس سے معلوم ہوا کہ پاکستان کے جید ممتاز علماء اور اسکالرز نے بھی اِس بل کی مخالفت کی ہے اور اِس بل کو پاکستان کی مذہبی، سماجی اور سیاسی آزادی کے خلاف سمجھا ہے۔

وقف املاک بل اور معاشرہ کی فلاح و بہبود:

202ء میں وقف املاک بل پیش کیا گیا جس کا بُنیادی مقصد یہ ہے کہ اِس سے معاشرہ میں فلاح و بہبود کا پہلو پہلے کی نسبت زیادہ اہم ہو۔ جس طرح کچھ لوگ وقف پراپرٹی پر قابض بن کر بیٹھے تھے اور کسی بھی قسم کی وقف املاک سے عوام الناس کو کما حقہ فائدہ نہیں پہنچا رہے تھے جس کے تناظر میں یہ بل پیش کیا گیا تاکہ عوام الناس کو بہتر سے بہتر فوائد دیئے جائیں۔ تاکہ وقف مدارس کے منتظمین اور ناظمِ اعلیٰ کہ جو اپنی تجوری کو تو بھرتے نظر آتے ہیں مگر مدارس میں نئی اصلاحات اور طلباء کی فلاح و بہبود کے لئے تگ و دو کرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔

اگر اسلامی تاریخ کو دیکھا جائے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے وقف کیا۔ آپ ﷺ نے سات باغوں کو وقف کیا جو کہ اسلام میں پہلا وقف خیری تھا۔ یہ سات باغات "مخیریق" یہودی کے تھے جو جنگ احد میں مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے مارا گیا تھا۔ اس نے وصیت کی تھی کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرے اموال (پراپرٹی) حضرت محمد ﷺ کے لیے ہو گی۔ وہ انہیں اللہ کی مرضی سے صرف کریں۔

چُنانچہ ابنِ ہشام اپنی سیرت میں لکھتے ہیں:

> "وكان من حديث مخيريق، وكان حبرا عالما، وكان رجلا غنيا كثير الأموال من النخل، وكان يعرف رسول الله – صلى الله عليه وسلم --- يقول: { مخيريق خير اليهود } وقبض رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أمواله، فعامة صدقات رسول الله –

---

[1] یوٹیوب ویڈیو: **وقف ایکٹ 2020 کی حقیقت**، رانا شفیق خان پسروری، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، 28 جنوری 2021

صلى الله عليه وسلم – بالمدينة منها[1]."

اِس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے وقف کو احسن انداز میں خرچ کیا نہ کہ اپنی عیش و عشرت میں، جیسا کہ موجودہ دور میں ہو رہا ہے، وقت کی ضرورت ہے کہ تعلیماتِ نبویہ کے مطابق تمام اُمور کو احسن انداز میں ادا کیا جائے۔اور جو منہجِ نبوی تھا اُسی کے مطابق وقف املاک کو معاشرہ کی فلاح و بہبود میں خرچ کیا جائے۔

دوسرا وقف اسلام میں حضرت عمرِ فاروق خلیفہ دوم نے کیا۔اس کے بعد آپ ﷺ کے زمانہ ہی میں صحابہ کرامؓ نے کئی وقف کیے۔جب پیغمبر اسلام کے سامنے کوئی سوشل مسئلہ آتا تو آپ ﷺ صحابہ کرام کو ترغیب دیتے، صحابہ کرام فوراوہ چیز وقف کر دیتے۔ حتیٰ کہ مسجد کے لئے جب جگہ کی ضرورت تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے لئے جگہ کو وقف کرنے کا اعلان کیا تو حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے مسجد کے لئے جگہ وقف کر دی۔ چُنانچہ امام نسائی لکھتے ہیں:

((عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ --- أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ فَابْتَعْتُهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ قَالَ فَاجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَأَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ ابْتَعْتُ بِئْرَ رُومَةَ قَالَ فَاجْعَلْهَا سِقَايَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَأَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُجَهِّزُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ فَجَهَّزْتُهُمْ حَتَّى مَا يَفْقِدُونَ عِقَالًا وَلَا خِطَامًا قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ))[2]

حضرت حصین بن عبدالرحمن سے روایت ۔۔۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ’’جو شخص فلاں خاندان کا کھجوروں کا باڑہ خرید کر (مسجد میں شامل کر) دے گا ‘اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔‘‘میں نے وہ باڑہ خرید کر دیا‘ پھر میں رسول

---

1 ابنِ ہشام، عبدالملک بن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، (بیروت: دار الجیل، 1411ھ) ص: 51/3

2 نسائی، احمد بن شعیب، **سنن النسائی**، (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، 1986ء)، رقم الحدیث: 3606

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کیا کہ میں فلاں خاندان کا باڑہ خرید لیا ہے۔آپ نے فرمایا: ''اسے مسجد میں شامل کردو۔اسکا ثواب تجھے ملے گا؟''سب نے کہا: بالکل درست ہے ۔آپ نے فرمایا: میں تمہیں اسکی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص بئر رومہ کنواں خریدے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔''میں (اسے خرید کر) رسولاللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کیا: میں نے رومہ کا کنواں خرید لیا ہے۔آپ نے فرمایا: ''اسے مسلمانوں کے پینے کے لیے وقف کردو۔اسکا ثواب تمہیں ضرور ملے گا؟''سب نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔آپ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو شخص تنگی والے لشکر کو تیار کرے گا' اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت فرمائے گا۔'' میں نے انہیں سارا سامان دیا حتیٰ کہ وہ کوئی رسی یا مہار تک کی کمی محسوس نہ کرتے تھے؟ان سب نے کہا: بالکل صحیح ہے۔حضرت عثمان کہنے لگے: اے اللہ! گواہ ہو جا۔اے اللہ! گواہ ہو جا! اے اللہ! گواہ ہو جا!۔

تواِس سے معلوم ہوا کہ وقف بل کا بُنیادی مقصد یہ ہے کہ تمام وقف شدہ جگہوں کو احسن انداز میں اور اُسکے مقاصد میں ہی لگایا جائے نا کہ اُسکا غلط اور ناجائز فائدہ اُٹھایا جائے ۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور پھر احسن انداز میں وقف کیا نا کہ اُسکا کچھ حصہ اپنے استعمال میں لایا بلکہ سب کچھ مسلمانوں اور عوام کے فائدہ کے لئے تقسیم کر دیا۔

وقف املاک بل اور علماء کے لئے مشکلات:

آپ جانتے ہیں کہ برسوں سے دینی مدارس کی رجسٹریشن نہیں ہو پائی، رجسٹریشن کا عمل کتنا مشکل اور پیچیدہ بنا دیا گیا ہے۔اول تو تا حال رجسٹریشن کا کوئی نظام وضع نہیں کیا جا سکا لیکن اگر رجسٹریشن کا کوئی نظام بن بھی جاتا ہے تو ہمارے دفاتر اور بیوروکریسی کے روایتی نظام کے تحت وقف کرنے سے پہلے کے مراحل جنہیں رجسٹریشن کے سادہ اور خوشنما لفظ سے تعبیر کیا گیا وہ کبھی بھی پورے نہیں ہو پائیں گے اور رجسٹریشن کا دریا عبور کرنا ہی ممکن نہیں ہو گا چہ جائے کہ وقف کی نوبت آئے۔

تو اگر ایسا ہو تو پھر عوامی سطح پر اور قوم کی خدمت کرنے کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا ہو گا جس سے نہ صرف ملکِ پاکستان کے وفاق میں بلکہ ہر صوبہ کی عوام کو مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا جو کہ انتہائی مشکل کام ہے۔ اور علماء کا بار بار اِن دفاتر میں جانا ایک مشکل امر ہے جس سے دینی مدارس کا سلسلہ یا تو کم ہو جائے گا پھر یہ ختم ہی ہو جائے گا اور اِس سے عوام الناس کا بہت بڑا نقصان ہو گا۔

وقف املاک بل 2020 کے حوالہ سے جب مولانا طاہر اشرفی صاحب سے انٹر ویو لیا گیا تو اُنہوں نے ایک لائیو شو میں انٹر ویو دیتے ہوئے کہا[1]:

"وقف املاک بل ایکٹ کے حوالے سے محترم جناب اسپیکر قومی اسمبلی کے ساتھ تمام مکاتبِ فکر کے علماء کی نشست ہوئی ہے اور محترم مفتی تقی عثمانی صاحب نے بعض ترامیم اسپیکر صاحب کو بھجوائی ہیں اور اِس پر باقاعدہ کام ہو رہا ہے اور عمران خان صاحب علماء و مشائخ کانفرنس میں یہ کہہ چکے ہیں کہ اِس حوالے سے ان شاءاللہ بہت جلد علماءِ مساجد و مدارس کو خوشخبری دیں گے۔ اُس بل کے آنے کے بعد سے کوئی کاروائی نہیں ہوئی اور نہ ہی ہو گی۔ لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ یہاں پر مسجد یا مدرسہ بناتا کوئی مکتبہِ فکر ہے اور اُس پر قابض کوئی دوسرا مکتبہِ فکر ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے حکومت کو وہ مسجد یا مدرسہ سیل کرنا پڑتا ہے اور یوں دو فریقین کی وجہ سے اللہ اکبر کی صداء مسجد و مدرسہ سے آنا بند ہو جاتی ہے یا پھر وہاں جھگڑا ہوتا ہے پرچہ ہوتا اور معاملہ عدالت میں چلا جاتا ہے۔ اور ماضی میں بھی جب مسجد و مدرسہ پر حلا بولا گیا تو ہم وہاں کھڑے تھے اور آئندہ بھی ہم وہاں کھڑے ہوں گے۔ اور علماء و مشائخ جو فورتھ شیڈول میں تھے اُنہیں بھی ہم نے وہاں سے نکالا ہے۔"

وقف کنندہ کا دین سے دوری اختیار کرنا:

اگر ہم وقف املاک بل کے سماجی پہلوؤں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حکومت نے اِس بل میں یہ شرط لگادی ہے کہ جو بھی شخص کوئی زمین وغیرہ مسجد، مدرسہ یا پھر خانقاہ کے لئے وقف کرے گا تو پہلے اُسے اِس کی رجسٹریشن کروانی ہو گی جس ضمن میں اُس شخص کو اپنی منی ٹریل بھی دینی ہو گی کہ یہ زمین یا یہ پراپرٹی اُسکے پاس کب، کیوں اور کیسے آئی اور وہ یہ زمین کیوں وقف کرنا چاہتا ہے وغیرہ۔

[1] پاکستان علماء کونسل گوجرانوالہ فیس بک پیج، 5 اپریل 2021

یوں پہلے تو ہر کوئی وقف کرنے سے پہلے رجسٹریشن کے بکھیڑوں میں پڑنے سے کترائے گا لیکن اگر کسی نے ہمت کر ہی لی تو اسے رجسٹریشن کی بھول بھلیوں میں اتنا تھکا یا جائے گا کہ وہ رجسٹریشن کا بھاری پتھر چوم کر ہی لوٹ جائے گا اور کوئی چیز بھی وقف کرنے کا حوصلہ نہیں کر پائے گا، یوں اس بل میں وقف سے پہلے رجسٹریشن کی شرط لگا کر وقف کے عمل پر ایک ایسا تالا ڈال دیا گیا ہے، جس کے ذریعے وقف کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔

مولانا عبدالاکبر چترالی صاحب نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں بیان کرتے ہوئے کہا:

جناب اسپیکر یہ ترمیم اِس لئے لائی گئی ہے کہ وقف کی اسلام میں ایک خاص اہمیت ہے لوگ اپنی چیزیں وقف کرتے ہیں، باغات وقت کرتے ہیں، اور یہ دینی کاموں میں، غریب اور متوسط طبقہ کے کاموں میں لگاتے ہیں۔ تو اِسکا اسلام میں ایک بہت اہمیت ہے لیکن 2020 میں جو بل پیش کیا گیا ہے اُسکی حقیقت یہ ہے اُس میں اِسلام کے قوانین کو اگنور کیا گیا ہے کہ اُس بل کی وجہ سے کوئی بھی شخص اپنی زمین، جگہ، بنگلہ یا پھر گھر کو مسجد، مدرسہ، ہسپتال یا پھر دینی جگہ کو نہیں دے سکتا کیونکہ ہر شخص وہ جگہ دینے سے ہچکچائے گا[1]۔

ڈاکٹر محمد سجاد صاحب (ممبر قومی اسمبلی) نے بھی اِسکی حمایت کی اور گزارش کی کہ اِس بل کو وزارتِ داخلہ کی متعلقہ کمیٹی کو بھیجا جائے کہ جہاں پر تمام اداروں کی ان پوٹ مشترکہ تجاویز کی روشنی میں بہتر فیصلہ ہو سکے۔

تو اِس سے معلوم ہوا کہ سماجی طور پر بھی یہ بل اُمتِ مسلمہ کو فوائد کم اور نقصانات زیادہ دے رہا ہے۔ اِس ملک میں مساجد، مدارس اور خانقاہوں سے ہر سال ہزاروں میں طلباء اور علماء بن کر قوم واُمت کی اصلاح کر رہے ہیں اور اگر یہ سلسلہ بند ہو گیا تو معاشرہ میں علم کم اور جہالت زیادہ ہو جائے گی۔

سیاسی فوائد کا حُصول اور املاکِ اوقاف کی بربادی:

وقف املاک بل 2020ء کا اگر جائزہ لیا جائے اور اِسکے سیاسی و سماجی اثرات کو دیکھا جائے تو اِس بل کی ایک شق یہ ہے کہ:

> ''چیف کمشنر اسلام آباد و دارالحکومت علاقہ جات (آئی سی ٹی) کے لیے ناظم اعلیٰ اوقاف کا تقرر کرے گا اور بذریعہ حکم ایسی تمام وقف املاک جو آئی سی ٹی کی حدود کے اندر واقع ہیں بشمول اس سے متعلق تمام حقوق، اثاثہ جات، قرضہ جات، واجبات اور ذمہ داریاں اس کے زیر اختیار دے سکتا

[1] قومی اسمبلی اجلاس، خطاب: مولانا عبدالاکبر چترالی، 2 اگست 2022ء

ہے۔ ناظم اعلیٰ او قاف آئی سی ٹی کے ناظم اعلیٰ کے نام سے ایک واحد کارپوریٹ ادارہ ہو گا، جو دوامی تسلسل اور مخصوص مہر کا حامل ہو گا"۔

اس پیرا گراف کا خلاصہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ ناظم اعلیٰ جملہ او قاف کے سیاہ و سفید کا مالک ہو جائے گا اور صرف او قاف ہی نہیں بلکہ متعلقہ جملہ امور اس کے زیر تصرف و زیر اختیار آجائیں گے اور وہ ایک کارپوریٹ ادارے کے طور پر ان او قاف کا جو حشر کرنا چاہے اس کو کلی اختیارات ہوں گے۔

اِس حوالے سے مولانا عبدالاکبر چترالی صاحب نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں بیان کرتے ہوئے کہا:

کہ یہاں ناظمِ اعلیٰ کے نام سے ایک فردِ واحد کو اتنا بااختیار بنادیا گیا ہے کہ آپ حیران ہو جائیں گے کہ ایک ڈکٹیٹر بھی جو آئین توڑ کر برسرِ اقتدار آتا ہے وہ اتنا بااختیار نہیں ہوتا کہ جتنا وہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی بھی اسلامی پروگرام آپ رسول اللہ ﷺ کی سیرت بھی بیان نہیں کر سکتے عام جگہوں میں جب کہ آپ ناظمِ اعلیٰ سے اجازت نہ لیں، اِسی طرح اسلامی تقریبات پر بھی پابندی، اور اُن کو اتنا اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ اُن اداروں کو اپنی تحویل میں لانا چاہیے تو وہ وہاں کی انتظامیہ میں گڑ بڑ پیدا کروائے گا اور اُس گڑ بڑ کی وجہ سے انتظامیہ دو گروہوں میں تبدیل ہو گا اور پھر وہ لائن ان آرڈر کا مسئلہ بنا کر اُسے اپنی تحویل میں لائے گا۔[1]

مولانا صاحب نے بھری اسمبلی میں اِس پر قدوغن کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ بل پاکستان کے مذہبی طبقہ کے حق میں نہیں ہے اور اِس بل کی رُو سے کمشنر صاحب کچھ بھی کر سکتے ہیں اور پاکستان کے دینی اداروں کو بڑی تباہی اور نقصان کی طرف دھکیل سکتے ہیں۔اِس سے معلوم ہوا کہ وقف املاک بل 2020 کے سیاسی اور سماجی پہلوؤں کو دیکھا جائے تو معاشرے کا مستقبل محفوظ نہیں ہے۔

اِس طرح اگر اِس بلا کا جائزہ لیا جائے تو ہمارے ملک کے سیاسی افراد اپنی سیاسی قوت کو استعمال کر کے ملک میں کسی قسم کا قانون پاس کروا لیتے ہیں جس سے ملک میں افراتفری مچ جاتی ہے چُنانچہ رانا محمد شفیق خاں پسروری صاحب (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) سے وقف املاک بل 2020 ایکٹ سے متعلقہ سوال ہوا تو اُنہوں نے جواب دیا:

"اُصولی طور پر کوئی بھی بل پاس کروانا ہو تو اُسے قائمہ کمیٹی میں لایا جاتا اور وہ تمام متعلقہ فریقوں کو بُلاتا ہے اور پھر وہ پارلیمنٹ کے حلقۂ زیریں یعنی قومی اسمبلی میں آتا ہے یہاں سے پاس ہونے کے

[1] قومی اسمبلی اجلاس، خطاب: مولانا عبدالاکبر چترالی، 2 اگست 2022ء

بعد ایوانِ بالا یعنی سینٹ میں جاتا ہے وہاں سے پاس ہونے کے بعد وہ قانون کی حیثیت اختیار کرتا ہے۔ جبکہ یہ بل ایسے پاس نہیں کیا گیا۔ یہ وقف املاک بل FATF کے دباؤ کی وجہ سے بہت جلد منظور کروایا گیا حکومتِ وقت نے اِسے قومی اسمبلی سے اپنی عددی اکثریت کی بناء پر منظور کروالیا مگر جب یہ بل سینٹ میں پہنچا تو اُسے رد کر دیا گیا۔ جلد بازی اور بغیر سمجھے سمجھائے بغیر کسی کو پڑھائے یہ پاس کر لیا گیا اور پھر 12 اکتوبر کو اسد قیصر نے تمام دینی مکاتبِ فکر کے قائدین کو بُلایا اور متحدہ تنظیمات المدارس، جس میں اسد عمر، شفقت محمود، نور الحق قادری، پرویز خٹک بھی موجود تھے اور دوسری طرف سے مفتی تقی عثمانی، مفتی حنیف جالندھری، مولانا ساجد میر، ڈاکٹر راغب نعیمی اور مفتی منیب الرحمان صاحب تھے اُس میں میٹنگ میں کہا گیا کہ آپ نے جلد بازی میں کیا ہے آپ کو مشاورت کر لینی چاہیے تھی۔ اِس وقت ہمارے ملک کا استحکام اور سالمیت سخت خطرے میں پڑا ہوا ہے اور وہ پاکستان کو گرے لسٹ سے نکالنے کے لئے ایسے اقدامات کر رہے ہیں کہ پاکستان گرے لسٹ سے نکل جائے۔"[1]

اِس جگہ رانا شفیق کے اِس بیان سے معلوم ہوا کہ یہ بل جلد بازی میں منظور کیا گیا اور اِس بل کے بارے میں مذہبی قائدین سے مشورہ نہیں لیا گیا اور اِس بل کے منظور ہونے میں فیٹف کا ہاتھ تھا اور رانا صاحب نے واضح کیا کہ یہ بل پاکستان کی سیاسی جماعت نے اپنی سیاسی اکثریت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے پاس کروایا ہے۔

وقف املاک بل 2020 ہندو و غیر مسلم نواز:

پاکستان وقف املاک بل 2020ء کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ بل صرف مسلمانوں کے لئے یعنی اِس بل کا تعلق صرف اُس وقف شدہ زمین کے ساتھ ہے کہ جو مسلمانوں کے پاس یعنی مساجد، مدارس، اور مزاراتِ اولیاء وغیرہ جبکہ گردوارے، گرجے گھر، چرچ، مندر، اور غیر مسلمین کی دیگر عبادگاہیں اِس بل سے مستثنیٰ ہیں جو کہ پاکستان کی اکثریت کے خلاف ہے اور پاکستانی اسمبلی نے اِس بل کو صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہے حالانکہ مسلمین کی طرح غیر مسلمین کے ہاں بھی صدقہ اور خیرات کا تصور پایا جاتا ہے اور اُن کی یہ مذکورہ عبادت گاہیں بھی اِس زُمرے میں آتی ہیں مگر اُن کو شامل نہیں کیا گیا اِس حوالے سے رانا محمد شفیق خان ممبر اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی ایک انٹرویو میں یوں کہا:

---

[1] یوٹیوب ویڈیو: **وقف ایکٹ 2020 کی حقیقت**، رانا شفیق خان پسروری، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، 28 جنوری 2021

آج تک کسی بھی دینی جماعت اور طبقہ نے اِس وقف املاک ایکٹ 2020 کی حمایت نہیں کی اور اِس میں صاف لکھا ہے کہ ایف اے ٹی ایف کے تقاضوں کو پُورا کیا گیا ہے۔اوراِس میں اِسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کی گئی ہے اوراِس کو طبقاتی بنایا گیا ہے اور اِسکی دفعہ 2 میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے جبکہ وقف صرف مسلمانوں کے ہاں ہی نہیں بلکہ غیر مسلمین کے ہاں بھی اِس کا تصرف پایا جاتا ہے جب کہ ہماری حکومت نے غیر مسلمین کی وقف املاک کو اِس سے خارج کر دیا ہے۔اور ہمارے ملک میں غیر مسلمین کو باہر ممالک سے بہت زیادہ مدد آتی ہے اور اِسلاموفوبیا کا واضح تاثر پایا جاتا ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ پاکستان جو اِسلام کے نام پر بنا ہے آج اُسکے باسی اِسی اسلام کے خلاف اور اِسکی کثرت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو کہ اِنکی اسلام دشمنی کو واضح کر رہی ہے۔اگر یہ بل پاکستان میں لاگو کرنا ہی چاہتے ہیں تو کفار و مشرکین کی وقف جائیداد پر بھی لاگو کیا جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہماری حکومت کے آقا ناراض ہو جائیں گے اور ایف اے ٹی ایف کو راضی اِسی صورت میں کیا جاسکتا ہے کہ جب مساجد و مدارس کی فنڈنگ اپنے قبضہ میں لی جائے۔

وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان کے مثبت فوائد:

وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان کے اگرچہ منفی پہلو بھی ہیں لیکن اس کے برعکس مثبت پہلو بھی موجود ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

منتظمین جامعہ کا وقف املاک کا غیر ضروری استعمال:

وقف املاک بل 2020 کے پیش ہوتے ہی وہ تمام ناظمین کہ جو اپنی اپنی مرضی سے جامعہ کو چلا رہے تھے اور قوم کے پیسوں کو صحیح اور دُرست جگہ پر خرچ نہیں کر رہے تھے اور جامعہ کو چلانے کی بجائے اپنی تجوری کو بھر رہے تھے اور اپنی تنخواہ اپنی مرضی سے لے رہے تھے جبکہ اساتذہ اور طلباء پر بہت کم خرچ کر رہے تھے تو اِسی اثناء میں یہ بل پیش ہوا جس سے ناظمین ادارہ پریشان نظر آ رہے ہیں۔

مفتی حافظ علی حسن فریدی (ناظمِ تعلیمات جامعہ فریدیہ حیات الاسلام، للبنات لاہور) سے ایک انٹرویو جب اِس حوالہ سے لیا گیا تو اُنہوں نے ایک جامعہ کے بارے میں اپنا ایک قصہ سُنایا:

اُنہوں نے بتایا کہ یہ 2008ء کی بات ہے کہ جب لاہور میں گجر پورہ کے علاقہ میں ایک جامعہ کے ناظم سے بحث ہوئی اوراس سلسلہ میں طلباء نے احتجاج بھی کیا کہ جامعہ کے تمام سینئر اساتذہ جو کہ بہت ہی قابل اور عمدہ پڑھانے والے تھے اُنہیں بہت ہی کم تنخواہ دی جارہی تھی جبکہ جامعہ کے منتظمین کی اپنی تنخواہ کئی گنا زیادہ تھی۔یعنی کہ سب سے اچھے اور پُرانے استاذ کی تنخواہ اُس وقت چھے ہزار تھی جبکہ منتظمین کی پچاس پچاس ہزار تنخواہ تھی اور وہ خوب عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے جبکہ دیگر اساتذہ بمشکل اپنی زندگی بس کر رہے تھے۔ تواِس سلسلہ میں طلباء نے احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ تمام سینئر اساتذہ کواُنکے معیار کے مطابق تنخواہ دی جائے اور اُنہیں بھی عزت اور احترام دیا جائے، تو پھر کچھ حد تک طلباء کے مطالبات کو سامنے رکھا گیااور اساتذہ کو اعلیٰ تنخواہ دی گئی[1]۔

جب کہ اگر پاکستان میں پاس ہونے والے وقف املاک بل 2020ء کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اِس بل کی وجہ سے پاکسان میں بہت سے مدارس کے منتظمین اور انتظامیہ دُرست سمت پر چل پڑے ہیں اور یوں پچھلی کئی دہائیوں سے ہونے والی مشکلات بھی حل ہو گئی ہیں اور مساجد و مدارس کا نظام دُرست سمت کی طرف گامزن ہو رہا ہے ۔اِس بل کے مطابق اگر کسی مدرسہ کے ناظم یا کوئی مہتم فنڈ کا دُرست استعمال نہیں کرتے تو اُنہیں سخت سے سخت سزا دی جاسکتی ہے جس میں اُنہیں جیل بھی بھیجا جاسکتا ہے اور اُنہیں مالی جُرمانہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان شر پسند عناصر سے تحفظ کا ضامن:

ہمارے ہاں مساجد، مزارات اور مدارس میں مسلکی جھگڑوں کے علاوہ ''موروثیت'' کے تنازعے اور گروہی تصادم بھی بعض اوقات بڑی المناک اور دلخراش صورتحال اختیار کر لیتے ہیں۔ خانقاہوں پر ''سجادگی''، مدارس میں مہتمم، مساجد میں خطابت اور تولیّت کے امور، بانی شخصیت کے دنیا سے پردہ کر جانے بعد، عمومی طور پر ایسے اُلجھتے ہیں کہ پھراُلجھتے ہی چلے جاتے ہیں، جس سے ان اداروں کی تقدیس اور تحریم کا متاثر ہونا، ایک لازمی امر ہے۔ زیر نظر قانون، اس اعتبار سے اہمیت اور متعلقہ افراد اور شخصیات کے لیے مفید اور ایسے شر پسند عناصر سے تحفظ کا ضامن ہو گا، جو غیر رواجی طریقے سے، خود ہی کسی مزار، مسجد یا مدرسہ کے منتظم، نگران یا ناظم بن بیٹھتے ہیں اور پھر غیر ثقہ اور محروم لوگوں کا ایک گروہ اکٹھا ہو کر، حقیقی (Genuine) شخصیات کے لیے پریشانی کا باعث بنتا اور انہیں ہر

[1] انٹرویو: مفتی حافظ علی حسن فریدی، ناظمِ تعلیمات جامعہ فریدیہ حیات الاسلام للبنات عامر روڈ شاد باغ لاہور، 25/11/2022، بوقت: 4:50pm

وقت ''بلیک میل''کرتا رہتا ہے۔ایسی ہی و بین المذاہب ہم آہنگی فورمز اور بوگس مشائخ تنظیمات کے حوالے سے بھی عام ہے، جس کی بابت بھی قانونی عملداری کا بندوبست ہو رہا ہے، بہر حال۔ یہاں ایک اور ابہام کاازالہ بھی لازم ہے کہ عام طور پر ''اوقاف''کی دستبر دار سے محفوظ رہنے کے لیے، مختلف افراد یاادارے، خانقاہ، مساجد، مدارس اور مزارات کی تعمیر و تشکیل کے لیے،ذاتییا موروثی زمین کا انتخاب یا اہتمام کرتے ہیں،تاکہ کل کلاں انہیں حکومت سے کوئی پریشانی نہ ہو۔

وقف املاک ایکٹ2020پاکستان کے مطابق رجسٹریشن:

وقف املاک ایکٹ2020پاکستان کی شق کے مطابق وقف املاک کی رجسٹریشن والا عمل حقیقت میں فائدہمند ہے۔ حکومت ان کی ''متولیت''(Custodianship)کو تسلیم کرتے ہوئے اس فرد کو اس کا سربراہ مقرر کر دے گی۔ جس سے دقف املاک کی حیثیت اور زیادہ محفوظ اور مستحکم ہو گی۔ دراصل اوقاف کا کسی پراپرٹی یعنی دربار وغیرہ کو وقف پراپرٹیزآرڈیننس کی شق 7 کے تحت،اپنی تحویل میں لینااور عمل ہے،اور کسی پراپرٹی کا اوقاف کے ہاں''رجسٹرڈ''ہونا اور عمل ہے۔ موجودہ وقف املاک بل کا عمل اوقاف کے پاس رجسٹریشن کا ہے، جس میں بالکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اندر ایک تحفظ کی شکل موجود ہے۔ ویسے یہ کوئی بالکل نئی چیز بھی نہیں،بلکہ وقف پراپرٹی آرڈیننس 1979ءکی شق6جوکہ "Registration of Waqf Property"سے موسوم ہے، میں،ہر وقف کے رجسٹرڈ ہونے کی شرط پہلے سے موجود ہے۔

وقف املاک ایکٹ2020پاکستان کے مطابق خطابات ولیکچرز:

وقف املاک ایکٹ2020پاکستان کے مطابق ناظم اعلی کے دائرہ اختیار کے بارے میں درج ہے کہ وہ ایسے خطابات، خطبات اور لیکچرز پر پابندی لگاسکتا ہے جو پاکستان کی خود مختاری کے بارے میں متعصبانہ ہوں۔اور اسی طرح مختلف مذہبی طبقات یا گروہوں کے بارے میں نفرت انگیز کلمات پر مبنی ہوں۔ جس کی وجہ سے ملکی سالمیت اور اتحاد واتفاق خطرے میں محسوس ہو تو ایسے خطابات ولیکچرز پر ناظم اعلی پابندی لگاسکتا ہے۔

فصلِ سوم: وقف املاک بل 2020 کے اثرات کی روشنی میں سفارشات وتجاویز

اِس فصل میں وقف املاک بل 2020 پاکستان کے (اوقاف کنٹرول پالیسی) مذہبی اور سیاسی طبقات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے چند اہم نُکات بطور سفارشات کے پیش کئے جارہی ہیں:

(1) مالی جرمانہ کا متبادل:

وقف املاک بل کہ جس میں جرمانہ لگایا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ جو بھی شخص بھی وقف املاک کو نقصان پہنچائے یا پھر اُس پر کسی قسم کا نقصان کرے تو اُسے مالی اور جسمانی سزادی جاسکتی ہے اور اُسے جیل بھی بھیج دیا جائے گا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ مالی کی بجائے جسمانی جُرمانہ دیا جائے کیونکہ شریعت میں مالی جرمانہ لینا جائز نہیں ہے۔ چُنانچہ فتاوی شامی میں ہے:

"وفي شرح الآثار : التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ .والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال"[1].

اور شریعت سے متصادم قوانین پر فیصلہ کرنا موجبِ گناہ ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

"وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ"[2]

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ اَحکام کے خلاف حکم جاری کریں وہ نافرمان اور سرکش ہیں"۔

چوں کہ مالی جرمانہ لینا جائز نہیں ہے، اس لیے اگر کسی مجرم سے بطورِ زجر و تنبیہ کے مالی رقم لی جائے تو وہ رقم مالک کو واپس کرنی چاہیے مالی جرمانہ عائد کرنا یا وصولی کی صورت میں اسے خرچ کرنا، استعمال میں لانا دونوں صورتوں ناجائز ہیں۔

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ مالی جرمانہ کی بجائے اُسے شریعت کے مطابق سزادی جائے تاکہ وہ راہِ راست پر آجائے اور اِسلام کی خلاف ورزی کرنا اور حکومتِ وقت کے قواعد و نظریات کو توڑنا چھوڑ دے۔

(2) بغیر ثبوت کے سزا:

وقف املاک بل 2020 کا ایک شق یہ بھی ہے کہ اگر کسی وقف پراپرٹی کے منتظم یا ناظم کے بارے کسی نے کسی قسم کی شکایت لگائی تو اُسے چھے ماہ تک کے لئے غائب کر دیا جائے گا یعنی اُسے کسی پوشیدہ جیل میں ڈال دیا جائے گا کہ

---

[1] ابنِ عابدین، الدر المختار، ص: 4/61

[2] القرآن: 47/5

جہاں پر اُسے کوئی جاننے والا نہ ہوگا جبکہ یہ بھی خلافِ شرعی امر ہے اِس لئے بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے ایسے شخص کے بارے میں مکمل تحقیق کی جائے اور اُسکے خلاف ثبوت اکھٹے کیے جائیں اور جب اُس پر فردِ جرم ثابت ہو جائے تو پھر اُس کو گرفتار کیا جائے اور اُسے اُسکے جرم کے مطابق ہی سزا دی جائے نہ کہ زیادہ۔اور بغیر جرم ثابت ہوئے کسی بھی شخص کو سزا دینا اِسلام میں جائز نہیں ہے چُنانچہ رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے :

((إن الذي يعذب الناس في الدنيا يعذبه الله في الآخرة))[1].

"اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو عذاب دے گا کہ جو دُنیا میں لوگوں کو اذیت دیتے ہیں"۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنہوں نے جرم ہی نہیں کیا اور نہ ہی اُن کی کوئی غلطی تھی بغیر کسی وجہ کے اُنہیں پکڑا گیا اور اُنہیں جیل کی سلاخوں میں پابندِ سلال رکھا گیا۔ لہٰذا بطور سفارشات کے یہ بھی ایک اہم تجویز ہے کہ جس بھی کسی شخص پر کوئی الزام لگایا جائے تو پہلے پولیس اور عدلیہ اُسکی تحقیق کرے اور پھر اُس پر کسی قسم کی سزا لگائے ورنہ اِس سے کماحقہ گریز کیا جائے۔ بغیر کسی وجہ کے اور بغیر جرم ثابت ہوئے ہی کسی شخص کو گرفتار کرنے سے اُسکے اہلِ خانہ یرغمال ہو سکتے ہیں اور اِسلام میں کسی بھی شخص کو یرغمال بنانا جائز نہیں ہے۔اِس سے فتنہ پیدا ہو سکتا ہے اور کسی بھی شخص کی زندگی تباہی کی طرف جاسکتی ہے۔

(3) علماء کے حقوق کا تحفظ:

وقف املاک بل 2020ء کا جائزہ لیا گیا مگر اُس میں علماء کی بات تک نہیں کی گئی بلکہ سارے اختیارات اور فرائض و مناصب حکومتی لوگوں کو دیئے گئے ہیں، جن علماء نے محنت کے ساتھ اور لوگوں کی ذہن سازی کے بعد کسی چیز کو اِسلام کے لئے وقف کروایا اور ایک عرصہ سے وہ دین کی خدمت کرتے ہوئے اور طلباء وطالبات کو قرآن و سنہ سے آراستہ کرتے کرتے ہوئے اپنی زندگی گزار دی ہے۔ تو حکومتِ وقت کو چاہیے کہ اُن کی خدمت و عظمت کو سراہا جائے اور اُن سے مزید خدمات حاصل کی جائیں۔

علماء بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اکثر و بیشتر دینی مدارس کے ساتھ منسلک رہے ہیں اور اُنہیں مدارس اور مساجد کو چلانے اور اُن کے نظام و انصرام کے بہترین تجربہ ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی کمشنر یا کسی اور آفیسر کو وقف املاک کا

1 قُشیری، مسلم بن حجاج، **الصحیح المسلم**، کتاب البر والصلۃ، (بیروت: دارالمعرفہ، 1421ھ)، رقم: 2613

نگران متعین کرنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ علماءاور آئمہ و خطباء کو یہ ذمہ داری دی جائے اور اُمید ہے کہ وہ یہ ذمہ داری بخوبی اور احسن انداز میں پوری کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو پاکستان میں اور بیرونِ ممالک بہت سے ایسے دینی مدارس ہیں کہ جنہیں علماء ہی چلا رہے ہیں اگر علماء میں یہ صلاحیت نہ ہوتی اور اگر وہ قوم کو دھوکہ دینے والے ہوتے یا پھر قوم سے فراڈ کرنے والے ہوتے تو کبھی بھی اتنے بڑے بڑے مدارس قائم نہ ہوتے اِس لئے وقت کی ضرورت ہے کہ بل میں ترمیم کر کے جس جس جامعہ یا مسجد کو کوئی عالمِ دین یا کوئی اسکالر چلا رہا ہے تو حکومتِ وقت کو چاہیے کہ وہ اُنہیں کے ہی سپرد کر دیئے جائیں تاکہ احسن انداز میں وہ دینی مدارس کا نظام چلا سکیں۔

اگر دیکھا جائے تو کئی دہائیوں سے علماء اور خطباء مساجد و مدارس کا نظام چلا رہے ہیں جس سے اُن کے گھر کا چولہا بھی جلتا ہے یعنی وہ مسجد اور مدارس کے فنڈ سے ہی اپنی تنخواہ نکالتے ہیں اگر حکومتِ وقت اِن معتدل اور متوسطہ طبقہ سے یہ نظام بھی چھین لے گی تو اُن کے گھروں میں فاقے پڑ سکتے ہیں کیونکہ حکومت نے اِس کا متبادل بھی تو نہیں دیا جس وجہ سے ملکِ پاکستان ایک نئی تخریب کاری کی طرف جا سکتا ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ علماء کے حقوق کا تحفظ بھی کیا جائے اور اُن کے حالات کو بھی مدِ نظر رکھا جائے۔

سیاسی عدمِ مداخلت:

پاکستان کے تمام دینی مدارس سیاست کی بجائے قرآن وسنہ کے اصل پیغام کو اُمتِ محمدیہ تک پہنچانے میں سرگرم عمل ہیں اِن دینی مدارس میں ہمیشہ قرآن واحادیث کی تعلیم دی جاتی ہے اور یہ وہ جگہیں ہوتی ہیں کہ جس جگہ اللہ کے فرشتے پر بچھاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ))[1].

قوم جس بھی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرے، اُسکا درس کرے تو اُن پر اللہ کا سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ رحمت اُنہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اُن پر سایہ کرتے ہیں۔

---

[1] قشیری، **الصحیح المسلم**، (بیروت: دار المعرفہ، 1421ھ)، ح: 2699.

تواِس سے معلوم ہوا کہ مدارس اور مساجد بہت ہی پاکیزہ اور عمدہ جگہ ہے ایسی جگہوں پر موجودہ غلیظ سیاست کرنا یا ایسی جگہوں پر دُنیاوی باتیں کرنا شرعاً جائز نہیں ہیں۔اِس لئے سفارشات میں سے ایک سفارش یہ بھی ہے کہ ایسی جگہوں کو لغویات اور فضولیات سے بچایا جائے اور کماحقہ وہاں پر قرآن وسنہ کے پیغام کو عام کیا جائے۔ جس سے معاشرہ میں امن اور سکون ہی پیدا ہوگا۔اِس لئے حکومتِ وقت کو چاہیے کہ کسی ایسی شخص کو بھی اِن کا نگران نہ بنائے کہ جس کی سوچ اور فکری دُنیاوی ہے بلکہ وہی لوگ منتخب کئے جائیں کہ جو للہ (اللہ کے لئے) کام کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔

معاشی نقصان:

وقف املاک بل 2020ء کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اِس بل کی وجہ سے ملکِ پاکستان کی معیشت کے نقصان ہونے کا خدشہ ہے اور مستقبل میں بھی برے اثرات کا خدشہ ہے۔کیونکہ کچھ ایسے ادارے ہیں کہ جو وقف شدہ ہیں اور وہاں پر مدارس، ہسپتال اور دیگر رفاہی ادارے قائم ہیں اور اُن اداروں کے ذرائع آمدن سے سینکڑوں گھروں کے چولہے جلتے ہیں اور اگر ایسا ہو جائے اور اِس بل پر عمل کیا جائے تو اُن گھروں میں بھوک کے فاقے پڑ سکتے ہیں۔حکومتِ وقت کو چاہیے کہ وہ اِن بلوں کو پیش کرنے کی بجائے مساجد و مدارس کے ساتھ دل کھول کر تعاون کرے اور یہ نیکی کا کام ہے نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم اللہ رب العزت نے عطا فرمایا ہے چُنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾[1]

اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ مساجد و مدارس نیکی کے کام ہیں لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے اور ایک دوسرے بھائی کی مدد کرنے والا جب تک مدد کرتا رہتا ہے تو اللہ رب العزت اُس شخص کی خود مدد فرما رہا ہوتا ہے۔چُانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا، نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة، ومن يسر على

[1] المائدہ 2:5

معسر، يسر الله عليه في الدنيا والآخرة، ومن ستر مسلما، ستره الله في الدنيا والآخرة، والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه))[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی شخص سے دُنیا کی کسی مصیبت کو دور کرتا ہے تو اللہ اُسکی آخرت کی مصیبتوں کو دور فرما دیتا ہے۔اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرتا ہے تو اللہ اُس پر دُنیا اور آخرت دونوں میں آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ اُسکی دُنیا و آخرت کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور جب تک کوئی شخص بندے کی مدد میں لگا ہوتا ہے اور اللہ اُس شخص کی مدد فرماتا رہتا ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ حکومتِ وقت کو چاہیے کہ جو مدارس اور مساجد جید علماء کی نگرانی میں چل رہے ہیں اُنہیں چلنے دیا جائے اور جن مداس کے انتظام وانصرام میں مشکلات آرہی ہیں تو وہ اُن مساجد اور مدارس کو سنبھالیں اور اُن کا انتظام بہترین انداز میں چلانے کی کوشش کریں اور مساجد و مداس کا نظام بہترین چل رہا ہے تو اُن کو تنگ کرنے سے گریز کیا جائے جیسا کہ جامعۃ السلفیہ فیصل آباد، اسلام آباد، جامعہ نظامیہ، جامعہ نعیمیہ اور دیگر مکاتبِ فکر کے دینی وروحانی ادارے۔

ناظم اعلی کی خود مختاری کی بجائے مشاورتی کمیٹی:

وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان کی شق کی روسے محکمہ اوقاف کے افسر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس بات میں خود فیصلہ کرے گا کوئی خطبہ، خطاب، لیکچر، ملکی خود مختاری اور سالمیت کے منافی ہے، فرقہ واریت پر مبنی ہے۔ایسا کام کرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ اس کے ہاتھ میں ایسا اختیار آجائے گا جسے وہ جب چاہے جائز وناجائز اختیار کرتا پھرے۔ حالانکہ وہ اپنے اس عمل کے بارے میں کسی کو جواب دہ نہیں ہے۔ایک ایسا طریقہ کار ہونا چاہیے جس میں علما اور اعلی تعلیم یافتہ ماہرین شامل ہوں اور یہ ایک بااختیار کمیٹی ہو جس کے پاس ناظم اعلی شکایت درج کرے اور اپنی شکایت کے ساتھ ثبوت بھی پیش کرے۔ پھر وہ کمیٹی متعلقہ عالم یا خطیب کا موقف سن کر فیصلہ کرے۔

واقف کے لیے آسانیاں:

وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان کی شق کی روسے یہی کہا گیا ہے کہ واقف اپنے ذرائع آمدنی واکاؤنٹ کو واضح کرے گا۔اس شق کی روسے دینی اداروں کو عطیات دینا ایک مشکل عمل بن جائے گا، اور رفاہی اداروں کے

---

[1] قشیری، الصحیح المسلم، ح: 2699

لنگر خانے جس کی سابقہ وزیر اعظم نے بھی تحسین فرمائی تھی بند ہو جائیں گے، خرچ کرنے والے کبھی بھی ایسا عمل نہیں کریں گے۔اس طریقہ سے خیر کا سلسلہ بند ہونے کا اندیشہ ہے۔

مندرجہ بالا بحث میں وقف املاک 2020 پاکستان کا اسلامی قوانین وقف سے تقابل پیش کیا گیا ہے۔اور اسی طرح مختلف ناظمین وفاق المدارس (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث) کی جانب سے جو اعتراضات کیے گئے ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔جن میں مفتی تقی عثمانی، مفتی منیب الرحمن، پروفیسر ساجد میر وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان کی بقاءاور اتحاد واتفاق کی فضا کو برقرار رکھنے کے لیے چند سفارشات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔مالی جرمانہ کا متبادل، بغیر ثبوت کے سزا، واقف کے لیے آسانیاں، ناظم اعلی کی خود مختاری کی بجائے مشاورتی کمیٹی وغیرہ۔

وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان پر ہونے والی تنقیدات کا جائزہ:

اس بل پر ہونے والی تنقیدات اور اشکالات کا ایک تنقیدی جائزہ جو کہ مقالہ ہذا کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کیا جاتا ہے وہ درج ذیل ہے۔

- قانون کا مقصد مساجد اور مدارس پر قبضہ کرنا نہیں ہے۔

وزیر اعظم کے معاون خصوصی برائے مذہبی ہم آہنگی حافظ طاہر اشرفی نے کہا ہے کہ اس قانون کا مقصد مسجد اور مدرسے پر قبضہ کرنا نہیں ہے۔اس قانون کی مدد سے ان پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی جاسکتی۔

وائس آف امریکہ سے گفتگو کرتے ہوئے حافظ طاہر اشرفی کا کہنا تھا کہ قانون میں کچھ چیزوں پر تحفظات سامنے آئے تھے اور اسپیکر قومی اسمبلی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔جو تمام اعتراضات کا جائزہ لے رہی ہے۔

ان کے بقول ان کا مقصد مساجد اور مدارس کو محکوم بنانا نہیں ہے۔اس قانون میں اگر کچھ خلاف آئین ہوا تو اس کو اسلامی نظریاتی کونسل دیکھے گی۔لیکن وہ کسی صورت مساجد اور مدارس کو کنڑول نہیں کرنا چاہتے۔

- قانون سازی مدارس کے لیے بہت اچھا قدم ہے۔

اس معاملے پر تجزیہ کار اور 'پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف کنفلکٹ اینڈ سیکیورٹی اسٹڈیز، کے مینیجنگ ڈائریکٹر ڈاکٹر عبد اللہ قانون سازی پر کہتے ہیں کہ یہ بہت اہم اقدام ہے۔

ڈاکٹر عبد اللہ نے کہا کہ پاکستان میں ایک عرصہ سے ایسے مسائل موجود تھے کہ مدارس اور مساجد کی فنڈنگ کا کوئی ذریعہ معلوم نہیں تھا جس کی وجہ سے بیرون ممالک سے فنڈنگ بھی پاکستان آتی رہی۔لیکن یہ مسائل ہمارے اپنے ہیں اور ان کے حل کے لیے ہمیں خود اقدام کرنا چاہیے تھا۔انہوں نے کہا کہ اس وقت وزارتِ تعلیم ملک بھر میں یکساں نصاب کے حوالے سے کام کر رہی ہے۔مدارس کو بھی ان میں شامل کرنا چاہیے۔تا کہ مدارس کے طلبہ بھی جدید تعلیم حاصل کر سکیں۔

یہ ملک میں مدارس کے لیے بہت اچھا قدم ہے۔اس وقت جو احتجاج ہو رہا ہے وہ لوگ کر رہے ہیں جو تمام مدارس پر مکمل کنٹرول رکھ کر خود فائدے اٹھا رہے تھے۔لیکن اب حکومتی اقدامات کے باعث انہیں اپنے اکاؤنٹس اور تفصیلات بتانی پڑ رہی ہیں۔

بل کے مطابق مسجد،امام بارگاہ، مدرسہ یا کسی بھی مقصد کے لئے وقف سے قبل زمین رجسٹر کرائی جائے گی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو زیادہ سے زیادہ 5 سال سزااور اڑھائی کروڑ جرمانہ ہوگا۔بل کے مطابق وقف کی مساجد،امام بارگاہوں، مدارس اور دیگر عمارات سے حاصل ہونے والی رقم کے بارے میں پوچھا جاسکے گا۔ حکومت چیف کمشنر کے ذریعے وقف املاک کیلئے منتظم اعلی تعینات کرے گا، وقف املاک کے منتظم منی لانڈرنگ میں ملوث پائے گئے تو حکومت اس کا انتظام سنبھال سکے گی۔بل کے مطابق منتظم اعلی انتظامی امور کیلئے وقف منیجر کو ہدایات دے سکے گا، منتظم اعلی کسی خطاب، خطبے، لیکچر کو روکنے کی ہدایات دے سکتا ہے، منتظم اعلی قومی خود مختاری و وحدانیت کو نقصان پہنچانے والے کسی بھی معاملے کو روک سکے گا۔

جہاں اس بل کو سامنے رکھتے ہوئے اسکے منفی پہلوؤں کو بیان کیا گیااور مختلف طبقات کی جانب سے جو احتجاج اور انٹرویوز کیے گئے ہیں انکو بھی پیش کیا گیا ہے اسکے ساتھ ساتھ جائزہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اس بل کے کچھ مثبت پہلو بھی ہیں جن کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

وقف املاک بل 2020 کے پیش ہوتے ہی وہ تمام ناظمین کہ جو اپنی اپنی مرضی سے جامعہ کو چلا رہے تھے اور قوم کے پیسوں کو صحیح اور دُرست جگہ پر خرچ نہیں کر رہے تھے اور جامعہ کو چلانے کی بجائے اپنی تجوری کو بھر

رہے تھے اور اپنی تنخواہ اپنی مرضی سے لے رہے تھے جبکہ اساتذہ اور طلباء پر بہت کم خرچ کر رہے تھے تو اِسی اثناء میں یہ بل پیش ہوا جس سے ناظمینِ ادارہ پریشان نظر آرہے ہیں۔

ہمارے ہاں مساجد، مزارات اور مدارس میں مسلکی جھگڑوں کے علاوہ ''موروثیت'' کے تنازعے اور گروہی تصادم بھی، بعض اوقات بڑی المناک اور دلخراش صورتحال اختیار کرلیتے ہیں۔ خانقاہوں پر ''سجادگی''، مدارس میں متہم، مساجد میں خطابت اور تولیّت کے امور، بانی شخصیت کے دنیا سے پردہ کرجانے بعد، عمومی طور پر ایسے اُلجھتے ہیں۔ کہ پھر اُلجھتے ہی چلے جاتے ہیں، جس سے ان اداروں کی تقدیس اور تحریم کا متاثر ہونا، ایک لازمی امر ہے۔ زیر نظر قانون، اس اعتبار سے اہمیت اور متعلقہ افراد اور شخصیات کے لیے مفید اور ایسے شر پسند عناصر سے تحفظ کا ضامن ہو گا، جو غیر رواجی طریقے سے، خود ہی کسی مزار، مسجد یا مدرسہ کے منتظم، نگران یا ناظم بن بیٹھتے ہیں۔

وقف املاک ایکٹ 2020 پاکستان کی شق کے مطابق وقف املاک کی رجسٹریشن والا عمل حقیقت میں فائدہ مند ہے۔ حکومت ان کی ''متولیت''(Custodian ship) کو تسلیم کرتے ہوئے اس فرد کو اس کا سربراہ مقرر کر دے گی۔ جس سے وقف املاک کی حیثیت اور زیادہ محفوظ اور مستحکم ہو گی۔

خلاصۃ البحث:

مقالہ ’’وقف املاک بل پاکستان 2020: اسلامی قوانینِ وقف کی روشنی میں جائزہ‘‘ لکھنے کے بعد درج ذیل اُمور بطور خلاصہ کے پیش کئے جارہے ہیں:

وقف عربی زبان کا لفظ ہے اس لفظ کا مادہ و،ق،ف ہے اس لفظ کی جمع وقوف اور اوقاف آتی ہے لغت میں اس مادہ کے اندر "روکنے" کے معنی پائے جاتے ہیں مثلا میدان محشر کو موقف کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو حساب کے لئے روکا جائے گا۔امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وقف یہ ہے کہ کسی چیز کی ذات کو اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے اس کے منافع صدقہ کردے۔

یہ تعریف امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کے مطابق اس بات پر مبنی ہے کہ حقیقت میں وقف منفعت کا تبرع کرنا ہے نہ کہ عین شئ کا۔ یہ عاریت کی طرح کا عمل ہے۔ لہٰذا وقف کرنے سے شئ موقوفہ واقف کی ملکیت سے نہیں نکلتی لیکن اسکی منفعت کا تصدق ضروری ہوتا ہے۔اِسکے علاوہ اِس مقالہ میں صاحبین، امام مالک،امام شافعی، امام احمد بن حنبل،اور اہلِ تشیع کے تمام مکاتبِ فکر کے مطابق وقف کی تعریف کی گئی ہے تاکہ یہ مسئلہ سمجھنا آسان ہو۔

اِس مقالہ میں وقف املاک کا تعارف، مشروعیت،تاریخ وارتقاء کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں وقف املاک قوانین کے مختلف مراحل میں ارتقاء کو بھی بیان کیا گیا ہے۔اور موجودہ دور میں وقف کے اسلامی قوانین پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں وقف کا معنیٰ ومفہوم کے علاوہ اُسکی افادیت کو بیان کیا گیا ہے۔

اسلامی قوانین اور موجودہ قوانینِ وقف میں تقابل پیش کیا گیا ہے۔ حال ہی میں پاکستان میں 2020 میں ایک بل پیش ہوا اور بہت جلد منظور بھی ہو گیا جس میں وقف املاک کے بارے میں کچھ فیصلے کئے گئے ہم نے اِس مقالہ میں اُس بل کا اِسلامی طرز پر ایک تقابل پیش کر دیا ہے جس میں اُس بل کے سیاسی، سماجی، معاشرتی، مذہبی اور دیگر چند اہم اُمور کو بیان کیا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ یہ بل پاکستان میں موجود مذہبی طبقہ کے خلاف اور سیاسی طبقہ کے حق میں جارہا ہے۔

وقف املاک بل میں کچھ ایسی شقیں شامل کر دی گئی ہیں جو کہ قرآن وسنت کے احکامات کے خلاف ہیں جیسا کہ مالی جرمانہ اور بغیر جرم ثابت ہوئے چھے ماہ کی قید وغیرہ۔وقف املاک بل 2020ء کا اگر جائزہ لیا جائے اور اِسکے سیاسی وسماجی اثرات کو دیکھا جائے تو اِس بل کی ایک شق یہ ہے کہ:

"چیف کمشنر اسلام آباد و دارالحکومت علاقہ جات (آئی سی ٹی) کے لیے ناظم اعلیٰ اوقاف کا تقرر کرے گا اور بذریعہ حکم ایسی تمام وقف املاک جو آئی سی ٹی کی حدود کے اندر واقع ہیں بشمول اس سے متعلق تمام حقوق، اثاثہ جات، قرضہ جات، واجبات اور ذمہ داریاں اس کے زیر اختیار دے سکتا ہے۔ ناظم اعلیٰ اوقاف آئی سی ٹی کے ناظم اعلیٰ کے نام سے ایک واحد کارپوریٹ ادارہ ہو گا، جو دوامی تسلسل اور مخصوص مہر کا حامل ہو گا۔"

اس پیراگراف کا خلاصہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے مقرر کردہ ناظم اعلیٰ جملہ اوقاف کے سیاہ و سفید کا مالک ہو جائے گا اور صرف اوقاف ہی نہیں بلکہ متعلقہ جملہ امور اس کے زیر تصرف و زیر اختیار آجائیں گے اور وہ ایک کارپوریٹ ادارے کے طور پر ان اوقاف کا جو حشر کرنا چاہے اس کو کلی اختیارات ہوں گے۔

مسجد، مدرسہ قبرستان، یتیم خانہ، خانقاہ کوئی بھی وقف ہو وقف کی اجازت اس سے مشروط ہو گی کہ وہ منی ٹریل دے ۔وقف کے لے مذکورہ بالا شرط کا مطلب یہ ہے کہ نئ قائم ہونے والے مساجد، مدارس اور اداروں کے قیام کو روکنا ہے یعنی نہ اجازت ملے گی اور نہ آئندہ کوئی نئ مسجد، مدرسہ، قبرستان، یتیم خانہ، مسافر خانہ، خانقاہ یا کوئی ہسپتال تعمیر ہو سکے گا۔

ان شقوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے مذہبی معاملات میں رکاوٹ اور دینی تعلیم، عبادات اور رفاہی امور جن سے اہلیان پاکستان کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا جارہا ہے سب کو روک کر مغربی ایجنڈے کو پورا کیا جائے۔

اسی طرح وقف املاک ایکٹ 2020 پر ہونے والی مختلف طبقات کی جانب سے تنقیدات اور اشکالات کو بھی بیان کر دیا گیا ہے، اور انہی کی صورت میں بہتری کے لے چند ایک سفارشات اور تجاویز پیش کر دی گئی ہیں۔

نتائج بحث:

1. ہر قوم، علاقہ اور مذہب میں وقف کے مختلف انداز پائے جاتے ہیں نہ صرف اسلام بلکہ اِسلام سے قبل کے مذاہب میں بھی وقف کے مختلف انداز موجود تھے جیسا کہ مسجدِ اقصیٰ، بئرِ زم زم، اور دیگر مذہبی اور رفاہی جگہیں سرِ فہرست ہیں۔
2. رسول اللہ ﷺ اور صحابہِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی وقف کئے ہیں جیسا کہ مسجدِ نبوی کی جگہ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے وقف کی، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان جنگِ تبوک کے موقعہ پر صدقہ کر دیا اور حضرت سیدنا عمُر رضی اللہ عنہ نے آدھا مال صدقہ کر دیا۔
3. پاکستان میں ایک محکمہ قائم ہے جس کا نام " محکمہ اوقاف" ہے جسکا مقصد ہی یہ ہے کہ پاکستان میں وقف پراپرٹی کی نگرانی کرنا اور اُن کی دیکھ بھال کرنا اور اُسکے دیگر لوازمات کا خیال رکھنا وغیرہ۔
4. وقف املاک بل 2020ء میں کئی ایک شقیں موجود ہیں جو کہ اسلامی قوانین کے مترادف ہیں، جیسا کہ مالی جُرمانہ لینا، بغیر جرم ثابت ہوئے چھے ماہ کی قید اور علماء کی بجائے کمشنر کو اوقاف پراپرٹی کا نگران بنانا وغیرہ۔
5. وقف املاک بل 2020ء کے کچھ فوائد بھی ہیں جیسا کہ ناظمین و منتظمین جامعہ کے وقف املاک کے بارے میں غیر مناسب رویہ، اور کسی بھی شخص کا اوقاف کی پراپرٹی سے اپنی جیب کو گرم کرنے کا مقصد ختم ہونا۔
6. پاکستان میں موجود اکثر وقف زمینیں برِ صغیر کے اسلامی حکمرانوں کی چھوڑی ہوئی ہیں جیسا کہ بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان، شاہی مسجد، شالیمار باغ، شاہی قلعہ وغیرہ۔
7. وقف املاک بل 2020 کے پیش ہونے سے پاکستان کی سیاسی پارٹی کا مفاد نظر آرہا ہے اور اِسکے برعکس اِسلامی تعلیمات کا فقدان ہوتا محسوس ہو رہا ہے۔
8. وقف املاک بل 2020میں بہت سی قابل اعتراض چیزیں موجود ہیں جس پر تفصیلی بحث شامل کردی گئی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے جید علماء، سکالرز، کی سربراہی میں نظر ثانی کروائی جائی تاکہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بنایا جاسکے۔
9. وقف املاک بل کے اغراض و مقاصد کا مزید واضح ہونا ضروری ہے آیا کہ اس کے مقاصد کسی خاص ادارے ، پارٹی یا مخصوص افراد کو فائدہ دینا ہے یا وقف کی اصل روح یعنی عوامی فائدہ مقصود ہے۔

سفارشات:

a. پاکستان میں وقف املاک بل میں چند اہم ترامیم کی ضرورت ہے جو کہ مفتی منیب الرحمان، مفتی تقی عثمانی اور دیگر مکاتبِ فکر کے مفتیان نے سینٹ کو ارسال کر دی ہیں۔ لہٰذا حکومتِ وقت کو چاہیے کہ جتنا جلدی ہوسکے اُن ترامیم پر عمل کیا جائے۔

b. پاکستان میں جِس طرح وقف املاک بل علماء سے مشاورت کے بغیر منظور ہو گیا جس سے ملک میں انتشار پیدا ہوا، اِس لئے بہتر ہے کہ کوئی بھی اسلامی قانون پاس کرنے سے قبل علماء اور اسلامی اسکالرز سے مشورہ کر لیا جائے۔

c. دستور پاکستان کے مطابق کوئی بھی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں کی جاسکتی جبکہ اس بل کے بعض حصے اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں لہذا نہیں واپس لیا جائے۔

d. اِس مقالہ میں پاکستان کے وقف املاک بل 2020ء کا تقابل اِسلامی قوانینِ وقف سے کیا گیا ہے، اور ایک تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے، اِسکے علاوہ وقت کی ضرورت ہے کہ اِس موضوع میں اضافہ کرتے ہوئے وقف املاک بل 2020 اور دیگر غیر مسلم اقوام کے وقف املاک کا بھی تقابل پیش کیا جائے۔

e. وقف املاک بل 2020 اور الہامی مذاہب میں وقف سے متعلقہ مسائل کا ایک تقابلی جائزہ بھی پیش کیا جائے تاکہ دیگر مذاہب کے ساتھ اِس بل کا تقابل ہو سکے۔

f. وقف املاک بل 2020ء کے مثبت و منفی اثرات کا تحقیقی جائزہ بھی لیا جا سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث

فہرست مصادر ومراجع

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1	وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَينَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ	البقرہ	188	102
2	لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ	آلِ عمران	92	43
3	يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَينَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً	النساء	29	102
4	وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى	المائدہ	2	137
5	وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ	المائدہ	47	134
6	مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلاَ سَآئِبَةٍ وَلاَ وَصِيلَةٍ وَلاَ حَامٍ	المائدہ	103	49
7	لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ	التوبہ	108	50
8	وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	التوبہ	34-35	42
9	إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ	التوبہ	60	43

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث کا متن	کتاب کا نام	صفحہ نمبر
1	أَصَابَ عُمَرُأَرْضًابِخَيْبَرَ،فَأَتَيالنَّبِيَّ ِصَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا،	صحیح مسلم	44
2	إن الذي يعذب الناس في الدنيا يعذبه الله في الآخرة	صحیح المسلم	135
3	إن دماءكم وأموالكم حرام عليكم، كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا	صحیح المسلم	103
4	ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل سبع حيطان له بالمدينة	السنن الکبریٰ	45
5	ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله	صحیح مسلم	45
6	ان سعد بن عبادة توفيت أمه وهو غائب عنها فقال يا رسول الله ان امى توفيت	صحیح البخاری	53
7	ان للمردودة من بناته أن تسكن غير مضرة ولا مضاربها	سنن الدارمی	53
8	عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ الَّذِي بِثَمْغٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَقَالَ: «احْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَهَا	سنن دار قطنی	116
9	قاللما نزلت هذه الاية لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون قال ابوطلحة ان ربنا	نسائی	42
10	لانورث ما تركنا إلا صدقة	صحیح البخاری	49
11	لايباعأصلها،ولا يبتاع، ولايوهب،	سنن الترمذی	117,44
12	ليس في المال حق سوى الزكاة	سُنن ابنِ ماجہ	103

100	صحیح البخاری	من أخذ شبرا من الأرض ظلما، فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين	13
125	سنن النسائی	مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ	15
137	صحیح المسلم	من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا	16
136	صحیح المسلم	وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ	17
51	صحیح البخاری	يا بنى النجار ثامنوني بحائطكم هذا	18

Anexture

سوالنامہ برائے اسلامی سکالرز: وقف املاک بل پاکستان 2020ء: اِسلامی قوانینِ وقف کی روشنی میں جائزہ

مقالہ نگار:

عمار عابد

زیر نگرانی:

ڈاکٹر ریاض احمد سعید

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اِسلامی فکر و تہذیب

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اِسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اُمید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے۔ محترم گزارش یہ ہے کہ میں وقف املاک بل 2020ء کے حوالہ سے ایم فل کا مقالہ لکھ رہا ہوں اِس حوالہ سے مجھے کچھ انٹرویوز کی ضرورت ہے کچھ سوالات ہیں جن کے جوابات آپ سے مطلوب ہیں اِس میں آپ تعاون فرمائیں تاکہ میں اپنا مقالہ اچھے انداز میں مکمل کر سکوں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا یہ ڈیٹا صرف تعلیمی حوالے سے ہی استعمال ہوگا اور محفوظ رہے گا۔ جزاک اللہ خیرا

سوالنامہ:

- وقف املاک بل 2020ء مذہبی لحاظ سے پاکستان پر کس طرح اور کس حد تک اثر انداز ہوا ہے؟
- وقف املاک بل 2020ء معاشی، معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے کس طرح اثر انداز ہو رہا ہے؟
- وقف املاک بل میں دینِ اسلام، مدارس، مساجد اور علمائے کرام کو کیا سہولیات تھیں اور اب کس چیز کا فقدان ہے؟
- وقف املاک بل 2020ء اور گزشتہ وقف املاک بل میں کیا فرق ہے؟
- آپ کی رائے کے مطابق وقف املاک بل 2020ء میں کیا اصلاحات ممکن ہیں؟
- وقف املاک بل پاکستان 2020ء: اِسلامی قوانینِ وقف کی روشنی میں جائزہ

مقالہ نگار:

عمار عابد

محمد حنیف جالندھری(ناظم اعلی وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

محمد یسین ظفر(ناظم اعلی وفاق المدارس السلفیہ)

مفتی تقی عثمانی(صدروفاق المدارس العربیہ پاکستان)

سینیٹر پروفیسر ساجد میر(صدروفاق المدارس السلفیہ پاکستان)

مفتی منیب الرحمان(سابق چیئرمین رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان وصدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان)

ابو عمار زاہدالراشدی، جامعہ نصرۃالعلوم گوجرانوالہ، تحریک تحفظ مساجد و مدارس پاکستان

مولاناطاہر محموداشرفی(پاکستان علماء کونسل)

مولاناعبدالاکبر چترالی(رہنماجماعت اسلامی پاکستان)

مفتی حافظ علی حسن فریدی(ناظم تعلیمات جامعہ فریدیہ حیات الاسلام للبنات لاہور)

رانامحمد شفیق خان پسروری(ممبراسلامی نظریاتی کونسل)

کچھ مزیداسلامی سکالرزاور پروفیسرز کی آراء کوشامل کیاجائے۔مثال کے طور پر:ڈاکٹر قبلہ ایاز،ڈاکٹرانیس احمد،ڈاکٹر حماد لکھوی،ڈاکٹر مشتاق حمد،ڈاکٹر محی الدن ہاشمی،ڈاکٹر محمد ضیاءالحق وغیرہ

فہرست مصادرومراجع

مقدس کتب

القرآن الکریم

کتاب مقدس

عربی مصادر

ابن حزم، علی احمد بن سعید، **المحلی**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1412)۔

ابن فارس، أبو یوسف أحمد بن فارس بن زکریا، **مقاییس اللغۃ**، (بیروت: دار الفکر للطباعۃ والنشر، 1421ھ)۔

ابن قدامہ، احمد بن محمد، **المغنی** (الریاض: دار عالم الکتب، 1421ھ)۔

ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، **سنن ابن ماجہ** (بیروت: دار احیاء الکتب العربیہ، 1409ھ)۔

ابن نجیم، زین الدین بن ابراہم، **البحر الرائق**، (بیروت: دار الکتاب الاسلامی، 1420ھ)۔

ابن ھشام، عبد الملک، **السیرۃ النبویۃ**، (مصر: دار الکتب العلمیۃ، 1378ھ)۔

ابن ھمام، محمد بن عبد الواحد الاسکندری، **فتح القدیر** (بیروت: دار الفکر، بدون طبع)۔

ابی عبد المعز محمد علی فرکوس، **مختارات من نصوص حدیثیہ فی فقہ المعاملات المالیہ**، (دار الموقع للنشر وللتوزیع الجزائر العاصمۃ، 2011)۔

احمد الریسونی، **الوقف الاسلامی مجالاتہ وابعادہ**، (دار الکلمہ للنشر، للتوزیع، مصر القاہرہ 2014)۔

الامام ابو بکر احمد بن عمرو الشیبان، **کتاب احکام الاوقاف، تالیف**، (مکتبہ الثقافہ الدینیہ، بولاک امیریہ، 2005)۔

امیر علی سید، **مسلم قانون**، (نگارشات، پبلشرز، لاہور، 2006ء)۔

البخاري، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاري**، (لاہور: دار النشر للکتب الاسلامی، 2010ء)۔

برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ الحنفی، **الاسعاف فی احکام الوقف** (دار الفاروق، عمان، 2015ء)۔

برھان الدین ابراہیم بن موسی الطرابلسی الحنفی، **الاسعاف فی احکام الاوقاف**، (مصر: القاہرہ، 1320ھ)۔

برہان الدین، موسیٰ بن ابی بکر، **الاسعاف**،(دار المعرفہ: مصر،1320ھ)۔

البغدادی، محمد بن سعد، **الطبقات**،(بیروت: دار الکتب العلمیۃ،1990ء)۔

البلاذری، احمد بن یحییٰ، **فتوح البلدان**(بیروت: دار ومکتبۃ الھلال،1988ء)۔

البیھقی، احمد بن حسین، **السنن الکبری**(الریاض: دار عالم الکتب،1412ھ)۔

ترمذی، محمد بن عیسیٰ، **سنن الترمذی**(بیروت: دار الکتب العلمیہ،1429ھ)۔

دار قطنی، ابوالحسن علی بن محمد، **سُنن دار قطنی**،(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ،2004ء)۔

الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمان، **سنن الدارمی**،(المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: دار المغنی للنشر والتوزیع،1412ھ)۔

الدکتور محمد عبید الکبیسی، **احکام الوقف فی الشریعہ الاسلامیہ**،(بغداد: مطبعہ الارشعاد، وزارۃ الاوقاف احیاء التراث الاسلامی،1977)۔

الزبیدي، محمّد بن محمّد بن عبدالرزّاق، **تاج العروس من جواھر القاموس**،(بیروت: دار الھدایۃ، 1424ھ)۔

زحیلی، دکتور وھبہ، **الفقہ الاسلامی وادلہ**(کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ،2010ء)۔

السبکی، عبدالوہاب بن تقی، **طبقات الشافعیہ**(بیروت: دار الفکر،1324ھ)۔

سعد بن ترکی الخفلان، **فقہ المعاملات المالیہ المعاصرہ**،(مکۃ المکرمۃ: جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ، 2012)۔

سیوطی، ابو بکر، **الحاوی للفتاوی**(بیروت: دار الفکر،1404ھ)۔

الشافعی، محمد بن ادریس، **کتاب الام**،(بیروت: دار قتیبہ،2012ء)۔

الشامی، محمد بن یوسف، **سبل الھدی والرشاد**(لبنان: دار الکتب العلمیۃ،1993ء)۔

شیخ زادہ، عبدالرحمٰن بن محمد، **مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر**،(بیروت: دار احیاء التراث العربی،1398ھ)۔

الشیخ محمد مصطفی شاھی، **احکام الوصایا والاوقاف**،(الدار الجامعیہ 18 اپریل 2008)۔

شیخ مصطفی احمد الزرقا، **احکام الوقف**،(دار عمار، عمان،1997ء)۔

شیخ نظام، **فتاویٰ عالمگیری**،(بیروت: دار الفکر،1991ء)۔

الطرابلسي، ابراھیم بن موسیٰ، **الاسعاف فی الاحکام الاوقاف**،(مصر: مکتبہ ھندیہ،1422ھ)۔

عبداللہ بن محمد بن سعد ،**الاوقاف النبویۃ واوقاف الخلفا الراشدین** ،(بیروت:دارالکتب العلمیہ،1422ھ)۔

عثمانی، ظفراحمد،**اعلاءالسنن**(کراچی :بیت السلام،1428ھ)۔

العسقلانی، محمد بن احمد، **فتح الباري**،(بیروت: دارالمعرفۃ،1379ھ)۔

العیني محمود بن احمد، **عمدۃالقاري**(بیروت:دارالفکر،1992ء)۔

فیروزآبادي،یعقوب،**القاموس المحیط**،(دمشق:مؤسسۃالرسالۃ،1992ء)۔

الکاسانی،ابوبکر بن مسعود،**بدائع الصنائع**(بیروت:دارالکتب العلمیۃ،1999ء)۔

محمد مصطفی شلبری ،**احکام الوصایاوالاوقاف**،(دارالجامعہ،بیروت،2008)۔

محمدالشربیني الخطیب، **مغني المحتاج**،(بیروت:دارالفکر،1413ھ)۔

مصطفی احمدالزرقا،**احکام الاوقاف قسم اوقاف**،(دارعمار،اللغۃالعربیہ،تاریخ الانشا،2008)۔

المقریزی، أحمد بن علي بن عبدالقادر،**المواعظ والاعتبار بذکرالخطط والآثار**،(بیروت:دارالکتب العلمیۃ)۔

نذیراحمدمزی،(المملکۃالعربیۃالسعودیۃ :مرکزنشرالعلمی جامعہ الملک عبدالعزیز2015)۔

النسائی،احمد بن شعیب،**سنن النسائی**(حلب:مکتب المطبوعات الاِسلامیہ،1986ء)۔

نسفي،عبداللہ بن أحمد بن محمود،**کنزالد قائق**(کراچی:مکتبہ البشریٰ2018ء)۔

نیشاپوری، مسلم بن حجاج،**المسندالصحیح**،(بیروت:داراحیاءالتراث العربی،1421ھ)۔

وقفیہ زوجۃالسلطان سلیمان القانونی،**اوقاف نساءالسلاطین العثمانیین علی الحرمین الشریفین**،(مولف ماجدہ مخلوق،2016)۔

اردومصادر

پروفیسرڈاکٹرنورمحمد غفاری،**سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اوراسلام کانظام کفالت عامہ**،(لاہور : مرکز تحقیق دیال گڑھ سنگھ ٹرسٹ لائبریری،2017)۔

خلیل احمداعظمی ،**مسئلہ وقف کاتحقیقی مطالعہ عصرحاضر کے حوالہ سے**،(کراچی : مقالہ برائے پی ایچ ڈی، یونیورسٹی آف کراچی،2009)۔

ڈاکٹرمحمودالحسن عارف،**اسلام کاقانون وقف مع تاریخ مسلم اوقاف** ،(لاہور: مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، 2015)۔

ڈاکٹر مفتی عمران الحق کلیانوی، **کتاب الکفالہ والنفقات اسلام کا نظام کفالت ایک تحقیقی جائزہ**،(کراچی: ناشر دارالاشاعت،2018)۔

عمران الحق کلیانوی، **کتاب الکفالہ والنفقات اسلام کا نظام کفالت ایک تحقیقی جائزہ**، زیر تبصرہ کتاب " کتاب الکفالہ والنفقات" (کراچی: مقالہ برائے پی ایچ ڈی ،جامعہ کراچی 2002)۔

غلام عبدالحق محمد ،**احکام وقف**،ادارہ تحقیقات اسلامی،(بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،اسلام آباد، 2015)۔

مصنف مختلف اہل علم،ھبہ سے **متعلق بعض مسائل**،،(ایفاپبلیکیشنز نئی دہلی،2017)۔

مطلوب احمد، **وقف اسلام اور مروجہ قوانین کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ**،(اسلام آباد: مقالہ برائے ایم فل، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،اسلام آباد،2009ء)۔

مفتی احمد ممتاز، **مروجہ تکافل اور شرعی وقف**،(کراچی: تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین،1434ھ)۔

مولاناحنیف جالندھری، ہفت روزہ شریعہ اینڈ بزنس،**اسلامی معاشی نظام میں وقف کا کردار**، مولانا شیخ نعمان ایم بی اے احسن آباد(گلشن معمار کراچی 2017)۔

مولانامفتی احمد مختار، **مروجہ تکافل اور شرعی وقف**،(تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین مدنی کالونی کراچی 2015)۔

وقف املاک ایکٹ(2020ء16،اکتوبر)۔

اخبارات ورسائل

حافظ حسن مدنی، **وقف املاک ایکٹ 2020، شرعی جائزہ**،:(جہات الاسلام، جون 2022)، جلد: 15، شمارہ:.2۔

الراشدی،ابوعمار زاہد الراشدی، **وقف املاک کے نئے قوانین اور ہماری ذمہ داری**،(26مارچ 2021)۔

عثمانی، مولانا محمد تقی، **نیااوقاف ایکٹ خلاف شریعت وخلاف آئین ہے**(لاہور: ماہنامہ 'البرہان' مئی 2021ء)۔

مفتی منیب الرحمان، **اسلام آباد وقف ایکٹ**، روزنامہ "دُنیانیوز"10(اکتوبر 2020)۔

English Sources:

Abdubakar Sani, *Islamic endowment (Waqf): Hope of the Muslim World*, (Nigeria: Umaru Musa Yaradua University, 2018)

Adeel Mukhtar, "Money Laundering, Terror Financing and FATF: Implications for Pakistan", *Journal of Current Affairs*, Vol. 3, no. 1 (2018): 27-56

Anti-Fraud, Corruption, *Money Laundering and Terrorism Financing and Domiciliation of BSTDB Counterparties Policy*", (Black Sea Trade and Development Bank, nd)

Ari Shaprio, "*Obama Stays the Course on Terrorist Financing*," National Public Radio, March 11, 2009

Baluchistan Waqf Properties Ordinance 1979

Creation of trust and its requisites under the law of trust in Pakistan, **TRUST ACT, 1882**

Earl Jowitt, *Jowitt's Dictionary of Law,* (London: Sweet Max well limited, 1977)

Earl Sweet and Jow, LL, Jawittes, Dictionary of Law, 1977

Explanation 1 to a, *Manual of Auqaf Laws*

Gazette of Baluchistan, Extraordinary, 6th, Nov, 1985

Hassan Aslam Shad, "Lawfare against Pakistan: coercion or self-inflicted wounds?", *Global Village Space*, 26 (2019)

Ibtisam Butt, Azhar Rashid, Salman Khan, "Pakistan Initiatives & Endeavors to counter Money Laundering & Terrorist Financing Within FATF Perspective", *Pakistan Vision*, vol. 21 No.1 (2020): 151-159.

John S. James, Strouds Judicial Dictionory, (London: Max Well Limited, 1972)

Miftahul Huda, Sharia Principles in implementing corporate waqf, *PJAEE*, Vol. 17, no. 3 (2020)

N.A Ghazali, Concept of valid contract declaration of waqf property in Islamic Law, *Journal of Fatwa Management and Research*, Vol. 16, No. 2 (2019): 181-206.

Punjab Gazette of Punjab, Extraordinary, 14th, April, 1979

Raja Muhammad Arif, *Manual of Waqf Law in Pakistan*, Kausar Brothers, (Lahore: Law Publishing, 2003)

Rehman, W. Pakistan's Fight Against the Menaces of Terrorism Financing and Money Laundering. *NDU Journal, 34,* 19–30. (2022). Retrieved from https://ndujournal.ndu.edu.pk/site/article/view/61

The West Pakistan Waqf Properties Ordinance, 1961

Waqf Property Act 2020

William D. Halsay E.D, *Collier's Encyclopedia*, Macmillan Educational Company New, V.20.

Websites

https://www.globalvillagespace.com
https://shamilaurdu.com
https://kitabosunnat.com
https://besturdubooks.net
https://dailypakistan.com.pk